ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی) میں ماہِ رجب المرجب اور شعبان المعظم کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ

رجب المرجب اور شعبان المعظم کے 56 مضامین

پیش کش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

For Download Visit:
www.dawateislami.net

پہلے اسے پڑھئے

رَجَبُ المرجّب ہجری سن کا ساتواں جبکہ شعبان المعظم آٹھواں مہینا ہے۔ یہ دونوں مہینے اہلِ اسلام کے نزدیک بڑی اہمیت و فضیلت والے ہیں۔ ایک حدیثِ پاک میں دعاؤں کی قبولیت کے لئے پانچ راتوں کی اہمیت بیان ہوئی ہے ان میں سے دو راتیں انہی دو ماہ کی ہیں چنانچہ حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: پانچ راتیں ایسی ہیں جس میں دُعا رَد نہیں کی جاتی: 1 جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات 2 رجب کی پہلی (یعنی چاند) رات 3 پندرہ شعبان کی رات (یعنی شبِ براءت) 4 عیدُ الفطر کی (چاند) رات 5 عیدُ الاَضحیٰ کی (یعنی ذُوالحجہ کی دسویں) رات۔[1]

رَجَبُ المرجّب حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، حضرت سیّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حِجَّۃُ الوَداع کے موقع پر خطبہ دیا، دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: زمانہ اپنی اسی ہیئت پر گردش کر رہا ہے جس پر زمین و آسمان کی پیدائش کی گئی تھی، سال میں بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین لگاتار ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور محرم اور قبیلۂ مُضَر والوں کا رجب جو کہ جُمادَی الاُخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔[2]

حضرت امام زَکَریّا قزوینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات:682ھ) اور شارحِ بخاری حضرت سیّدُنا امام قَسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات:923ھ) بیان فرماتے ہیں کہ کثیر احادیثِ مبارکہ ماہِ رجب کی عظمت و شان پر دلالت کرتی ہیں اس میں عبادتیں قبول اور دُعائیں مُستجاب ہوتی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں کوئی مظلوم شخص اگر ظالم کیلئے بددُعا کرنا چاہتا تو اپنا ارادہ ماہِ رجب تک مؤخّر کر دیتا اور رجب کے آنے پر ظالم کے خلاف دعا کرتا تو وہ دُعا قبول ہو جایا کرتی تھی۔[3]

شعبانُ المعظم اُن پانچ مہینوں میں سے پہلا مہینا ہے جن کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، پانچ مہینے یہ ہیں: (1) شعبان المعظم (2) رمضانُ المبارک (3) شوال المکرم (4) ذوالقعدۃ الحرام اور (5) ذوالحجۃ الحرام۔ اسی ماہ میں رمضانُ المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔[4] شعبان، شَعْبٌ سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہیں گھاٹی۔ چونکہ اس مہینے میں خیر و برکت کا عمومی نُزول ہوتا ہے، اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینا خیر و برکت کا راستہ ہے۔[5] رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا سُمِّیَ شَعْبَانُ لِاَنَّهٗ يَتَشَعَّبُ فِيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ لِلصَّائِمِ فِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، یعنی اس مہینے کو "شعبان" اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں، یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔[6]

حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: شعبان کا مہینا آتا تو مسلمان قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کر دیتے تاکہ کمزوروں اور مسکینوں کو بھی رمضان کے روزوں کی طاقت ملے۔[7]

حضرت سیّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: رجب المرجّب کا مہینا آتا تو حضور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دُعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ ترجمہ: یا اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔(8)

حکیمُ الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: صوفیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم فرماتے کہ رجب تُخْم (یعنی بیج) بونے کا مہینا ہے، شعبان پانی دینے اور رمضان کاٹنے کا کہ رجب میں نوافل میں خوب کوشش کرو، شعبان میں اپنے گناہوں پر روؤ اور رمضان میں رَبّ تعالیٰ کو راضی کرکے اس کھیت کو خیریت سے کاٹو، ان کے اس قول کا ماخذ یہ (بیان کردہ) حدیث ہے یعنی رجب میں ہماری عبادتوں میں برکت دے اور شعبان میں خشوع و خضوع دے، اور رمضان کا پانا اس میں روزے اور قیام نصیب کر۔(9)

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَجَبٌ شَھْرُ اللہِ تعالٰی وَشَعْبَانُ شَھْرِیْ وَرَمَضَانُ شَھْرُ اُمَّتِیْ یعنی رجب اللہ پاک کا مہینا ہے، شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان میرے اُمّتیوں کا مہینا ہے۔(10)

الحمدللہ تعالیٰ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی میں بھی ان مہینوں کو خصوصی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے اور ان مہینوں میں نفلی روزے رکھنے کی خوب ترغیب دی جاتی ہے۔ دعوتِ اسلامی کی دیگر مجالس و شعبہ جات کے ساتھ ساتھ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ان مہینوں کی اہمیت و فضیلت کو مختلف انداز سے اجاگر کرنے کی سعی کرتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں مبارک مہینوں کی اہمیت بیان کرنے کے سلسلہ کو مزید بڑھانے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے گزشتہ سالوں کے شماروں میں سے ان مضامین کا مجموعہ پیش کیا جاتا ہے جو اللہ کی رحمت، گناہوں کی سزا، گناہوں سے توبہ، معراج شریف اور ان مہینوں میں آنے والے اعراس بزرگانِ دین سے مناسبت رکھتے ہیں۔ الحمدللہ تعالیٰ 56 سے زائد مضامین "معراجِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ہم پر عنایتیں"، "رجب المرجب وشعبان المعظم کی مناسبت سے دعا، گناہوں کی مذمت اور توبہ پر مضامین"، "صدقہ و خیرات اور زکوۃ کی اہمیت، فضیلت اور احکام"، "تذکرہ صالحین وصالحات (رجب المرجب)" اور "تذکرہ صالحین وصالحات (شعبان المعظم)"، جیسے اہم ابواب کے تحت پیش کئے جارہے ہیں۔ اس مجموعہ کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے نیز اسی طرح ہر ماہ بچوں، بڑوں، خواتین، تاجروں اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے مفید اور معتبر و مستند ترین مضامین پڑھنے کے لئے اور

1..مصنف عبد الرزاق، 4/246، حدیث: 7957۔ لوامع الانوار، ص259 بتقدم و تاخر

2..بخاری، 2/376، حدیث: 3197

3..مکاشفۃ القلوب (؟) ، ص69۔ لوامع الانوار، ص260 ملخصاً

4..حدائق الاولیاء، مجلس فی شہر شعبان، 2/592

5..مکاشفۃ القلوب، ص303

6..التدوین فی اخبار قزوین، 1/153

7..ماذا فی شعبان، ص44

8..معجم اوسط، من اسمہ علی، 3/85، حدیث: 3939

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❁ ہر مہینے کن کن اللہ کے نیک بندوں کا عرس ہے؟ ❁ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❁ عوام و خواص کے لئے قراٰنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❁ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❁ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❁ علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❁ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت کے اصلاحی پیغامات ❁ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❁ معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج ❁ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی اخلاقی، علمی، نفسیاتی اور معاشرتی خرابیاں اور ان کا علاج ❁ نوجوانوں، اسٹوڈنٹس، سربراہانِ خانہ اور والدین کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل ❁ معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ ❁ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❁ بچّوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❁ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

ہر ماہ 40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 4 زبانوں (اردو، انگلش، ہندی اور گجراتی) میں شائع ہونے والے تحقیقی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے آج ہی اس نمبر پر واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

+92313-1139278

خوشخبری

جنوری 2017ء تا فروری" 2021 ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے تمام شمارے ڈاؤنلوڈ کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ وزٹ کیجئے یا اس QR-Code کو اسکین کیجئے۔

ابو النور راشد علی عطاری مدنی
نائب مدیر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
6 رجب المرجب 1442ھ
19 فروری 2021ء

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	معراجِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ہم پر عنایتیں	
1	ربِّ کریم کا تحفہ	01
3	معراج کے تحفے	02
5	قصیدہ معراجیہ اور شبِ معراج کی منظر کشی	03
7	معراج کی حکمتیں	04
9	معراج جسمانی تھی یا روحانی؟	05
	رجب المرجب و شعبان المعظم کی مناسبت سے دعا، گناہوں کی مذمت اور توبہ پر مضامین	
11	دعا کی عظمت و فضیلت اور حکمتیں	06
13	کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت	07
14	گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں	08
17	کثرتِ استغفار	09
19	جھوٹی گواہی اور الزام تراشی کی مذمت	10
20	نیکی اور گناہ کا خیال	11
22	جھوٹ کی بدبو	12
23	بے باکیاں	13
25	لعنت کے اسباب	14
27	جہالت	15
29	جھوٹے الزامات	16
31	شبِ براءت اور آتش بازی	17

18	شب براءت کے پٹاخے / پیامِ امامِ اہلِ سنّت	33
19	آقا کا مہینا	34
20	قبرستان کی حاضری	35

صدقہ وخیرات اور زکوۃ کی اہمیت، فضیلت، احکام

21	غریبوں کی مدد کیجئے	36
22	ہر نیکی صدقہ ہے	37
23	صدقہ وخیرات	38
24	مال خرچ کئے بغیر صدقے کا ثواب	39
25	زکوۃ کی حکمتیں اور آداب	40
26	آگ کے کنگن	42
27	زکوۃ کس مہینے میں ادا کریں؟ / زکوۃ اور قربانی کی نصاب میں فرق	44
28	بیوی کے مال کی زکوۃ شوہر ادا کرے گا یا خود بیوی؟ / کیا گھر کی لائبریری کی کتابوں پر بھی زکوۃ واجب ہوگی؟	45
29	تجارت میں نفع نہ ہو تو اس پر زکوۃ کا کیا حکم ہے؟	46
30	گم شدہ مال کی زکوۃ کا حکم / سگے بھائی کو زکوۃ دینا کیسا؟ / علوی کو زکوۃ دینا کیسا؟	47

تذکرہ صالحین وصالحات (رجب المرجب)

31	تذکرہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ	48
32	حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	50
33	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	52
34	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انقلابی کارنامے	54
35	حضرت سیدنا ذو البجادین رضی اللہ عنہ	55

36	عمرِ ثانی	57
37	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	58
38	حضرت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	59
39	خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات	60
40	ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ	61
41	خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت بھرے ملفوظات	62
42	وہ بزرگانِ دین جن کا یوم وصال یا عرس رجب المرجب میں ہے	63

تذکرہ صالحین وصالحات (شعبان المعظم)

43	ام المؤمنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا	71
44	حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ	72
45	حضرت سیدنا اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ	74
46	حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	76
47	تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	78
48	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث	80
49	فقاہتِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	82
50	حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی کارنامے	83
51	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تجارت	84
52	حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	86
53	حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	88
54	حضرت سیدنا عثمان مروندی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	89
55	محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اور خدمت حدیث	90
56	وہ بزرگانِ دین جن کا یوم وصال یا عرس شعبان المعظم میں ہے	92

فرمانِ امیر اہل سنت

ربِّ کریم کا تحفہ

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

زمانے بھر کا دستور ہے کہ لوگ تحائف کی قدر کرتے ہیں، بالخصوص جب تحفہ کسی بڑی شخصیت سے ملے تو اُسے سنبھال کر رکھا جاتا اور اپنی قسمت پر ناز کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ تحفوں کی قدر نہیں کرتے یا تحفہ دینے والے کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو ایسے لوگ مُعاشرے میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ میں جس تحفے کی طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں وہ مخلوق کا نہیں بلکہ خالقِ کائنات اللہ پاک کا دیا ہوا ہے جو شبِ معراج پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے مسلمانوں کو عطا فرمایا گیا، اس تحفے کو آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا، حَجَّةُ الْوَدَاع کے خطبے میں بھی لوگوں کو اس تحفے کی قدر کرنے کی تاکید فرمائی، اس تحفے کے ذریعے بندہ اپنے ربِّ کریم کی رِضا، خوشنودی اور قُرب پانے میں کامیاب ہو سکتا ہے، یقیناً وہ تحفہ نماز ہی ہے، اعلانِ نبوّت کے گیارہویں سال اسلام میں سب اعمال سے پہلے نماز کو ہی فرض کیا گیا، حدیثِ پاک کے مطابق حضراتِ انبیائے کرام علیہمُ السّلام اب بھی اپنی اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں، شبِ معراج جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجدِ اقصیٰ پہنچے تو وہاں پر بھی نماز کا ہی اہتمام کیا گیا، جب بھی کوئی اہم مُعاملہ درپیش ہوتا تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز پڑھتے، جسے ”نمازِ حاجت“ کہا جاتا ہے، سورج کو گہن لگتا تو نماز کی طرف مُتوجّہ ہوتے، جب قحط سالی ہوئی اور پانی کی قلّت کا مسئلہ لے کر لوگ بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے تو اس وقت بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو نماز کی تعلیم دی، جسے ”نمازِ اِسْتِسْقاء“ کہا گیا، حضرت سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضیَ اللہ عنہ نے جنّت میں ساتھ رہنے کی تمنّا کا اظہار کیا تو انہیں بھی نفل نماز کی کثرت کی تلقین فرمائی۔ آیاتِ قرآنیہ ہوں یا احادیثِ کریمہ، صحابۂ کرام کے فرامین ہوں یا ائمۂ اسلام کے ارشادات! جابجا نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے آج مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد کو اس تحفۂ خداوندی کی قدر نہیں ہے، فی زمانہ مسلمانوں کی اکثریت نماز سے دُور ہے اور جو پڑھتے ہیں ان میں سے ایک بڑی تعداد کو درست قراٰنِ پاک پڑھنا نہیں آتا، انہیں نماز کے ضروری مسائل سے واقفیت نہیں ہوتی۔ مخلوق کے تحفوں کی ناقدری کرنے والوں کو لوگ ناقدرے اور نالائق ٹھہراتے ہیں تو اندازہ کیجئے کہ جو اپنے پیدا کرنے والے مالک و مولیٰ اللہ کریم کی طرف سے ملے ہوئے تحفے کی قدر نہ کرے تو شریعت کی نگاہ میں وہ کتنا بڑا بدبخت اور نالائق ہوگا، بے نمازی جہاں نماز کے فضائل و برکات سے خود کو محروم کرتا ہے وہیں دنیا و آخرت میں ملنے والی کئی طرح کی سزاؤں کا بھی خود کو مستحق ٹھہرالیتا ہے۔ **بے نمازی کے ساتھ کیا ہوگا؟** قیامت کے دن سب سے پہلے تارکینِ نماز کے منہ کالے کئے جائیں گے، اللہ پاک اُنہیں اوندھا کرکے دوزخ میں ڈال دے گا، جان بُوجھ

www.dawateislami.net

کر نماز چھوڑنے والے سے اللہ و رسول بَرِیُ الذِّمّہ ہیں، اس کی عمر سے برکت چھین لی جاتی ہے، اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی مٹ جاتی ہے، اس کی دعا آسمانوں کی طرف بلند نہیں ہوتی، نیکیوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا، وہ ذلیل ہو کر مرے گا، بھوکا اور پیاسا مرے گا، قبر اس پر تنگ ہو گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی، اس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس کے انگاروں پر وہ رات دن لوٹتا رہے گا، قبر میں اس پر ایک اژدھا (بڑا سانپ) مسلّط کر دیا جائے گا، قیامت کے دن اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی: پہلی: اے اللہ کے حقوق ضائع کرنے والے! دوسری: اے اللہ کی ناراضی کے لئے مخصوص! اور تیسری سطر یہ ہوگی کہ جیسے تُو نے اللہ کے حقوق دنیا میں ضائع کئے ہیں ایسے ہی تُو آج اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گا۔ جہنّم میں ایک وادی ہے جسے "لَمْلَم" کہا جاتا ہے، اس میں سانپ رہتے ہیں ہر سانپ اُونٹ جتنا موٹا اور ایک ماہ کے سفر کے برابر طویل ہو گا وہ بے نمازی کو ڈَسے گا اس کا زہر ستّر سال تک بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، مکاشفۃ القلوب)

نماز کے فضائل و برکات ایک نظر میں

نماز رضائے الٰہی اور قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے ❀ وزنِ اعمال کے وقت نمازی کے لئے حجّت و دلیل ہے ❀ اس سے مسجدوں کی زینت اور آبادی ہے ❀ فرشتوں کی تمام عبادتوں کی جامع ہے ❀ یہ بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے ❀ بلائیں ٹالتی اور عذابِ الٰہی سے نجات بخشتی ہے ❀ حلِّ مشکلات کا بہترین ذریعہ ہے ❀ غم کو سکون سے بدلتی ہے ❀ غرور و تکبّر کو توڑتی ہے ❀ بندے کو خشیتِ الٰہی (خوفِ خدا) سے زینت دیتی ہے ❀ افلاس و تنگدستی (غُربت) کو دُور کرتی ہے ❀ بندے کو اللہ پاک کے ذِکر کا شرف دلاتی اور اس قابل بناتی ہے کہ وہ اَرْحَمُ الرّاحِمِین بندے کا ذِکر فرماتا ہے ❀ مسلمانوں کا ہتھیار اور ان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے ❀ قبر کے اندھیرے کو روشنی سے بدلتی ہے ❀ بارگاہِ الٰہی میں نمازیوں کا ہر صبح و شام تذکرہ ہوتا ہے ❀ نمازیوں کو رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں ❀ نمازی کے لئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ❀ نمازی اور ربِّ کریم کے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں ❀ عوارف المعارف شریف میں ہے کہ نماز میں چار مختلف حالتیں ہیں: قیام، قُعود، رُکوع، سُجود اور چھ طرح کے ذکر ہیں: تلاوتِ قرآن، تسبیح، حمدِ الٰہی، اِستغفار، دعا اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود شریف۔ یہ کُل دس چیزیں ہوئیں اور یہی دس چیزیں فرشتوں کی دس صفوں میں تقسیم کی گئی ہیں، ان میں ہر صف دس ہزار فرشتوں پر مشتمل ہے، لہٰذا نماز کی دو رکعتوں میں وہ کچھ موجود ہے جو ایک لاکھ فرشتوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ (ماخوذ از، ہماری نماز، تصنیف مفتی خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ)

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: سچّی بات یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی مسجد بھرو تحریک ہے کہ مسجدیں بھرو، نمازی بنو! نمازی بناؤ! اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشق کی شمع اپنے دل میں روشن کرو اور اپنے آپ کو سنّتوں کے سانچوں میں ڈھالو۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے کہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں ادا کیجئے اور دیگر مسلمانوں کو بھی نیکی کی دعوت دیتے ہوئے نمازی بنائیے اور اس تحفۂ خداوندی کی قدر کیجئے۔

عمل کا ہو جذبہ عطا یاالٰہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت
ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش (مرمم)، ص102)

www.dawateislami.net

ابو محمد عطاری مدنی*

معراج کے تحفے

حضور نبیِّ کریم، رءُوْف رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اعلانِ نبوّت کے بارھویں سال، 27 رَجَبُ المُرَجَّب کی رات سفرِ معراج کی سعادت حاصل ہوئی۔ (خزائن العرفان، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ:1، ماخوذاً) سفرِ معراج میں جہاں کئی معجزات ظاہر ہوئے اور شانِ مصطفےٰ کی بلندی آشکار (نمایاں) ہوئی وہیں ربِّ مصطفےٰ کی طرف سے صاحِبُ التّاج وَالْمِعْراج صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تحائف بھی عطا ہوئے مثلاً دیدارِ باری تعالیٰ، بلاواسطہ کلام، سورۂ بقرہ کی آخری آیات، پنجگانہ نماز کی فرضیّت۔

1 دیدارِ باری تعالیٰ: علامہ شہابُ الدّین احمد خَفاجی علیہ رحمۃ اللہ الھادِی فرماتے ہیں: صحیح مذہب یہ ہے کہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ معراج سَر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا جیسا کہ اکثر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا مذہب ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفاء، 3/144) یاد رہے کہ دنیا میں جاگتی آنکھوں سے پروردگار عزَّوَجَلَّ کا دیدار صرف سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خاصّہ ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/20 ماخوذاً)

2 گفتگو کا شرف: جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی: "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ یعنی تمام قولی، بدنی اور مالی عبادات اللہ عزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں" اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی اے نبیِّ مکرّم! تجھ پر سلام ہو اور اللہ عزَّوَجَلَّ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں" رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چاہا کہ سلام میں آپ کی اُمّت کا حصّہ بھی ہو جائے لہٰذا عرض کی: "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی ہم پر اور اللہ عزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں پر سلام ہو" حضرتِ سیّدنا جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام اور تمام آسمانی فرشتوں نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔ (تفسیر قرطبی، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 285، 2/322) حضرت علّامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں بے شک اللہ عزَّوَجَلَّ نے شبِ معراج اپنے محبوب کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بغیر واسطے کے کلام فرمایا۔ (فتح الباری، 8/185)

3 سورۂ بقرہ کی آخری آیات: معراج کی رات اللہ عزَّوَجَلَّ نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا فرمائیں۔ یہ دو آیات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔ (روح البیان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:286، 1/449 ملخصاً)

4 اُمّتِ محمدی کے لئے بخشش کی بشارت: معراج کی رات اللہ عزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ بشارت اُمّتِ محمدیہ کو دی گئی کہ جو شخص اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گا اللہ عزَّوَجَلَّ اس کی بخشش فرما دے گا۔ (ایضاً)

5 معراج کا خصوصی تحفہ: حضرتِ سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت پر 50 نمازیں فرض فرمائیں، میں یہ لے کر واپس ہوا حتّٰی کہ حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) کے پاس سے گزرا تو انہوں نے

* ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

پوچھا: اللہ عزّوجلّ نے آپ کی اُمّت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان پر 50 نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السّلام نے مجھے کہا: آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے، آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں کہ میں واپس رب تعالیٰ کی بارگاہ میں گیا تو اللہ عزّوجلّ نے ایک حصّہ معاف فرمادیا، فرماتے ہیں کہ میں پھر موسیٰ علیہ السّلام کی طرف لوٹا اور انہیں اس کی خبر دی، انہوں نے کہا: آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیے، آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں اپنے رب کے پاس واپس لوٹا تو رب تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں اور حقیقت میں پچاس ہی ہیں ہمارے ہاں فیصلے میں تبدیلی نہیں کی جاتی۔ (مسلم، ص89، حدیث:415)

مشہور مفسّر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: یہ خاص تحفہ تھا جو اُمّتِ محمدیہ کو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی معرفت دیا گیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/144)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نماز اللہ عزّوجلّ کا خصوصی تحفہ ہے جو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے ہمیں نصیب ہوا۔ لہٰذا اس تحفۂ خداوندی کی حفاظت کریں اور پانچوں وقت کی نماز باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا خوب اہتمام کریں۔

مسجد بھرو تحریک! جاری رہے گی اِنْ شَآءَ اللہ عزّوجلّ

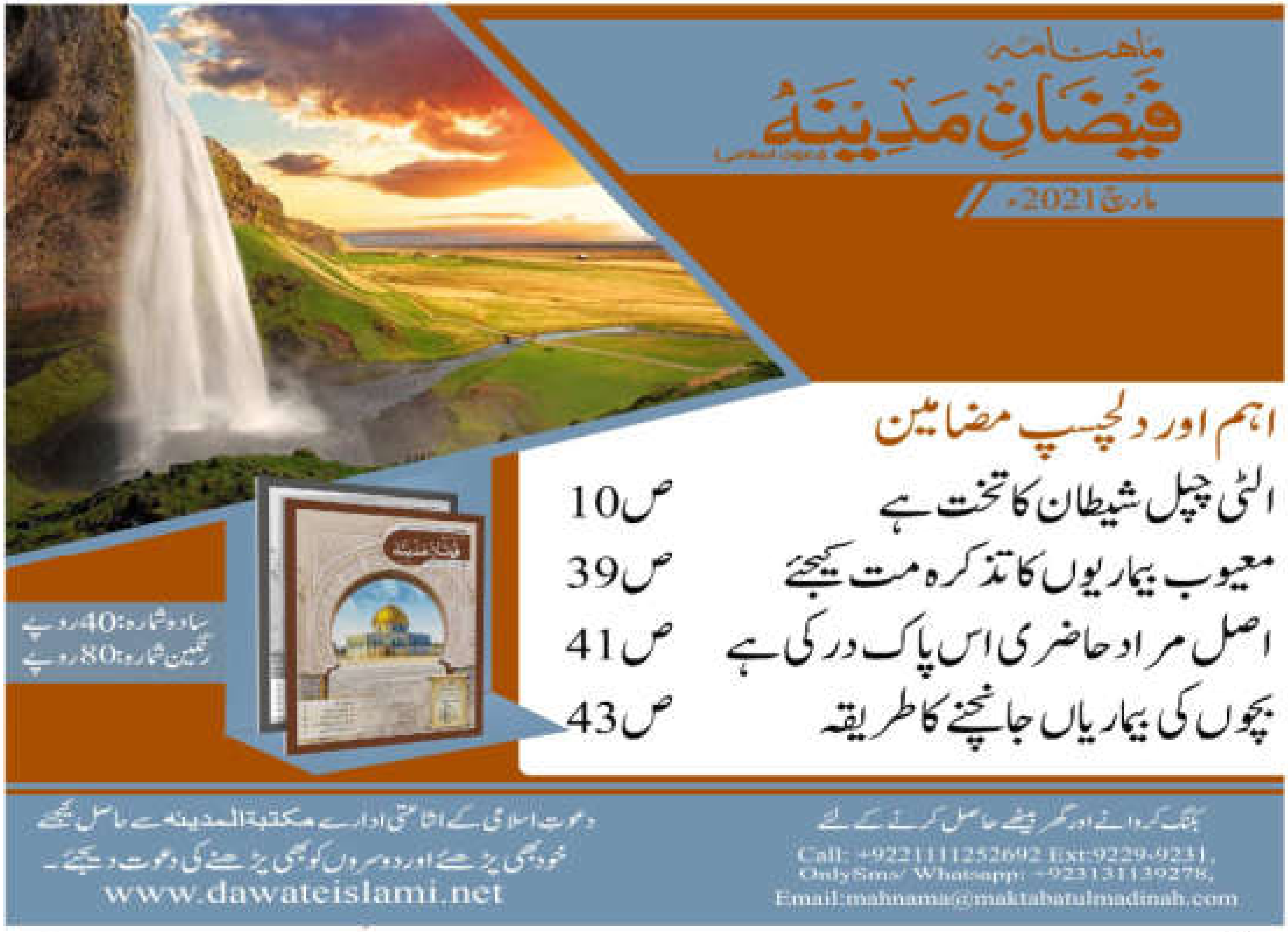

قصیدۂ معراجیہ اور شبِ معراج کی منظر کشی

راشد علی عطاری مدنی*

اللہ پاک نے امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے قلم کو ایسی جامعیت (comprehensiveness) اور قوّت عطا فرمائی کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ نے جس مسئلہ کی تحقیق (research) میں کوئی کتاب، رسالہ یا فتویٰ تحریر فرمایا تو اُس مسئلے کو اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْس (یعنی خُوب واضح) فرمادیا۔ یونہی جس موضوع پر بھی اَشعار لکھے تو اُس کی منظر کشی (visualizing) کا حق ادا فرمادیا، جسے دیکھ کر فنِّ شاعری کے ماہرین حیران ہو جاتے ہیں۔ اس کی زبردست مثال اِنتہائی مختصر سے وقت میں لکھا جانے والا "قصیدۂ معراجیہ" ہے، جو کہ 67 اَشعار پر مشتمل ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس قصیدے میں حَسین تخیُّلات (خوبصورت خیالات imaginations) کے ساتھ ساتھ جابجا آیاتِ قراٰنیہ اور اَحادیثِ نبویہ کی زبردست ترجمانی فرمائی ہے۔ نیز آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس قصیدے میں سفرِ معراج کے مختلف مرحلوں (stages) کو بڑے فصیح و بلیغ اَلفاظ میں پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے اِس قصیدے میں اُردو کے اِستعاروں اور مُحاوروں (idioms) کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اس قصیدے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مجدِّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے واقعۂ معراج کی مناسبت سے کعبہ و حطیم، مسجدِ اقصیٰ و نمازِ اَقصیٰ، جبرئیل و بُراق، آسمان و عرشِ اَعظم، سِدرۃُ المنتہیٰ و جنّت اور لامکان و دیدارِ رحمٰن کا تذکرہ بڑے لطیف انداز میں فرمایا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کسی کو سفرِ معراج کا مختصر بیان اُردو زبان میں پڑھنا ہو تو وہ امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے اس مبارک اور منفرد (unique) "قصیدۂ معراجیہ" کو ملاحظہ کرلے۔ ذیل میں اِسی قصیدے کے چند اَشعار اور ان میں بیان کئے جانے والے مضامین کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1 وہ سَروَرِ کشورِ رسالت، جو عَرش پر جلوہ گر ہوئے تھے — نئے نرالے طَرَب کے ساماں، عَرب کے مہمان کے لئے تھے

(الفاظ و معانی: سَروَر: بادشاہ۔ کشور: مُلک / دیس۔ جلوہ گر: سج دھج کے آنا۔ طَرَب کے ساماں: خوشی و مسرّت کے اسباب)

مذکورہ بالا شعر "قصیدۂ معراجیہ" کا مَطلع (پہلا شعر) ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ مُلکِ رسالت کے بادشاہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معراج کی شب عرشِ اعظم پر جلوہ فرما ہوئے تھے اور قُدرت کی جانب سے عَرب کے مہمان، رسولِ ذیشان صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خاطر کائنات میں خوشی و شادمانی کے اَسباب کا اہتمام (arrangement) کیا گیا تھا۔

2 نمازِ اَقصیٰ میں تھا یہی سِرّ، عیاں ہوں معنیٔ اَوّل آخر — کہ دَست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

(الفاظ و معانی: سِرّ: راز۔ عیاں: واضح۔ دست بستہ: ہاتھ باندھ کر)

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں تمام اَنبیائے کرام علیہِمُ الصّلوۃُ والسّلام کی اِمامت فرمائی تھی، چنانچہ آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: فَجُمِعَ لِيَ الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَام فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَمَمْتُهُمْ "یعنی میری خاطر انبیائے

* مدرس جامعۃ المدینہ، فیضانِ اولیا کراچی

www.dawateislami.net

کرام علیہم السّلام کو (مسجدِ اقصیٰ) میں جمع کیا گیا تو جبریل علیہ السّلام نے مجھے آگے بڑھایا یہاں تک کہ میں نے انبیائے کرام علیہم السّلام کی امامت فرمائی۔“(نسائی، ص81، حدیث:448) مذکورہ بالا شعر میں امامُ الانبیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام نبیوں کی اِمامت کے لئے آگے بڑھائے جانے کی ایک حکمت کو بیان کیا گیا ہے کہ اِس (آگے بڑھائے جانے) کے ذریعے قدرت کا مقصود مخلوق کو اوّل و آخر کا معنیٰ و مفہوم بتلانا تھا، یوں کہ بظاہر سب سے آخر میں تشریف لانے والے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مقام و مرتبے میں سب نبیوں سے اوّل (یعنی پہلے) ہیں، چنانچہ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں رسولِ اعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقتدی بن کر ہاتھ باندھے پیچھے کھڑے تھے۔

3 تھکے تھے رُوحُ الامیں کے بازو چُھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو　　رِکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے وَلولے تھے

(الفاظ و معانی: رُوحُ الامیں: حضرت جبرائیل علیہ السّلام۔ رِکاب: گھوڑے پر چڑھنے کا لوہے کا حلقہ۔ وَلولے: جوش)

سفرِ معراج میں سِدرۃُ المنتہیٰ پر پہنچ کر جب جبریلِ امین علیہ السّلام رُک گئے تو سُلطانِ اَعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے جبریل! کیا ایسے مقام پر ایک خلیل (یعنی دوست) اپنے خلیل کو چھوڑ دیتا ہے؟ تو جبریل علیہ السّلام نے عرض کی: اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْر ”یعنی اگر میں اِس مقام (سدرۃُ المنتہیٰ) سے آگے بڑھا تو نُور کی وجہ سے جل جاؤں گا۔“(مواہب لدنیہ، 2/381) ذکر کردہ شعر میں اِسی حالت (condition) کی منظر کشی کی گئی ہے۔

4 جُھکا تھا مُجرے کو عرشِ اعلیٰ گِرے تھے سجدے میں بزمِ بالا　　یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گِرد قربان ہو رہے تھے

(الفاظ و معانی: مُجرے: آداب / سلامی۔ بزمِ بالا: آسمان کے فرشتے)

صُوفیا نے بیان فرمایا ہے: جب نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (سفرِ معراج میں) عرشِ اعظم تک پہنچے تو عرش نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دامنِ کرم کو تھام لیا۔(مواہب لدنیہ، 2/388) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ معراج کی رات گویا عرشِ اعظم سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سَلامی پیش کرنے کے لئے جُھکا، فرشتوں نے ربِّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر کیا، عرش تو قدمِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے آنکھیں مَل رہا تھا اور فرشتے آپ علیہ السّلام کے اِرد گرد نثار ہو رہے تھے۔

5 بڑھ اے محمد! قَرِیں ہو احمد! قریب آ سَرْوَرِ مُمَجَّد!　　نثار جاؤں یہ کیا نِدا تھی یہ کیا سَماں تھا یہ کیا مزے تھے

(الفاظ و معانی: قریں ہو: پاس آ۔ سرور: سردار۔ مُمجّد: بزرگی والے۔ سماں: منظر)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں ایک روایت کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ چنانچہ جب رسولِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معراج کی رات سفر کرتے ہوئے قُربِ الٰہی کے خاص مقام میں پہنچے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نِدا (یعنی آواز) دی گئی: اُدْنُ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّۃِ، اُدْنُ یَا اَحْمَد، اُدْنُ یَا مُحَمَّد قریب ہو اے ساری مخلوق سے بہتر محبوب! قریب آ اے احمد! آگے بڑھو اے محمد! (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)

(مواہب لدنیہ، 2/381)

6 وہ بُرجِ بَطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا　　چمک پہ تھا خُلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

(الفاظ و معانی: برجِ بطحا: مکّہ کی زمین / مکّہ کا گنبد۔ ماہ پارہ: چاند / نہایت حسین۔ بہشت: جنّت۔ خُلد: جنّت۔ قمر: چاند)

اس شعر میں قلمِ رضا نے بیان فرمایا کہ مالکِ جنّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شبِ معراج جنّت کی سیر کرنے کیلئے روانہ ہوئے، یوں جنّت کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا کہ آسمانِ نبوّت کے کامل چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جنّت میں قدم رنجہ ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلَّی

www.dawateislami.net

صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ معراج جنّت میں تشریف لے جانے سے متعلق ارشاد فرمایا: ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ "یعنی پھر مجھے جنّت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مُشک تھی۔" (مسلم، ص89، حدیث:415)

7 خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے ... ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

(الفاظ و معانی: کروروں منزل: بہت زیادہ جگہوں۔ نور کے تڑکے: سویرے کی روشنی)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کئی روایات وتفاسیر کا خلاصہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیبِ اکبر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شبِ معراج صدیوں کا سفر رات کے اِنتہائی معمولی سے وقت میں طے کروا دیا، زنجیر ہِل رہی تھی، پانی جاری تھا کہ معراج کے دُولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کون ومکاں، آسمان و جناں (جنّت) اور دیدارِ الٰہی کرکے لامکاں سے واپس مکّۂ پاک تشریف لے آئے۔

8 نبیِ رحمت شفیعِ اُمّت! رضاؔ پہ للہ ہو عنایت ... اسے بھی ان خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

(الفاظ و معانی: عنایت: توجہ / نظر / مہربانی۔ خلعتوں: تحفے / جوڑے / عطیات / انعامات۔ واں: وہاں)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس مقطع (تخلص پر مشتمل شعر) میں عرض گزار ہیں کہ اے رحمت والے اور اُمّت کی شفاعت فرمانے والے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! خدارا احمد رضا پر عنایت و نوازش فرمایئے اور اسے بھی اُن خاص رحمت والے نورانی جوڑوں میں سے اس کا حصّہ عطا فرمایئے، جو بارگاہِ الٰہی سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا کئے گئے تھے۔

مشہور محاورہ ہے کہ "فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ" یعنی حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اللہ پاک کا ایک صفاتی نام حکیم بھی ہے، اس کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جنہیں سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر (بے بس) ہوتی ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے مَدَنی حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اعلانِ نبوّت کے گیارھویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے حضرت سیّدتنا اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ستائیسویں رجب پیر کی شب میں معراج کروائی۔ اس معراج میں کئی حکمتیں ہیں جن کا ہمیں مکمل علم نہیں۔ البتہ علمائے کرام نے جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے 5 حکمتیں ملاحظہ کیجئے:

1 سارے مراتب طے کروائے حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ تمام مُعْجِزَات اور دَرَجات جو انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کو علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے گئے، وہ تمام بلکہ اُن سے بڑھ کر (کئی مُعْجِزات) حُضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو یہ درجہ ملا کہ وہ کوہِ طور پر جا کر ربّ (کریم) سے کلام کرتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام چوتھے آسمان پر بلائے گئے اور حضرت اِدریس علیہ السّلام جنّت میں بلائے گئے تو حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو معراج کرائی گئی، جس میں اللہ پاک سے کلام بھی ہوا، آسمان کی سیر بھی ہوئی، جنّت و دوزخ کا مُعاینہ بھی ہوا، غرضیکہ وہ سارے مراتب ایک ہی معراج میں طے کرا دیئے گئے۔

(شانِ حبیب الرحمٰن، ص107 ملخصاً)

2 ایمان بالغیب کا مُشاہدہ کیا معراجِ مصطفےٰ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ (کریم) کی اور جنّت و دوزخ کی گواہی دی اور اپنی اپنی اُمّتوں سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

* شعبہ فیضانِ اولیا و علما، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

پڑھوایا، مگر اُن حضرات (انبیائے کرام) میں سے کسی کی گواہی نہ تو دیکھی ہوئی تھی اور نہ ہی سُنی ہوئی اور گواہی کی انتہا دیکھنے پر ہوتی ہے، تو ضرورت تھی کہ ان انبیائے کرام (علیہمُ الصّلٰوۃ والسّلام) کی جماعتِ پاک میں سے کوئی ایسی ہستی بھی ہو کہ جو ان تمام چیزوں کو دیکھ کر گواہی دے، اُس کی گواہی پر شہادت کی تکمیل ہو جائے۔ یہ شہادت کی تکمیل حُضُور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات پر ہوئی۔ (کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام چیزوں کو اپنی مُبارک آنکھوں سے مُلاحظہ فرمایا)۔

(شانِ حبیب الرّحمٰن، ص107 ملخصاً)

3 مالکِ کونین نے اپنی سلطنت دیکھی اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام خزانوں کا مالک بنایا ہے، اللہ پاک پارہ30، سُوْرَۃُ الْکَوْثَر کی آیت نمبر1 میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ حضور مالکِ کونین، شبِ اسریٰ کے دولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: میں سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری، 2/303، حدیث:2977) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں (اللہ پاک کے خزانوں کا) خازن ہوں۔ (مسلم، ص512، حدیث:1037) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی عطا سے اس کی تمام سلطنت کے مالک ہیں، اسی لئے جنّت کے پتّے پتّے پر، حُوروں کی آنکھوں میں غرضیکہ ہر جگہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ لکھا ہوا ہے: یعنی یہ چیزیں اللہ (کریم) کی بنائی ہوئی ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کو دی ہوئی ہیں۔ (تو معراج کروانے میں) اللہ پاک کی مرضی یہ تھی کہ (دو جہانوں کے خزانوں کے) مالک کو اس کی ملکیت دِکھا دی جائے۔ (شانِ حبیب الرّحمٰن، ص107 ملخصاً) چنانچہ اس لئے معراج کی رات یہ سیر کروائی گئی۔

4 سلسلۂ شفاعت میں آسانی کل بروزِ قیامت نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شفاعت فرمانی ہے، بلکہ شفاعت کا دروازہ آپ سے کھلنا ہے، اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کائنات کے عجائبات، جنّت کے درجات اور جہنّم کا مُشاہدہ کرادیا، اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں تاکہ قیامت کے ہولناک دن کی ہیبت آپ پر طاری نہ ہو سکے، پورے عزم و اِستقلال کے ساتھ شفاعت کر سکیں۔

(معارج النبوۃ، ص80 ملخصاً)

5 وحی کی تمام اقسام کا شرف وحی کی ایک قسم یہ ہے کہ اللہ پاک بلاواسطہ کلام فرمائے اور یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، معراج کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام اقسامِ وحی سے شرف پائیں، کُتُبِ تفاسیر میں لکھا ہے کہ "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" والی آیات جو کہ سُوْرَۃُ الْبَقَرہ کی آخری 2 آیات ہیں، حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات اللہ پاک سے بلاواسطہ سُنی، اسی طرح کچھ سُوْرَۃُ الضُّحٰی اور کچھ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَح معراج کی رات سُنی۔

(روح البیان، پ25، الشوریٰ، تحت الآیۃ:51، 8/345)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رجب المرجب 1440ھ کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کا نام نکلا: "اکبر کندی عطاری (میانوالی)، بنت ذکاء اللہ (گجرات)، محمد ساجد عطاری (مرکز الاولیاء لاہور)" انہیں مدنی چیک روانہ کردیے گئے۔ درست جوابات: (1) ایک ہفتے میں (2) حضرت ادریس علیہ السّلام **درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 12 منتخب نام** (1) ذوالفقار علی (باب المدینہ، کراچی)، (2) بنت عبدالقیوم (ڈیرہ اسماعیل خان)، (3) محمد اشفاق (دبئی)، (4) محمد سلمان خلیل (اسلام آباد)، (5) محمد شہباز عطاری (سرگودھا)، (6) محمد وسیم (واہ کینٹ)، (7) بنت منظور احمد (زم زم نگر، حیدر آباد)، (8) بنت عبدالغفور (گوجرانوالہ)، (9) بنت محمد صدیق (سردار آباد، فیصل آباد)، (10) محمد نذیر عطاری (خیر پور میرس)، (11) محمد نعمان رشید (شیخوپورہ)، (12) محمد احمد رضا عطاری (اٹک)

www.dawateislami.net

دارُالافتاء اہلِسنّت
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، ایک تفصیلی فتویٰ پیشِ خدمت ہے۔

معراج جسمانی تھی یا روحانی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ (1) شبِ معراج کو سرکار علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی معراج جسمانی تھی یا روحانی؟ (2) اگر کوئی جسمانی معراج کا انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(سائل: محمد عدیل رضا قادری، پنڈی گھیب، اٹک)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو بیداری کی حالت میں جسمانی معراج نصیب ہوئی، اس پہ قرآنی آیت و صحیح احادیث دال ہیں، نیز جمہور صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، فقہاء، محدثین اور متکلمین کا مذہب اور اہلِ سنّت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ(۱)﴾ ترجمۂ کنز العرفان: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کروائی جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

(پ15، بنی اسرآءیل: 1)

اس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر خازن، جلالین اور حاشیہ صاوی میں ہے: ”والحق الذی علیہ اکثر الناس و معظم السلف و عامۃ الخلف من المتأخرین من الفقھاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بروحہ و جسدہ صلی اللہ علیہ وسلم، ویدل علیہ قولہ سبحانہ و تعالیٰ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾ و لفظ العبد عبارۃ عن مجموع الروح والجسد، والحدیث الصحیحۃ التی تقدمت تدل علی صحۃ ھذا القول“

ترجمہ: حق وہی ہے جس پر کثیر لوگ، اکابر علماء اور متاخرین میں سے عام فقہاء، محدثین اور متکلمین ہیں کہ حضور علیہ السّلام نے جسم اور روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا، کیونکہ لفظ عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے، یونہی (ماقبل) ذکر کردہ حدیث صحیح بھی اس قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔

(تفسیر خازن، پ15، تحت الآیۃ: 1، 3/158)

نسیم الریاض میں ہے: ”(انہ اسراء بالجسد والروح فی القصۃ کلھا) ای فی قصۃ الاسراء الی المسجد الاقصی والسموات، (وعلیہ تدل الآیۃ) الدالۃ علی شطرھا صریحاً (وصحیح الاخبار) المشھورۃ المستفیضۃ الدالۃ علی عروجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السماء، والاحادیث الاحاد الدالۃ علی دخولہ الجنۃ ووصولہ الی العرش او طرف العالم کما سیاتی وکل ذلک بجسدہ یقظۃ“

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے واقعۂ معراج میں یعنی مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں تک جسم و روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی، جس کے ایک حصے پہ آیتِ کریمہ واضح طور پہ دلالت کرتی ہے اور آسمانوں تک کی سیر پہ حدیثِ مشہور مستفیض دلالت کرتی ہے، نیز

www.dawateislami.net

جنّت میں داخل ہونے، عرش پہ جانے یا عالَم کے اس کنارے جانے پہ خبرِ واحد دلالت کرتی ہے، جیسے کہ آگے آئے گا، اور یہ سب بیداری میں جسمِ مبارک کے ساتھ تھا۔ (نسیم الریاض، 3/103)

مکتوباتِ امام ربانی و فتاویٰ رضویہ میں ہے: "معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسمِ مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی، جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا﴾ (یعنی) پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو"۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/74)

مقالاتِ کاظمی میں ہے: "جمہور علماء، صحابہ، تابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد محدثین و فقہاء اور متکلمین سب کا مذہب یہ ہے کہ اسراء اور معراج دونوں بحالتِ بیداری اور جسمانی ہیں اور یہی حق ہے"۔ (مقالاتِ کاظمی، 1/114)

(2) معراج شریف کا مطلقاً انکار کفر ہے، کیونکہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کی معراج قطعی اور کتابُ اللہ سے ثابت ہے، البتہ جو معراج کو تسلیم کرے لیکن فقط روحانی کا قائل ہو تو وہ خطا پر ہے، اور فی زمانہ اس کا انکار نہیں کرتے مگر بدمذہب و گمراہ لوگ۔

معراج کا مطلقاً انکار کفر ہے، چنانچہ شرح عقائدِ نسفیہ پھر نبراس میں ہے: "فالاسراء هو من المسجد الحرام الی البیت المقدس قطعی ای یقینی ثبت بالکتاب ای القرآن و یکفر منکرہ۔۔ الخ" ترجمہ: مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک کی سیر قطعی یقینی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے"۔

(النبراس، ص 295)

نسیم الریاض میں ہے: "(ذهب معظم السلف و المسلمین) عطف للعام علی الخاص، وفیه اشارۃ الی ان خلافه لا ینبغی لمسلم اعتقادہ (الی انه اسراء بالجسد) مع الروح (وفی الیقظة)" ترجمہ: (اکابر علماء و مسلمین اس طرف گئے ہیں) یہ عام کا خاص پر عطف ہے اور اکابر علماء و مسلمین کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، (کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے حالتِ بیداری میں جسم اور روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی)۔ (نسیم الریاض، 3/99)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا، اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا؟ زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں، اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور ﴿اِلَّا فِتۡنَۃً لِّلنَّاسِ﴾ نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ رؤیا بمعنی رویت آتا ہے۔ اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں، ولہٰذا ارشاد ہوا: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ﴾ (یعنی) پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو لے گیا"۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/635)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم قادری

www.dawateislami.net

دعا کی عظمت و فضیلت اور حکمتیں

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ﴾ ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(پ24، المؤمن:60)

تفسیر اس آیت میں لفظ "اُدْعُوْنِیْۤ" کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد "دُعا" ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ اے لوگو! مجھ سے دعا کرو، میں اسے قبول کروں گا، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد "عبادت" ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ تم میری عبادت کرو، میں تمہیں ثواب دوں گا۔ (تفسیر کبیر، 13/350)

دُعا ایک عظیم الشان عبادت ہے جس کی عظمت و فضیلت پر بکثرت آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیبہ وارِد ہیں۔ دعا کی نہایت عظمت میں ایک حکمت یہ ہے کہ دُعا اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت کے اِظہار، اُس کی شانِ اُلوہیت کے حضور ہماری عبدیت کی علامت، اُس کے علم و قدرت و عطا پر ہمارے توکل و اعتماد کا مظہر اور اس کی ذاتِ پاک پر ہمارے ایمان کا اقرار و ثبوت ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک، رازق ہے۔ وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن، اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْن اور مَالِكُ الْمُلْك ہے۔ تمام عزتیں، عظمتیں، قدرتیں، خزانے، ملکیتیں، بادشاہتیں اسی کے پاس ہیں۔ سب کا داتا اور داتاؤں کا داتا وہی ہے۔ ساری مخلوق اسی کی بارگاہ کی محتاج اور اسی کے دربار میں سوالی ہے جبکہ وہ عظمتوں والا خدا بے نیاز، غنی، بے پروا اور تمام حاجتوں سے پاک ہے۔ ہاں وہ جواد و کریم ہے، بخششیں فرماتا اور جود و کرم کے دریا بہاتا ہے۔ ایک ایک فردِ مخلوق کو اربوں خزانے عطا کر دے تب بھی اس کے خزانوں میں سوئی کی نوک برابر کمی نہ ہوگی اور کسی کو کچھ عطا نہ کرے تو کوئی اس سے چھین نہیں سکتا۔ وہ کسی کو دینا چاہے تو کوئی اُسے روک نہیں سکتا ہے اور وہ کسی سے روک لے، تو کوئی اُسے دے نہیں سکتا۔

جب ہم دُعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہی عقیدہ و ایمان ہمارے دل و دماغ میں شعوری یا لاشعوری طور پر موجود ہوتا ہے جو الفاظ و کیفیات کی صورت میں دُعا کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ اس حکمت کو سامنے رکھ کر غور کرلیں کہ جب دُعا اِس قدر عظیم عقیدے کا اِظہار ہے تو کیوں نہ اعلیٰ درجے کی عبادت بلکہ عبادت کا مغز قرار پائے۔ اِس تقریر کو سامنے رکھ کر دُعا کے فضائل پڑھئے اور رحمتِ خداوندی پر جھومئے چنانچہ

"دُعا" کے فضائل

کے متعلق چند احادیثِ کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

❀ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعا سے بزرگ تر نہیں۔

(ترمذی، 5/243، حدیث:3381)

❀ دُعا مصیبت وبلا کو اُترنے نہیں دیتی۔

(مستدرک، 2/162، حدیث:1856)

* دار الافتاء اہل سنت عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

❀ دُعا مسلمانوں کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (مستدرک، 2/162، حدیث:1855)

❀ دعا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (ترمذی، 5/318،حدیث: 3551)

❀ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، 5/243، حدیث:3382)

❀ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مسلم، ص:1442، حدیث: 2675)

❀ جو بلا اتر چکی اور جو نہیں اتری، دعا ان سے نفع دیتی ہے۔ (ترمذی، 5/322، حدیث:3559)

❀ دعا رحمت کی چابی ہے۔(الفردوس، 2/224، حدیث:3086)

❀ دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔(مستدرک، 3/548، حدیث:6038)

❀ دعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔ (کنزالعمال، 2/63، حدیث:3121)

❀ جسے دعا کرنے کی توفیق دی گئی اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔(ترمذی، 11/459، حدیث:3471)

مفسرین نے دعا قبول ہونے کی چند شرائط و آداب ذکر فرمائے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

❀ دعا مانگنے میں اخلاص ہو۔

❀ دعا مانگتے وقت دل دعا کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔

❀ ناجائز و گناہ کی دعا نہ مانگی جائے۔

❀ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔

❀ اگر دعا کی قبولیت ظاہر نہ ہو تو وہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی لیکن وہ قبول نہ ہوئی۔

جب ان شرطوں کو پورا کرتے ہوئے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ قبولیت دعا کا اصل معنیٰ ہے کہ بندے کی پکار پر اللہ تعالیٰ کا اُسے "لَبَّیْكَ عَبْدِی" فرمانا۔ یہ ضروری نہیں کہ جو مانگا وہ مل جائے بلکہ مانگنے پر کچھ ملنے کا ظہور دوسری صورتوں میں بھی ہو سکتا ہے: مثلاً اُس دعا کے مطابق گناہ معاف کر دیئے جائیں یا آخرت میں اس کے لئے ثواب ذخیرہ کر دیا جائے یا اصل مانگی ہوئی شے کی جگہ اس سے بہتر چیز عطا کر دی جائے یا اُس دعا میں مانگی ہوئی چیز بندے کی زیادہ ضرورت کے وقت تک مؤخر کر دی جائے۔

دعا مانگ کر نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر چھوڑ دینا چاہیے کہ رحمٰن و رحیم خدا ہمارے ساتھ وہی معاملہ فرمائے جو ہمارے حق میں بہتر ہے۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا بہت اعلیٰ مرتبہ ہے اور حقیقت میں ہمارے لئے یہی مفید تر ہے کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے جبکہ خدا کا علم لامتناہی و محیط ہے۔ بارہا ہم اپنی کم علمی سے کوئی چیز مانگتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ہمیں منہ مانگی چیز نہیں دیتا کیونکہ وہ چیز ہمارے حق میں نقصان دہ ہوتی ہے، مثلاً: بندہ مال و دولت کی دعا کرتا ہے لیکن وہ اس کے ایمان کیلئے خطرناک ہوتی ہے یا آدمی تندرستی و عافیت کا سوال کرتا ہے لیکن علمِ الٰہی میں دنیا کی تندرستی آخرت کے نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ تو یقیناً ایسی دعا قبول نہ کرنا بندے کیلئے زیادہ اچھا ہے۔

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعائیں بہت جامع ہیں۔ ان میں سے کچھ اپنے لئے منتخب کر لیں تو بہت عمدہ ہے۔ ایک جامع دعا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اے اللہ! مجھے ایمان و تقویٰ، صحت و عافیت، خوشیوں اور خوشحالیوں والی لمبی زندگی عطا فرما۔ جان، مال، عزت اور اہلِ خانہ کے حوالے سے برے وقت اور آزمائش سے محفوظ فرما۔ عافیت کے ساتھ ایمان پر خاتمہ، نزع میں آسانی، قبر و جہنم کے عذاب سے حفاظت، محشر کی گھبراہٹ سے امن اور جنت الفردوس میں بے حساب داخلہ عطا فرما۔ یہ سب دعائیں میرے ماں باپ، بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے حق میں قبول فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

www.dawateislami.net

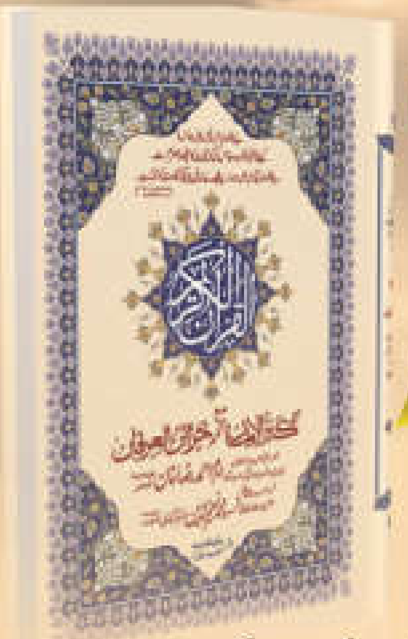

تفسیرِ قرآنِ کریم

مفتی ابوصالح محمد قاسم عطاری

کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا(۳۱)﴾ (پ5، النسآء:31)

ترجمہ: اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

تفسیر اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ (اپنے فضل و کرم سے) اس کے دوسرے گناہ بخش دے گا اور اسے عزت کی جگہ داخل کرے گا۔ دوسرے گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور عزت کی جگہ سے مراد جنت ہے اور کبیرہ گناہ وہ ہے جس کا مرتکب قرآن و سنت میں بیان کی گئی کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔ (الزواجر، 1/12) کبیرہ گناہ کی مزید بھی تعریفات ہیں۔

چالیس گناہوں کی فہرست

یہاں مسلمانوں کے فائدے کیلئے ہم چالیس گناہوں کی ایک فہرست بیان کرتے ہیں جن میں اکثر کبیرہ ہیں تاکہ کم از کم یہ تو علم ہو کہ یہ گناہ ہیں اور ہمیں ان سے بچنا ہے۔ (1) اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہرانا (2) ریاکاری (3) کینہ (4) حسد (5) تکبر (6) اور خود پسندی میں مبتلا ہونا (7) تکبر کی وجہ سے مخلوق کو حقیر جاننا (8) بدگمانی کرنا (9) دھوکہ دینا (10) لالچ (11) حرص (12) تنگدستی کی وجہ سے فقراء کا مذاق اڑانا (13) تقدیر پر ناراض ہونا (14) گناہ پر خوش ہونا (15) گناہ پر اصرار کرنا (16) نیکی کرنے پر تعریف کا طلبگار ہونا (17) حیض والی عورت سے صحبت کرنا (18) جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا (19) صف کو سیدھا نہ کرنا (20) نماز میں امام سے سبقت کرنا (21) زکوٰۃ ادا نہ کرنا (22) رمضان کا کوئی روزہ چھوڑ دینا (23) قدرت کے باوجود حج نہ کرنا (24) ریشمی لباس پہننا (25) مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا (26) عورتوں کا باریک لباس پہننا (27) اترا کر چلنا (28) مصیبت کے وقت چہرہ نوچنا، تھپڑ مارنا یا گریبان چاک کرنا (29) مقروض کو بلاوجہ تنگ کرنا (30) سود لینا دینا (31) حرام ذرائع سے روزی کمانا (32) ذخیرہ اندوزی (33) شراب بنانا، پینا، بیچنا (34) ناپ تول میں کمی کرنا (35) یتیم کا مال کھانا (36) گناہ کے کام میں مال خرچ کرنا (37) مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا (38) غیر کے مال پر ظلماً قابض ہو جانا (39) اُجرت دینے میں تاخیر کرنا (40) اور امانت میں خیانت کرنا۔

یہ چند باطنی اور ظاہری گناہ ذکر کئے ہیں، ان سب گناہوں کی معلومات حاصل کرنا اور ان کے احکام سیکھنا ضروری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری باطنی تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بنادے مجھے نیک نیکوں کا صدقہ
گناہوں سے ہر دم بچا یاالٰہی

(وسائل بخشش مرمم، ص105)

www.dawateislami.net

گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾
ترجمہ: بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔
(پ2، البقرۃ:222)

توبہ بہت عظیم عمل ہے اور اس کے بے شمار فضائل ہیں:

توبہ کرنے والے کو فلاح نصیب ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۳۱)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ18، النور:31)

توبہ کرنے والے کی بُرائیاں نیکیوں میں بدل دی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۷۰)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ19، الفرقان:70)

توبہ کرنے والے سے خدا بہت خوش ہوتا ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز پتھریلی زمین پر پڑاؤ کرے اس کے ساتھ اس کی سُواری بھی ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو پھر وہ سر رکھ کر سو جائے، جب بیدار ہو تو اس کی سُواری جاچکی ہو تو وہ اسے تلاش کرے یہاں تک کہ گرمی اور شدتِ پیاس یا جس وجہ سے اللہ چاہے پریشان ہو کر کہے کہ میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سو رہا تھا پھر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اس کے پاس اس کی سُواری موجود ہو اور اس پر اس کا توشہ بھی موجود ہو تو اللہ مومن بندے کی توبہ پر اس شخص کے اپنی سواری کے لوٹنے پر خوش ہونے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، ج2، ص728، حدیث:2358، بحوالہ مسلم، ص1126، حدیث:6955)

چونکہ توبہ نہایت عظیم عبادت اور قربِ خداوندی کا اعلیٰ ذریعہ ہے اس لئے نفس و شیطان انسان سے اپنی دشمنی ثابت کرتے ہوئے اسے توبہ سے دور رکھتے ہیں اور بہت سے حیلے بہانوں اور وسوسوں سے اسے توبہ سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں لوگ توبہ میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ آیئے! توبہ میں تاخیر کی کچھ وُجوہات جاننے اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

پہلی وجہ گناہوں کے انجام سے غافل رہنا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں مذکور گناہوں کی سزائیں پڑھے، ان پر بار بار غور کرے اور یہ تصور کرے کہ وہ خود ان سزاؤں سے گزر رہا ہے۔

* دارالافتاء اہلِ سنّت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

www.dawateislami.net

دوسری وجہ دل پر گناہوں کی لذت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ بندہ سوچے کہ جب میں چند سالہ زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے برداشت کروں گا؟

نیز جنت کی لذتوں اور نعمتوں کے متعلق پڑھے اور بار بار سوچے اور مقابلہ کرکے دیکھے کہ دنیا کی لذتیں عظیم ہیں یا آخرت کی؟

نیز اس بات پر غور کرے کہ دنیا کی لذتیں ایک انسان کے لئے عُموماً پچاس سے ساٹھ سال تک کی ہوتی ہیں جبکہ جنت کی لذتیں کروڑوں اربوں کھربوں سالوں سے بھی زیادہ عرصے یعنی ہمیشہ کے لئے ہیں تو مجھے ہمیشہ کی لذتیں چھوڑ کر پچاس ساٹھ سال کی لذتوں میں پڑنا چاہیے یا پچاس ساٹھ سال کی لذتوں کو چھوڑ کر کھربوں سال یعنی ہمیشہ کی لذتوں کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ دوسرے انداز میں یوں سمجھ لیں کہ کسی کو کہا جائے کہ اگر تم ساٹھ ہزار روپے لوگے تو اگلے سال تمہیں کچھ نہیں ملے گا لیکن اگر اِس سال ساٹھ ہزار روپے چھوڑ دو تو اگلے سال ساٹھ کھرب روپے تمہیں دیئے جائیں گے۔ غور کریں کہ ہم کیا سودا کریں گے؟ یقیناً کھربوں روپے لینے کی کوشش کریں گے تو اپنے نفس سے کہیں کہ یہی حال دنیا و آخرت کی لذتوں کا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تکلف کرکے نیک اعمال اختیار کرے اور رضائے الٰہی کے حُصول اور اس کی عظمت کا بار بار سوچے تو نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔

تیسری وجہ موت کو بھول جانا ہے اور طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ آدمی غور کرے کہ دیر ہی سے سہی لیکن موت کا آنا یقینی ہے تو اس یقینی موت کی تیاری کرنی ہی چاہیے نیز ہم دن رات دیکھتے، سنتے ہیں کہ بچپن، جوانی میں ہی ہزاروں انسان مر جاتے ہیں اور یونہی راہ چلتے یا بیٹھے بیٹھے بھی اچانک موت کا شکار ہونے والے کم نہیں ہیں۔ تو کیا معلوم کہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو جائے اور اگلے چند لمحوں یا دنوں ہی میں مر جائیں۔ جتنا موت کو قریب سمجھیں گے اتنا ہی لمبی امیدیں کم ہوں گی۔

چوتھی وجہ رحمتِ الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا کہ "اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اس کی رحمت پر بھروسا ہے، وہ ہمیں ہرگز عذاب نہیں دے گا۔" یہ سوچ کر لوگ توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اس دھوکے کا خاتمہ یوں کیا جائے کہ اپنے اِس ایمان کو یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم بھی ہے اور قہّار و جبّار بھی، اس نے جنت بنائی ہے تو جہنم بھی بنائی ہے، وہ اگر رحمت فرماتا ہے تو دوسری طرف لوگ اس کے غضب کا بھی شکار ہوتے ہیں تو میرے پاس کیا ضمانت ہے کہ مجھ پر رحمت ہی ہوگی، غضب نہیں ہوگا؟ نیز اس دھوکے کا یہ بھی حل ہے کہ اپنے نفس کو سمجھائے کہ خدا کے رحیم و کریم ہونے کو ہم سے زیادہ جاننے والے بلکہ جن کے بتانے سے ہمیں یہ معلوم ہوا وہ ہستیاں یعنی انبیاء و صحابہ و اولیاء تو گناہوں سے بہت زیادہ دور رہتے، توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے تو ہماری کیا اوقات ہے؟ کیا ہم اُن سے زیادہ رحمتِ الٰہی کو جانتے ہیں؟

پانچویں وجہ بُری صحبت میں مبتلا ہونا۔ حقیقت میں یہ توبہ سے محروم رہنے کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہمت کرکے پہلی فُرصت میں بُری صحبت سے اِجتناب کریں، اگر فوراً چھوڑنا ممکن نہ ہو تو آہستہ آہستہ کم کردیں اور بالآخر ختم کردیں مثلاً پہلے دو گھنٹے غفلت والی صحبت میں بیٹھتے تھے تو آدھا آدھا گھنٹا کم کرتے جائیں، پہلے زیادہ لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے تو اب کم کے پاس بیٹھنا شروع کردیں اور مزید اپنی دیگر جائز یا نیک مصروفیات میں اضافہ کرلیں تاکہ بُری صحبت کا وقت ہی نہ ملے۔

www.dawateislami.net

چھٹی وجہ گھر، کاروبار، نوکری اور معاشرے کی وجہ سے توبہ سے دوری۔ مثلاً گھر والے بہت سی نیکیوں میں رکاوٹ ہیں یا نوکری میں نماز، داڑھی کی اجازت نہیں ملتی، کاروبار میں اتنے مذہبی لوگوں کو زیادہ لفٹ نہیں ملتی یا معاشرے میں مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ان سب کا حل یہ ہے: اولاً تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حکم اور عظمت پر غور کرے کہ خدا کے حکم پر عمل کرنا چاہیے یا گھر والوں کے؟ نوکری کاروبار کے معاملے میں غور کرے کہ رازق تو خدا ہے، وہ جس کے لئے چاہے رزق وسیع کر دے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دے تو مخلوق سے کیا ڈرنا۔ معاشرے کا مسئلہ ہو تو سوچے کہ اس معاشرے نے نہ تو قبر میں کام آنا ہے اور نہ قیامت میں تو اس کا کیا لحاظ کرنا نیز معاشرے تو نبیوں، ولیوں کا بھی مذاق اڑاتے رہے لہٰذا اس کی ملامت کو ہرگز نہیں دیکھنا۔

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ (1) اللہ تعالیٰ کے ڈر، خوف، حیا یا خوشنودی کی وجہ سے ماضی کے گناہ پر شرمندہ ہو۔ (2) حال میں اس گناہ کو فوری چھوڑ دے (3) اور مستقبل میں وہ گناہ دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔ یہ توبہ کی بنیادی شرائط ہیں جو ہر قسم کے گناہوں کی توبہ میں ضروری ہیں البتہ آگے پھر مزید احکام ہیں مثلاً توبہ کے لئے صرف یہی تین چیزیں وہاں کافی ہیں جہاں صرف اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا ہو اور اس کی کوئی تلافی نہ بنتی ہو جیسے شراب پینا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے کی وہ صورت ہے جس میں تلافی بھی ہوتی ہے جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ، تو پھر سابقہ تین چیزوں کے ساتھ تلافی بصورتِ قضا یا ادا کا جو بھی حکم ہو اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، مثلاً چھوٹی ہوئی نمازوں، روزوں کی قضا کرے اور چھوڑی ہوئی زکوٰۃ ادا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے بھی ہے، تو اگر وہ توبہ مال میں ظلم کے متعلق ہے تو جس کا جو مال لیا ہے اسے واپس کرے اور جن صورتوں میں مال کسی فقیر کو دینے کا حکم ہے وہاں اس مال کو کسی فقیر کو دیدے اور اگر گناہ کا تعلق لوگوں کی دل آزاری اور آبروریزی کے ساتھ ہے تو صاحبِ حق سے معافی مانگے۔ بہر حال اس میں کافی تفصیل ہے۔ اس کے لئے تفصیلی کتابوں مثلاً مکتبۃ المدینہ کی کتاب **"توبہ کی روایات و حکایات"** کا مطالعہ کریں۔ اس مضمون کی تیاری میں بھی اس کتاب سے کافی مدد لی ہے۔

توبہ کی قبولیت کیسے معلوم ہو؟ مُکاشفۃُ القُلُوب میں ہے: ایک عالم سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص توبہ کرے، تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ فرمایا: اس میں یقینی حکم تو نہیں دیا جا سکتا، البتہ قبولیت کی کچھ علامات ہیں جیسے وہ یہ حالت و کیفیت دیکھے کہ اس کا نفس گناہوں سے بچا ہوا ہے، اس کے دل سے فخریہ قسم کی خوشی غائب ہے اور دل میں خدا کی یاد موجود ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہو اور فاسقوں سے دوری اختیار کرلے، پھر تھوڑی دنیا کو بھی بہت سمجھے جبکہ آخرت کے بہت عمل کو بھی تھوڑا جانے۔ اپنے دل کو دیکھے کہ خدا کے لازم و مقرر کردہ احکام کی بجا آوری میں مشغول ہے اور وہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا، فکرِ آخرت میں مشغول رہنے والا، اپنے ماضی کے گناہوں پر ہمیشہ غمگین و شرمندہ رہنے والا بن جائے (یہ سب توبہ کے مقبول ہونے کی علامات ہیں)۔ (مکاشفۃ القلوب، ص29)

تَلَفُّظ درست کیجئے
Correct Your Pronunciation

غلط الفاظ	صحیح الفاظ
اَمام/اَمامَت	اِمام/اِمامَت
اِسْتَقامَت	اِسْتِقامَت
اَلْزام	اِلْزام
اِسْتَغاثَہ	اِسْتِغاثَہ
اِسْتَقْبال/اَسْتَقبال	اِسْتِقْبال

(اردو لغت، جلد 1)

www.dawateislami.net

ابو حذیفہ حافظ محمد شفیق عطاری مدنی*

کثرتِ اِستغفار

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً ترجمہ: خدا کی قسم! میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کریم کے سارے ہی انبیائے کرام علیہمُ السّلام معصوم ہیں، وہ گناہوں سے پاک ہیں اور رسولِ اکرم جنابِ محمدِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو سب انبیا و رُسُل کے سردار ہیں۔ علمائے کرام و محدّثینِ عظام نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے اِستغفار کرنے (یعنی مغفرت مانگنے) کی مختلف حکمتیں بیان فرمائی ہیں چنانچہ

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِستغفار کرنے کی حکمتیں:

علّامہ بدرُالدّین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم بطورِ عاجزی یا تعلیمِ اُمّت کیلئے اِستغفار کرتے تھے۔[2]

علّامہ ابنِ بطّال مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہمُ السّلام (کسی گناہ پر نہیں بلکہ) لوگوں میں سب سے زیادہ شکر گزاری و عبادت گزاری کے باوجود اللہ پاک کا کماحقّہٗ حق ادا نہ ہوسکنے پر اِستغفار کرتے ہیں۔[3] امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیشہ بلند درجات کی طرف ترقی فرماتے ہیں اور جب آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے تو اپنے پہلے حال پر اِستغفار کرتے ہیں۔[4]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توبہ و اِستغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لئے حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اس پر عمل کرتے تھے ورنہ حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کریم کے سب سے مقبول ترین بندے یعنی دونوں جہاں کے سلطان محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود ہماری تعلیم کے لئے اِستغفار کریں اور ایک ہم ہیں کہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہونے کے باوجود اِستغفار کی کمی رکھیں، ہمیں چاہئے کہ

* دار الافتاء اہل سنّت آفندی مسجد، کراچی

www.dawateislami.net

اللہ کی بارگاہ میں خوب خوب توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ استغفار کرنے سے گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی فوائد ملتے ہیں جن میں سے 4 فوائد ملاحظہ ہوں:

توبہ و استغفار کے 4 فوائد: (1) اللہ پاک توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔[6] (2) جو استغفار کو لازم کرلے اللہ پاک اس کی تمام مشکلوں میں آسانی، ہر غم سے آزادی اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔[7] (3) استغفار سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے۔[8] (4) جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کریم لکھنے والے فرشتوں کو اس کے گناہ بُھلا دیتا ہے، اسی طرح اس کے اَعْضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بُھلا دیتا ہے اور زمین سے اُس کے نشانات بھی مِٹا ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ پاک سے ملے گا تو اللہ پاک کی طرف سے اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔[9]

کئی پریشانیوں کا ایک ہی وظیفہ: حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے خشک سالی کی شکایت کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے استغفار کرنے کا حکم دیا، دوسرا شخص آیا، اس نے تنگ دستی کی شکایت کی تو اسے بھی یہی حکم فرمایا، پھر تیسرا شخص آیا، اس نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی تو اس سے بھی یہی فرمایا، پھر چوتھا شخص آیا، اس نے اپنی زمین کی پیداوار کم ہونے کی شکایت کی تو اس سے بھی یہی فرمایا۔ حضرت رَبِیع بن صَبِیح رحمۃ اللہ علیہ وہاں حاضر تھے انہوں نے عرض کی: آپ کے پاس چند لوگ آئے اور انہوں نے مختلف حاجتیں پیش کیں، آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سامنے یہ آیات پڑھیں (جن میں استغفار کو بارش، مال، اولاد اور باغات کے عطا ہونے کا سبب فرمایا گیا ہے): ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے، تم پر شرّاٹے کا مینہ (موسلا دھار بارش) بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔[10]

سچی توبہ: سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس کے کرنے پر شرمندہ ہوتے ہوئے رب سے معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پکّا ارادہ کرے اور اس گناہ کی تلافی کے لئے کوشش کرے، مثلاً نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، چوری کی تھی یا رشوت لی تھی تو بعدِ توبہ وہ مال اصل مالک یا اس کے وُرثاء کو واپس کرے یا معاف کروالے اور اگر اصل مالک یا وُرثاء نہ ملیں تو ان کی طرف سے راہِ خدا میں اس نیت سے صدقہ کردے کہ وہ لوگ جب ملے اور صدقہ کرنے پر راضی نہ ہوئے تو اپنے پاس سے انہیں واپس دوں گا۔[11]

توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے: پیارے اسلامی بھائیو! توبہ و استغفار کی تمام تر اہمیت اور فضائل کے باوجود بعض بدنصیب نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ و استغفار کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ توبہ کا موقع ملنا بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے، بہت سے لوگوں کو توبہ کا موقع بھی نہیں ملتا اور وہ بغیر توبہ کئے اس دارِ فانی سے چلے جاتے ہیں، موت کا کوئی بھروسا نہیں اس لئے ہمیں بھی بکثرت توبہ و استغفار کرنی چاہئے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مشکاۃ المصابیح، 1/434، حدیث: 2323 (2) عمدۃ القاری، 15/413، تحت الحدیث: 6307 ملتقطاً (3) شرح بخاری لابن بطال، 10/77 (4) فتح الباری، 12/85، تحت الحدیث: 6307 (5) مراٰۃ المناجیح، 3/353 ملتقطاً (6) پ2، البقرۃ: 222 (7) ابوداؤد، 2/122، حدیث: 1518 (8) مجمع البحرین، 4/272، حدیث: 4739 (9) الترغیب والترھیب، 4/48، رقم: 17 (10) خازن، نوح، 4/335، تحت الآیۃ: 10-11 (11) ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 21/121

مفتی ابوصالح محمد قاسم عطاری

جھوٹی گواہی اور الزام تراشی کی مذمّت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا(۳۶) ﴾

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (پ15، بنی اسرائیل:36)

تفسیر: جس بات کا علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑنے سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھا نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس بات کو سُنا نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔ (مدارک، 1/714) تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں جھوٹی گواہی دینے، جھوٹے الزامات لگانے اور اس طرح کے دیگر جھوٹے اقوال کی مُمانعت کی گئی ہے۔

جھوٹی گواہی دینے اور غلط الزامات لگانے کی مذمت:

یاد رہے! کہ **"جھوٹی گواہی دینا"** اور کسی پر جان بوجھ کر **"غلط الزام لگانا"** انتہائی مذموم فعل ہے۔ یہاں ان سے متعلق تین احادیث ملاحظہ ہوں: (1) جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ، 3/123، حدیث:2373) (2) جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کیا تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اُسے روک لے گا یہاں تک کہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔ (ابوداؤد، 4/354، حدیث:4883) (3) جو کسی مسلمان پر ایسی چیز کا الزام لگائے جس کے بارے میں وہ خود بھی جانتا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنمیوں کے خون اور پیپ جمع ہونے کے مقام) "رَدْغَۃُ الْخَبَال" میں اس وقت تک رکھے گا جب تک کہ اپنے الزام کے مطابق عذاب نہ پالے۔ (مصنف عبد الرزاق، 11/ 425، حدیث:20905)

جھوٹی گواہی اور الزام تراشی میں لوگوں کی حالتِ زار:

افسوس! فی زمانہ جھوٹی گواہی دینا ایک معمولی کام سمجھا جاتا ہے اور الزام تراشی کرنا تو اس قدر عام ہے کہ کوئی حد ہی نہیں، جس کا جو دل کرتا ہے وہ دوسروں پر الزام لگا دیتا اور جگہ جگہ ذلیل کرتا ہے اور ثبوت مانگیں تو یہ دلیل کہ میں نے کہیں سنا تھا یا مجھے کسی نے بتایا تھا یا آپ کی بات کا مطلب ہی یہی تھا، اب کس نے بتایا؟ بتانے والا کتنا مُعْتَبَر تھا؟ اس کو کہاں سے پتا چلا؟ اس کے پاس کیا قابلِ قبول ثبوت ہیں؟ اس نے بات کرنے والے کے دل کا حال کیسے جان لیا؟ کوئی معلوم نہیں۔ زیرِ تفسیر آیت اور بیان کردہ احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی شدید حاجت ہے۔

کان، آنکھ اور دل کے بارے میں سوال ہوگا:

آیت کے آخر میں فرمایا کہ **کان، آنکھ اور دل** سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا، یہ سوال اس طرح کا ہوگا کہ تم نے ان سے کیا کام لیا؟ **کان** کو قرآن و حدیث، علم و حکمت، وعظ و نصیحت اور ان کے علاوہ دیگر نیک باتیں سننے میں استعمال کیا یا لغو، بے کار، غیبت، اِلزام تراشی، زنا کی تہمت، گانے باجے اور فحش سننے میں لگایا۔ یونہی **آنکھ** سے جائز و حلال کو دیکھا یا فلمیں، ڈرامے دیکھنے اور بدنگاہی کرنے میں استعمال کیا اور **دل** میں صحیح عقائد اور اچھے اور نیک خیالات و جذبات تھے یا غلط عقائد اور گندے منصوبے اور شہوت سے بھرے خیالات ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹی گواہی اور الزام تراشی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اپنے اعضا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت اور رضا و خوشنودی والے کاموں میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

www.dawateislami.net

نیکی اور گناہ کا خیال

ابو حمزہ عطّاری مدنی*

عظیم فقیہ حضرتِ سیّدُنا ابو سعید محمد بن محمد بن مصطفےٰ بن عثمان خادمی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات1176ھ) ”بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ“ میں لکھتے ہیں: دل میں گناہ کا خیال آنے کی پانچ قسمیں ہیں:
1 ”ھَاجِس“ جو خیال دل میں آئے 2 ”خَاطِر“ جو دل میں بار بار آئے 3 ”حدیثِ نَفْس“ دل میں اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تَرَدُّد ہو 4 ”ھَمّ“ اس کام کو کرنے کا خیال غالب ہو جائے 5 ”عَزْم“ اس کام کو کرنے کا خیال مزید مضبوط ہو جائے لیکن جَزْم نہ ہو۔ **ان کے احکام** ”ھَاجِس“ پر مُؤاخذہ (یعنی پکڑ) نہ ہونے پر سب کا اجماع ہے کیونکہ اس سے بچنا ناممکن ہے۔ اس کے بعد ”خاطر“ ہے جس کے دُور کرنے پر انسان قادِر ہوتا ہے کہ بُرائی کا خیال آتے ہی اس کی طرف سے توجہ ہٹا دے لیکن ”خاطر“ اور ”حدیثِ نَفْس“ حدیثِ مبارکہ[1] کی وجہ سے مُعاف ہے، جب حدیثِ نفس مُعاف ہے تو اس سے پہلے والے خیالات بدرجہ اَولیٰ مُعاف ہیں۔

نیکی کا خیال اگر خیالات کی یہ تینوں قسمیں (یعنی ہاجس، خاطر اور حدیث نفس) نیکی کے بارے میں ہوں تو نیکی کرنے کا ارادہ نہ ہونے کی وجہ سے ان پر ثواب نہیں ملے گا، بہر حال جب ”ھَمّ“ نیکی کے بارے میں ہو تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر گناہ کے بارے میں ہو تو گناہ نہیں لکھا جائے گا پھر اگر اللہ پاک کی رضا کے لئے گناہ سے باز رہے تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے گناہ کر لیا تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا، جبکہ عزم پر مُؤاخذہ (یعنی پکڑ، گرفت) ہے۔ (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ،2/141) **قلبی خیالات کی مثال** ان پانچ مراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً ”کسی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال ”ھَاجِس“ ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو ”خاطر“ ہے، جب اس کا ذہن چوری کی طرف مائل ہو جائے اور وہ یہ منصوبہ بنائے کہ فُلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فُلاں دیوار توڑنی ہے، فُلاں راستے سے واپس آنا ہے وغیرہ تو یہ ”حدیثِ نَفْس“ ہے اور جب وہ چوری کا ارادہ کرلے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مَغْلُوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں لہٰذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ ”ھَمّ“ ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور وہ پختہ ارادہ کر لے کہ چوری ضرور کروں گا، چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ ”عَزْم“ ہے۔ پہلے چار مرتبوں پر مُؤاخذہ (یعنی پکڑ) نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عَزْم پر مُؤاخذہ ہے اگرچہ وہ اپنے ”عَزْم“ پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے، مثلاً چوری کے ”عَزْم“ سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ ہے ہی نہیں، لہٰذا واپس آگیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اگر یہاں مال ہوتا تو ضرور چوری کرتا۔

نیکی کی نیت کرنا بھی نیکی ہے مسلم شریف کی ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ (اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا:) مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً یعنی جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ نیکی نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لئے دس لکھی جائیں گی اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر نہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا پھر اگر وہ کرلے تو اس کے لئے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ (مسلم، ص87، حدیث:411 ملتقطاً)

---

(1) فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میری اُمّت کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے تجاوُز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا انہیں اپنے کلام میں نہ لائیں۔ (بخاری،2/153، حدیث:2528)

*رکن مجلس المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: "ھَمّ" سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا غیر پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عُذر یا ظاہری وجہ سے نہ کر سکے، جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قُرعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے، حُجّاج حج کو جا رہے ہیں ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کر رہا ہے کہ میرے پاس پیسا ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضراتِ صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کی خوش نصیبی میں غور کر رہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن　　　مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ (عزوجل) کل اسے صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کے ساتھ حشر نصیب ہوگا۔ "اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی" کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یعنی ارادہ نیکی ایک نیکی ہے اور عمل نیکی دس نیکیاں ہیں۔ یہ اللہ (عزوجل) کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی، وضو کرنا علیحدہ نیکی، مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے، اپنی شان کے شایان۔ مزید فرماتے ہیں: "ھَمّ" اور "عَزْم" میں فرق ہے، "ھَمّ" سے مراد ہے "خیالِ گناہ"، یہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا توبہ کرلینا نیکی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/151، 152 ماخوذاً)

اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا　　　تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیے ہیں　(حدائقِ بخشش، ص101)

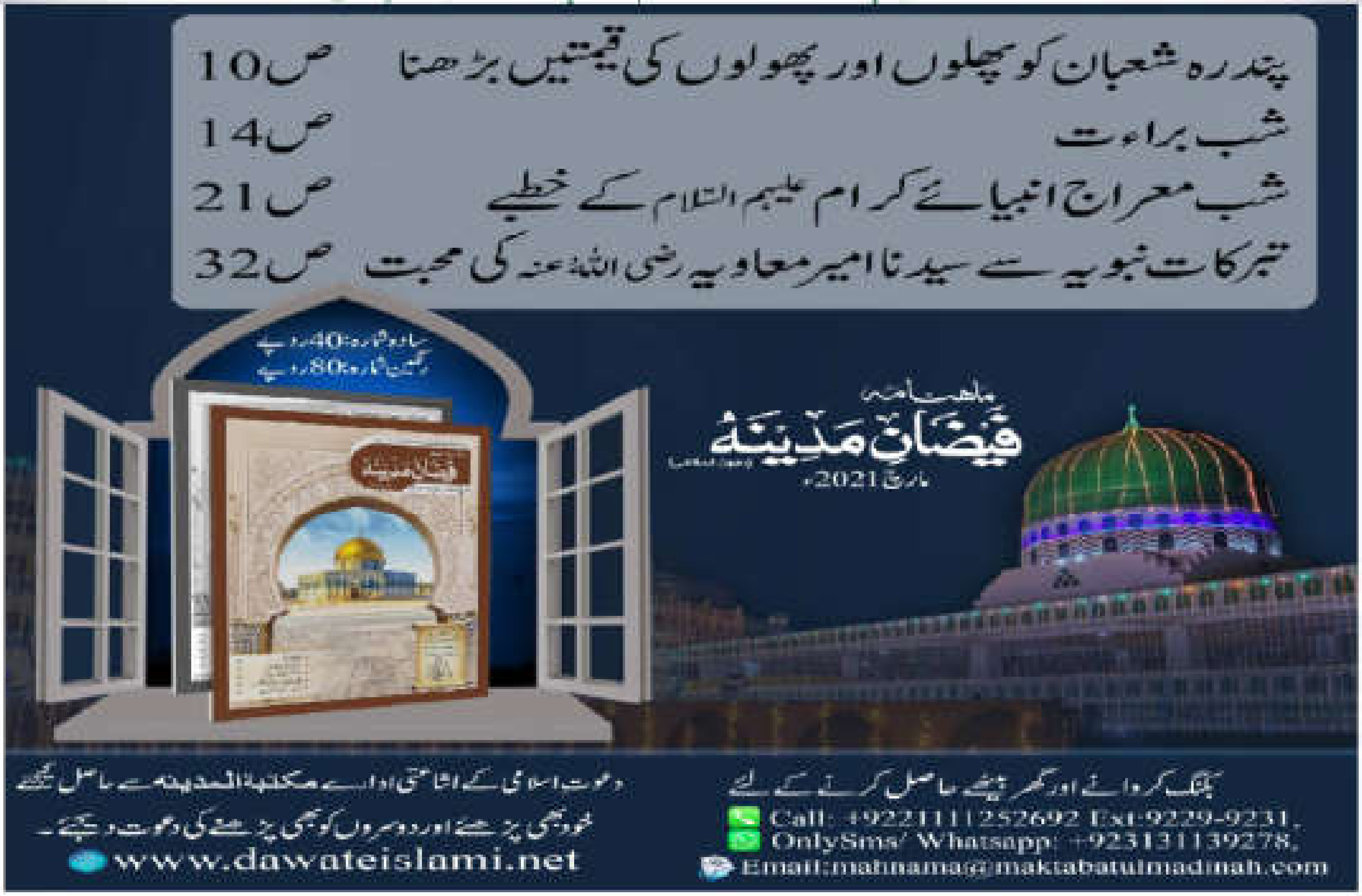

جھوٹ کی بدبو

ذوالقرنین عطاری مدنی

خالد کمرے میں کھیل رہا تھا جبکہ اس کی امی کچن میں کام کر رہی تھیں۔ امی نے اچانک کوئی چیز گرنے کی آواز سُنی، دوڑ کر کمرے میں آئیں تو دیکھا کہ خالد میز (Table) پر کھڑا ہے اور اس کے پاس ہی زمین پر گلدان گر کر چکنا چور ہو چکا ہے۔ امی نے کہا: بیٹا! آپ نے گلدان توڑ دیا؟ خالد نے لڑکھڑاتی زبان سے کہا: وہ۔ وہ۔ امی جان! عمران بھائی نے توڑا ہے۔ امی نے کہا: بیٹا! عمران تو کب سے مدرسے میں پڑھنے گیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کہ خالد کچھ اور بولتا امی جان نے اُسے نہایت پیار سے اپنے پاس بلایا اور یوں سمجھانے لگیں: خالد بیٹا! **جھوٹ** بولنا بُرا کام ہے، آپ کو ابھی سے جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ بڑے ہونے کے بعد آپ کے اندر جھوٹ بولنے کی عادت پختہ ہو جائے گی، آپ کو پتا ہے جھوٹ بولنے والے کو قیامت کے دن کیا سزا ملے گی؟ خالد نے کہا: نہیں امی، آپ ہی بتایئے! امی نے کہا: **"جھوٹا" دوزخ میں کُتّے کی شکل میں بدل جائے گا۔** (تنبیہ المغترین، ص194 ملتقطاً) خالد نے کہا: امی جان! یہ کُتّے جیسی شکل ہونے والی بات سن کر تو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، امی نے کہا: ہاں بیٹا! ڈرنا بھی چاہئے بلکہ خوفِ خدا پیدا کرنے والی باتیں پڑھتے اور سنتے رہنا چاہئے، اس سے گناہوں سے بچنے کا ذہن بنتا ہے اور یہ کتنی بری بات ہے کہ سامنے والا آپ کو سچا سمجھ رہا ہو اور آپ جھوٹ بول رہے ہوں، اس کا نقصان یہ ہوگا کہ آپ کی بات کا اعتبار اٹھ جائے گا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ آپ سچ بول رہے ہوں گے اور لوگ آپ کی بات کو جھوٹ سمجھ رہے ہوں گے۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کَذّاب (یعنی بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم، ص1078، حدیث:6639) اور آپ کو پتا ہے کہ **جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔** (ترمذی،3/392، حدیث:1979) امی کی باتیں سن کر خالد نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

بچوں کے جھوٹ بولنے کی 9 مثالیں

پیارے مدنی منّو اور مُنّیو! گندے بچوں کی ایک بری عادت "جھوٹ بولنا" بھی ہے، یہ کبھی جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں، پھر اپنی بات پر اَڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے جھوٹ نہیں بولا، اس طرح ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے بہت سارے جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں اور کبھی جھوٹ بول کر کہتے ہیں کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے حالانکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ بولا جائے۔ گندے بچے کس کس طرح سے جھوٹ بولتے ہیں، آیئے ہم آپ کو اس کی کچھ مثالیں بھی بتاتے ہیں تاکہ اگر اب تک آپ کے منہ سے بھی اس طرح جھوٹی باتیں نکلتی رہی ہیں تو آپ توبہ بھی کرلیں اور آئندہ بھی بچیں:

(1) اس نے مجھے مارا ہے (حالانکہ مارا نہیں ہوتا) (2) میں نے تو اسے کچھ بھی نہیں کہا (حالانکہ کہا ہوتا ہے) (3) اس نے مجھے دھکا دیا تھا (حالانکہ خود ٹھوکر کھا کر گرے ہوتے ہیں) (4) اس نے میرا کھلونا توڑ دیا (حالانکہ اس نے نہیں توڑا ہوتا) (5) شور کرنے کے باوجود کہنا: میں تو شور نہیں کر رہا تھا (6) بھوک ہونے کے باوجود من پسند چیز نہ ملنے کی وجہ سے کہنا: "مجھے بھوک نہیں ہے" (7) نہ کرنے کے باوجود کہنا: میں نے ہوم ورک کرلیا ہے یا سبق یاد کرلیا ہے۔ (8) یہ جھوٹ بول رہا ہے (جبکہ معلوم ہے کہ یہ سچا ہے) (9) اپنی سیاہی (Ink) سے کپڑے گندے ہو گئے مگر ڈانٹ پڑنے پر کہنا: ایک بچے نے میرے کپڑوں پر سیاہی گرادی تھی۔ پیارے مدنی منّو اور مُنّیو! آیئے! ہم پکا وعدہ کرتے ہیں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور یہ نعرہ لگاتے ہیں:

جھوٹ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے
نہ جھوٹ بولیں گے نہ بلوائیں گے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

محمد آصف عطاری مدنی*

دونوں میں کتنا فرق ہے! بخاری شریف میں حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے: مؤمن اپنے گناہوں کو اس انداز سے دیکھ رہا ہوتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ (Mountain) تلے بیٹھا ہے اور اسے ڈر ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے اوپر نہ آگرے جبکہ فاسق وفاجر کے نزدیک گناہوں کا معاملہ ایسا ہے گویا کوئی مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے اُڑا دی۔ (بخاری،4/190، حدیث:6308) حکیم الامّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہِ صغیرہ کو بھی ہلکا نہیں جانتا، وہ سمجھتا ہے کہ چھوٹی چنگاری بھی گھر جلا سکتی ہے، اس لئے وہ ان کے کرلینے پر بھی جرأت نہیں کرتا اور اگر ہو جائیں تو فوراً توبہ کرلیتا ہے، گناہوں سے خوف کمالِ ایمان کی علامت ہے۔ مزید فرماتے ہیں: (بدکار شخص) چھوٹے کیا، بڑے گناہوں کو بھی ہلکا جانتا ہے، کہتا ہے کہ میں نے گناہ کرلیا تو کیا ہوا! ربّ غفور رحیم ہے، بخش دے گا۔ یہ خیال "اُمید" نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے "بے خوفی" ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے، انسان پہلے چھوٹے گناہ کو ہلکا جانتا ہے، پھر بڑے گناہوں کو، پھر کفر وشرک کو بھی معمولی چیز سمجھنے لگتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح،3/375)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہ پہلے بھی ہوتے تھے لیکن کرنے والے بعد میں پچھتاتے اور اپنے گناہ کو چھپاتے تھے اور سمجھانے پر توبہ بھی کرلیا کرتے تھے، پھر زمانے نے رنگ بدلا اور اب ہمارے معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو گناہوں میں ایسے بے باک (Bold) ہو چکے ہیں کہ اب انہیں گناہ کرتے وقت کوئی جھجک ہوتی ہے اور نہ کرنے کے بعد کوئی شرمندگی! افسوس! آج نماز نہ پڑھنا، رمضان کے روزے چھوڑ دینا، سُود و رشوت کا لین دین، زمینوں پر قبضہ، گلی کوچوں میں موبائل ور قم چھیننا، گالیاں بکنا، جُوا کھیلنا، ناجائز بچّوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کرکے ان کی لاش کچرے کے ڈھیر پر پھینک دینا، بچیوں سے زیادتی کرنے کے بعد انہیں قتل کر دینا یا جلا دینا، اپنے عاشقِ نامراد کو پانے کے لئے سگی اولاد کو قتل کردینا، گندی ویڈیوز سوشل میڈیا پر اَپ لوڈ کرنا، کسی کے چہرے پر تیزاب پھینکنا، قرض دبانا اور اس جیسے سینکڑوں گناہ بے باکی سے کئے جارہے ہیں۔ جب ان گناہوں میں مبتلا ہونے والوں کو سمجھایا جائے تو کچھ منہ پھٹ قسم کے لوگ اس طرح کے جوابات بھی دیتے ہیں: ❁ تم اپنا راستہ ناپو ❁ ہمیں نہ روکو ❁ ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے ❁ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا! وغیرہ وغیرہ۔ ذرا سوچئے! جب کوئی اپنی غلطی تسلیم ہی نہیں کرے گا وہ آئندہ اس سے بچے گا کس طرح! کیسے گناہوں پر شرمندہ ہو کر توبہ کرے گا! اس سے بھی تشویش ناک بات یہ ہے کہ کچھ لوگ اتنے بے باک اور سرکش ہوتے ہیں کہ دوسروں کو بھی گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں اور اگر کوئی دوسروں کو نیکی کی دعوت دے کر گناہوں سے باز رہنے کا کہے تو یہ اس سے لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔

گناہ سے بڑا گناہ حضرتِ سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں: اے گناہ کرنے والے! تو بُرے خاتمے سے بے خوف نہ ہو اور جب تو کوئی گناہ کرلے تو اس کے بعد اس سے **بڑا گناہ** نہ کر! تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حیا میں کمی کرنا اس گناہ سے **بڑا گناہ** ہے جو تو نے کیا! اور تیرا گناہ کرلینے پر خوش ہونا اس سے بھی **بڑا گناہ** ہے حالانکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل تیرے ساتھ کیا سلوک

* مدیر (Chief Editor) ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

فرمانے والا ہے! (تاریخ ابن عساکر، 10 / 60 ملخصاً) **دل کالا ہو جاتا ہے** گناہوں کے عادیوں کو خبردار کرتے ہوئے حُجّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں: بیشک گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے، اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، اطاعت کی سعادت نہیں ملتی اور نصیحت اثر نہیں کرتی۔ تم کسی بھی گناہ کو معمولی مت سمجھو اور کبیرہ گناہوں پر اِصرار (یعنی مسلسل) کرنے کے باوُجود اپنے آپ کو توبہ کرنے والا گمان نہ کرو۔ (منہاج العابدین، ص 24)

گناہوں میں بے باک ہونے کی 8 وجوہات (1) علمِ دین کی کمی بھی بے باکی کی ایک بڑی وجہ ہے کیونکہ جو مسلمان علم رکھتا ہوگا کہ یہ کام گناہ ہے اور اس کی سزا یہ ہے، وہ اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے گا (2) بُری صحبت بھی اپنا رنگ دکھاتی ہے، گالیاں بکنے والوں میں بیٹھنے والا گالیاں نہیں بکے گا تو اور کیا کرے گا! (3) حیا باقی نہ رہنا بھی ایک سبب ہے کیونکہ ہمارے سچے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت پہلے فرمادیا کہ جب تجھ میں حیا نہیں رہے تو جو چاہے کر۔ (بخاری، 2/ 470، حدیث: 3484) (4) گناہ کرنے میں آسانی (Easiness) بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے (5) فوری گرفت نہ ہونا بھی گناہوں پر دلیر ہونے کی ایک وجہ ہے (6) انسان کا نفس اسے سزاؤں کے بارے میں سوچنے ہی نہیں دیتا، یوں وہ گناہوں پر جراءت مند ہو جاتا ہے (7) گئے وقتوں میں سوشل سسٹم (معاشرتی نظام) بھی انسان کو برائیوں سے باز رکھتا تھا، گھر میں ماں باپ، چچا، تایا بھی تربیت کرتے تھے اور باہر گلی محلے میں بڑی عمر کے سمجھدار لوگ بھی نوجوانوں کو برائیوں میں مبتلا دیکھ کر سمجھادیا کرتے تھے، اب وہ سوشل سسٹم بھی تقریباً ٹوٹ چکا، نوجوان اب ماں باپ کی نہیں سنتے باہر والوں کی کہاں سنیں گے! (8) میڈیا و سوشل میڈیا کا کردار سب سے خطرناک ہے، اس پر دکھائی جانے والی فلموں ڈراموں کی کہانیوں، ٹاک شوز (Talk Shows) اور طرح طرح کے اشتہاروں کے انداز نے اسلامی معاشرے کے دامن پر جو بجلیاں گرائی ہیں، اٹھتا ہوا دھواں اس کا گواہ ہے۔

کیا ہم برداشت کرسکتے ہیں؟ آج گناہوں میں بڑا مزہ آتا ہے، بڑی لذت (Enjoyment) محسوس ہوتی ہے مگر سب نقلی اور جعلی ہے، زندگی کا حقیقی لطف (Pleasure) تو نیکیوں میں ہے جبکہ گناہوں کا انجام جہنم ہے اور جہنم کے عذابات ایسے ہولناک ہیں جنہیں برداشت کرنے کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ❁ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 70 گنا تیز ہے ❁ اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین اس کی گرمی سے مر جائیں ❁ اگر جہنمیوں کو باندھنے والی ایک زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل جائے ❁ جہنم میں اُونٹ کے برابر سانپ ہیں، ان میں سے اگر کوئی سانپ کسی کو کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کا درد محسوس ہوتا رہے گا ❁ اس میں خچر کے برابر بچھو ہیں جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک تکلیف محسوس ہوتی رہے ❁ جہنم کا ہلکا ترین عذاب یہ ہے کہ انسان کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولنے لگے گا۔

گر تُو ناراض ہوا تو میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب

ابھی بھی وقت ہے گناہوں میں سرکشی اور بے باکی کی وجہ سے سابقہ قوموں مثلاً قومِ لوط، قومِ عاد، قومِ نوح اور قومِ صالح پر دنیا ہی میں اللہ کا قہر نازل ہوا اور وہ رہتی دنیا تک داستانِ عبرت بن گئے۔ ہمیں اللہ پاک کے عذاب سے ڈرنا چاہئے، دنیا میں چاہے ہمیں کوئی کچھ نہ کہے، نافرمانیوں کا رزلٹ مرنے کے بعد پتا چلے گا لیکن اس وقت بڑی دیر ہو چکی ہوگی، ابھی ہم زندہ ہیں نہ جانے کس دن کتنے بجے ہمیں موت آجائے! زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانئے اور گناہوں سے رُک جائیے، اپنے ربِّ پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کرلیجئے اور نیکیاں کمانے میں مصروف ہو کر اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار لیجئے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

www.dawateislami.net

معاشرے کے ناسور

لعنت کے اسباب

عثمان فاروقی عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ لوگ بلاجھجک (Without Hesitation) ایک دوسرے پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کس قدر قبیح (بُرے) فعل کا اِرتکاب کررہے ہیں۔

لعنت درحقیقت کیا ہے؟ حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: لعنت یعنی رحمتِ الٰہی سے دور ہوجانے کی بددُعا کرنا۔[1] فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ یعنی مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔[2] حضرت علّامہ عبدالرءوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی اس گناہ کو قتل کے گناہ کا دَرجہ دیا گیا ہے۔[3]

بَسااوقات کسی بدنام زمانہ شخص کو لعنت کا ہَدَف (Target) بنایا جاتا ہے، اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے والد ماجد رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن حضرت علّامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: کسی پر لعنت کرنا ثواب نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ! اس سے بہتر کہ اس قدر وقت ذکر ودُرُود میں صَرف کرے کہ عظیم ثواب ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا تو اللہ پاک شیطان پر لعنت کرنے کا حکم دیتا، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے (کفر پر) مرنے کی (یقینی) خبر نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے اگر وہ لعنت کے لائق ہے تو اس پر لعنت کہنے میں وقت ضائع کرنا ہے اور اگر وہ لعنت کا مُستحِق نہیں تو بے وجہ گناہ اپنے سر لینا ہے۔[4] یہاں تک کہ بے جان چیزوں پر بھی لعنت کرنے کو منع فرمایا گیا اور بے قصور پر لعنت کرنے والے کو لعنت کا حق دار قرار دیا گیا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک بار نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک شخص نے کسی سبب سے ہوا (Air) کو بُرا بھلا کہا اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہوا کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو (اللہ پاک کے) حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی۔[5]

خوش قسمتی سے اگر ہم لعنت کرنے کے مذموم (قابلِ مذمّت) عمل سے بچے ہوئے بھی ہوں مگر بدقسمتی سے ایسے کئی غیر شرعی کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں جو ہمیں لعنت کا مُستحِق بنا رہے ہوتے ہیں، قراٰن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں ایسے کئی بدنصیب لوگوں کا ذکر ہوا ہے، جن کو ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

مُعاشرتی لحاظ سے جھوٹ بولنے والا[6]، والدین کو گالی دینے والا[7]، شوہر کی ناراضی میں رات گزارنے والی عورت[8]، دوسروں کو بُرے نام سے پکارنے والا[9]، فتنہ و فساد پھیلانے والا[10]، پارسا عورت پر بُرائی کا اِلزام لگانے والا[11]، دریا یا تالاب کے کنارے یا بیچ راستے میں یا پھر درخت کے سائے میں پیشاب کرنے والا[12] اور زبردستی لوگوں پر حاکم بننے والا[13] لعنت کے عتاب میں گرفتار ہیں۔

بننے سنورنے کے لحاظ سے مرد جو عورتوں کی اور عورت جو مردوں کی صورت اپنائے[14]، کسی انسان یا اپنے ہی بالوں کو سر کے بالوں میں جوڑنے والی، جُڑوانے والی، اسی طرح ابرو (Eye Brow) کے بال نوچ کر خوبصورت بنانے اور بنوانے والی

* شعبہ فیضان اولیا و علما، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

اور کسی نوک دار چیز کے ذریعہ جلد میں رنگ بھرنے، نقش و نگار (Tattoos) بنانے یا پھر نام لکھنے والی اور یہ عمل کروانے والی عورت بھی لعنت کی سزاوار ہے۔[15]

معاشی لحاظ سے سود لینے اور دینے والا، اس کے کاغذات (Documents) تیار کرنے والا اور اس پر گواہ بننے والا[16]، شراب بنانے، بنوانے اور بیچنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، شراب خریدنے والا اور جس کے لئے شراب خریدی گئی سب لعنت کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ شراب پینے پلانے والے، شراب اُٹھانے والے اور جس کے پاس شراب اُٹھا کر لائی گئی یہ سب بھی ملعون ہیں۔[17]

دینی لحاظ سے جس نے کفر کیا اور کفر پر مرا[18]، اللہ کی وَحْدانیت اور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوت کا انکار کرکے[19] اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچانے والا[20]، بغیر علم کے شرعی مسائل بتانے والا[21]، تقدیر کو جھٹلانے والا، اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا، سنّتِ رسول کو چھوڑ دینے والا[22] اور بحیثیتِ قوم لوگوں کا نیکی کی بات کا حکم نہ دینا، بُرائی سے منع نہ کرنا اور ظالم کو ظلم سے روک کر اسے درست بات کی طرف نہ لانا بھی لعنت کا سبب ہے۔[23] اس کے علاوہ جانور کے چہرے کو داغنا یا چہرے پر مارنا[24]، نعمت ملنے پر ڈھول باجے بجانا اور مصیبت کے وقت چیخنا چلانا بھی لعنت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔[25]

یاد رکھئے! دینِ اسلام میں جن کافروں پر لعنت کی گئی وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی رحمت اور جنّت سے دور ہوگئے جیسے ابوجہل، فرعون وغیرہ جبکہ جن گناہگار مسلمانوں پر لعنت کی گئی اس سے مراد اللہ تعالٰی کی خاص رَحْمتوں، قُربتوں سے دور ہونا ہے، اس صورت میں بحیثیتِ مجموعی لعنت کرنا تو جائز ہے جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور ظالموں پر خدا کی لعنت کہہ سکتے ہیں، کسی خاص شخص پر لعنت نہیں کرسکتے۔[26]

آج کی بے سُکون زندگی میں ہماری بداعمالیوں کا بڑا دَخْل ہے جیسا کہ مذکورہ جرائم کا مُرتکب ہونا رحمتِ الٰہی سے دور ہونے کا ایک سبب ہے یا دوسروں پر لَعْن طَعْن کرکے لڑائی جھگڑے کے ذریعے نفرتوں کے بیج بونا باہمی امن کے تباہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے لہٰذا غضبِ الٰہی سے بچنے، رَحمتِ خداوندی پانے، گھریلو اور معاشرتی امن و امان حاصل کرنے کے لئے ہمیں دینِ اسلام میں بیان کئے گئے لعنت کا مستحق بنانے والے اعمال سے بچنا ہوگا ساتھ ہی لَعْن طَعْن کرنے کے مذموم عمل کو بھی ترک کرنا ہوگا۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مؤمن کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فُحْش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔[27]

اللہ پاک ہمیں لَعْن طَعْن کرنے اور لعنت کے اسباب سے محفوظ فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مراۃ المناجیح، 5/127 (2) بخاری، 4/127، حدیث:6105 (3) فیض القدیر، 5/472، تحت الحدیث:7621 (4) فضائل دعا، ص197 بتغیر (5) ترمذی، 3/394، حدیث:1985 (6) پ3، اٰل عمرٰن:61 (7) صحیح ابن حبان، 4/298، حدیث:4400 (8) مسلم، ص578، حدیث:1436 (9) فیض القدیر، 6/163، تحت الحدیث:8666 (10) فیض القدیر، 4/606، تحت الحدیث:5975 (11) پ18، النور:23 (12) ابوداؤد، 1/43، حدیث:26 (13) مسلم، ص623، حدیث:1508 (14) مسند احمد، 1/727، حدیث:3151 (15) ابوداؤد، 4/106، حدیث:4170، بہار شریعت، 3/596، مراۃ المناجیح، 8/245، تحت الحدیث:4468 (16) مسلم، ص663، حدیث:1598 (17) ترمذی، 3/47، حدیث:1299 (18) پ2، البقرۃ:161 (19) مدارک، ص950 (20) پ22، الاحزاب:57 (21) کنز العمال، جز10، 5/84، حدیث:29014 (22) مستدرک، 3/375، حدیث:3996 (23) ابوداؤد، 4/163، حدیث:4337 (24) ابوداؤد، 3/37، حدیث:2564 (25) کنز العمال، جز8، 15/95، حدیث:40654 (26) فضائل دعا، ص192 ملخصاً (27) ترمذی، 3/393، حدیث:1984۔

معاشرے کے ناسور

جہالت

محمد آصف عطاری مدنی*

مکۂ پاک کی مسجدُ الحرام کے ایک خادم کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میری ڈیوٹی صفا و مروہ کے قریب زم زم شریف کے کولروں پر تھی، ایک صاحب میرے پاس آئے جن کی عمر تقریباً 50 سال ہوگی اور وہ اچھے خاصے صحت مند تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ "ہم میاں بیوی لاہور سے عمرہ کرنے آئے ہیں، ہم نے سات چکر صفا مروہ کے تو لگا لئے ہیں کیا کچھ اور کرنا بھی باقی ہے؟" انہوں نے طواف کئے بغیر ہی صفا مروہ کی سعی کرلی تھی۔ مجھے علمائے کرام کی صحبت اور وہاں پر عملی تجربات کی وجہ سے اچھی خاصی معلومات ہوچکی تھیں، میں نے انہیں بتایا کہ عمرے میں پہلے خانۂ کعبہ کا طواف کرنا ہوتا ہے پھر طواف کے دو نفل پڑھ کر صفا مروہ کے سات چکر لگانے ہوتے ہیں، اس کے بعد سعی کے دو نفل پڑھ کر احرام کھولنا ہوتا ہے (یعنی مرد کو سر منڈانا اور عورت کو ایک پورے کے برابر سر کے بال کاٹنا ہوتے ہیں)۔ یہ سن کر بڑے میاں تو یہ سارے کام کرنے پر تیار ہوگئے لیکن ان کی بیوی کہنے لگی کہ میں تو بہت تھک گئی ہوں، اب مجھ سے نہیں ہوتا، اللہ معاف کرنے والا ہے۔ (اَلْاَمان وَالْحَفِیظ یعنی اللہ کی پناہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین نُور ہے جس کی روشنی میں دنیا و آخرت کا سفر بہترین انداز میں طے ہوتا ہے جبکہ جہالت ایک ناسور ہے جو انسان سے قدم قدم پر غلطیاں کرواتا ہے جس کی وجہ سے اس کی آخرت تباہ ہوسکتی ہے۔ علمِ دین سے جتنی دوری ہوگی اسی قدر جہالت سے نزدیکی ہوگی۔ یاد رہے کہ خالی اپنا نام لکھ لینے یا لکھا ہوا پڑھ لینے سے جہالت کے اندھیرے دُور نہیں ہوجاتے بلکہ حقیقۃً پڑھا لکھا وہ ہے جو علمِ دین رکھتا ہو۔ **جاہلوں کی قسمیں** جاہلوں کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہوتی ہیں: ایک وہ جو جانتے ہیں کہ ہمیں دین کا علم نہیں ہے ایسے لوگ علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی تیار ہوجاتے ہیں اور مفتی یا عالمِ دین سے راہنمائی بھی لیتے رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جنہیں یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم جاہل ہیں، ایسے لوگ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں علمِ دین سیکھنے کا بولا جائے تو انہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو جاہل ہوتے ہوئے بھی اس خوش فہمی میں رہتے ہیں ہم بھی دین کا علم رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو علمِ دین سکھایا جائے تو کہتے ہیں: "ہمیں نہ سکھاؤ، ہمیں آتا ہے۔" **اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے لوگ** اسلام نے زندگی کے ہر معاملے کے لئے راہنمائی کی ہے، ایک مسلمان کو عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے گھر بار، کاروبار، شادی بیاہ، غمی خوشی، رہن سہن، کھانے پینے، بولنے سننے وغیرہ کے معاملات بھی شرعی احکام کے مطابق انجام دینا ضروری ہیں مگر افسوس! اب ایسا نازک دور آیا کہ اوّل تو لوگ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے بارے میں حکمِ شریعت معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور اگر معلوم کر بھی لیں تو اس شرعی حکم پر عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہوتا۔ پھر عوام میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو مفتی یا عالم سے معلومات حاصل کرنے کے بجائے غلط مسائل بتاتا ہے، یوں خود بھی ڈوبتا ہے اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے، پھر اگر وہ بدنصیب "لبرلز (Liberals یعنی مادر پدر آزادی چاہنے والوں)" میں سے ہو تو اس کے منہ سے اس طرح کے کلمات بھی سنائی دیں گے: ان مولویوں کو کیا پتا؟ انہیں دین کی کیا خبر؟ مولاناؤں کی باتوں پر عمل کیا تو ہم ترقی نہیں کرسکیں گے! یہ ہمیں پتھر کے دور میں واپس لے جانا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ **جس کا کام اسی کو ساجھے** عربی زبان کا محاورہ ہے: لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ (یعنی ہر کام کے لئے ماہرین ہوتے ہیں) یہی بات اردو میں یوں مشہور ہے: "جس کا کام اُسی کو ساجھے"، شاید کبھی آپ نے دیکھا ہو کہ اچھا بھلا سمجھدار آدمی بھی میڈیکل چیک اپ کرواتے وقت عجیب حرکتیں کرنے لگتا ہے، ڈاکٹر کے ایک اشارے پر پورا منہ کھول کر دانت، زبان اور گلا اندر تک دکھاتا ہے، ڈاکٹر سینے یا کمر پر اسٹیتھوسکوپ (Stethoscope) رکھ کر تیز تیز سانس لینے کا بولے تو یہ پوری فرمانبرداری سے عمل کرتا ہے چاہے اس وقت دمے (سانس کی بیماری) کا مریض کیوں نہ لگ رہا ہو! "بازو اوپر کرو، گردن گھماؤ، سیدھے کھڑے ہوجاؤ، تھوڑا چل کر دکھاؤ، جھک کر دکھاؤ،" ڈاکٹر جتنی فرمائشیں کرے مریض کسی غلام کی طرح فوراً پوری کرتا ہے،

* مدیر (Chief Editor)
ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

ایسے شخص سے اگر پوچھا جائے کہ یہ سب حرکتیں کیوں کر رہے ہو تو جواب ملے گا کہ جناب! ڈاکٹر کے کہنے پر، یہ اس کا شعبہ ہے کیونکہ وہ میڈیکل پڑھا ہوا ہے۔ کوئی مریض ڈاکٹر کو یہ جواب نہیں دیتا کہ جناب تھوڑا بہت میں بھی میڈیکل جانتا ہوں، بخار بھی چیک کر لیتا ہوں، یا کوئی یوں بولتا ہو کہ ڈاکٹروں کو میڈیکل کی کیا سمجھ! خوامخواہ اچھے بھلے بندے کو بستر پر لٹا دیتے ہیں، کڑوی اور مہنگی دوائیاں وہ بھی کئی کئی دن تک کھانے کا بولتے ہیں مگر آہ! جب بات مفتی صاحب یا عالمِ دین کی آتی ہے تو یہی حق اس کو دینے کو تیار نہیں ہوتے کہ جناب آپ دین کا علم رکھتے ہیں آپ جو کہیں گے اسی پر عمل کروں گا، یہاں تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر شرعی مسئلہ اپنی خواہش کے مطابق نکلا تو ٹھیک! اور اگر اپنے مفاد کو نقصان پہنچتا ہو تو علمائے کرام کو بُرا بھلا تک کہہ ڈالتے ہیں کہ یہ غلط مسئلے بتاتے ہیں۔ **علمائے کرام کی عزت کرنا سیکھیں** دنیا میں اس وقت کئی مذاہب کے پیروکار موجود ہیں، جو باطل ہوتے ہوئے بھی اپنے مذہبی پیشواؤں کے خلاف نہ خود بولتے ہیں نہ کسی اور کو بولنے دیتے ہیں بعض تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، جبکہ دوسری طرف مخصوص ذہنیت کے لوگ ہیں جو خود علمائے اسلام کی عزت نہیں کرتے اور ان کے خلاف بولنے سے نہیں جھجکتے وہ دوسروں کو اپنے مذہبی پیشواؤں کی بے ادبی اور بے حرمتی کرنے سے کیا روکیں گے! یاد رکھئے! جو اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتے ان کی اپنی عزت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ایسوں کو توبہ اور علمائے اسلام کی قدر جاننے کی توفیق دے۔ **غلط مسائل پر عمل** عوام میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو شریعت پر عمل کرنے کے گمان میں غلط مسائل پر عمل کر رہا ہوتا ہے، مثلاً ⌘ "سفر میں جس طرف چاہو منہ کر کے نماز پڑھ لو" حالانکہ اس کی مکمل راہنمائی موجود ہے کہ قبلے کی سمت (Qibla Direction) کیسے معلوم کی جاسکتی ہے اگر پھر بھی معلوم نہ ہوسکے تو نماز میں رُخ کس طرف کرنا ہے؟[1] ⌘ "دودھ پیتے بچّے کا پیشاب پاک ہوتا ہے" حالانکہ دودھ پیتے بچّے کا پیشاب بھی نجاستِ غلیظہ اور ناپاک ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/390 ملخصاً) ⌘ "منہ بولے بیٹے یا بھائی سے پردہ نہیں کیا جاتا" حالانکہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ وہ نامحرم ہی رہتا ہے اور اس سے پردہ ضروری ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص67 ملخصاً) ⌘ بعض مقامات پر اولاد کو عاق (یعنی نافرمانی کی وجہ سے اولاد کو فرزندی سے محروم) کر دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اب اولاد اولاد ہونے سے خارج اور ترکہ (وراثت میں چھوڑے ہوئے مال) سے محروم ہو گئی یہ نری جہالت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 26/349 ملخصاً) ⌘ دیہاتی علاقوں میں پنچایت کے فیصلے ایسے لوگ کرتے ہیں جنہیں دین کی کچھ سمجھ نہیں ہوتی، ان کے اکثر فیصلے شریعت کے مخالف اور ظلم و زیادتی پر مبنی ہوتے ہیں، ایسے خلافِ شرع فیصلے کو ماننا قطعاً ضروری نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 18/467 ماخوذاً) ⌘ "استاذ سے کیا پردہ!" حالانکہ استاذ اور شاگردہ کا پردہ بھی ضروری ہے کیونکہ پردے کے معاملے میں اُستاذ، عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/639 ملخصاً) ⌘ مغرب کے وقت کے بارے میں بھی ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ جیسے ہی جماعت ہو گئی لوگ سمجھتے ہیں کہ وقتِ مغرب ختم ہو گیا جبکہ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد سے تقریباً ایک گھنٹے سے کچھ زائد دیر تک ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/153 ملخصاً) یہ چند مثالیں دی ہیں، غور کیا جائے تو لمبی لسٹ بن سکتی ہے۔ **علمِ دین سیکھ لیجئے** جہالت کے اندھیرے سے نکلنے کے لئے علمِ دین کی روشنی ضروری ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابنِ ماجہ، 1/146، حدیث: 224) ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو عقائد، نماز، روزے کا علم ہونا فرض، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اسے زکوٰۃ اور تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہیں۔ نیز مسائلِ قلب یعنی فرائضِ قلبیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجزی و اخلاص اور توکّل وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبّر، ریاکاری، حسد وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ (تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 23 ص 623، 624 دیکھئے) علمِ دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کا جذبہ پانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جانا مفید ترین ہے۔

---

(1) اس کی تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت، حصہ 3، جلد 1، صفحہ 661 تا 662 پڑھئے

www.dawateislami.net

معاشرے کے ناسور

جھوٹے الزامات

محمد آصف عطاری مدنی*

کسی مسلمان کا برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہونا بلاشبہ بُرا ہے لیکن کسی پر گناہوں اور بُرائیوں کا جھوٹا اِلزام لگانا اس سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ ہمارے مُعاشرے میں جو بُرائیاں ناسور کی طرح پھیل رہی ہیں ان میں سے ایک تُہمت وبہتان یعنی جھوٹا اِلزام لگانا بھی ہے۔ چوری، رشوت، جادو ٹونے، بدکاری، خِیانت، قتل جیسے جھوٹے اِلزامات نے ہماری گھریلو، کاروباری، دفتری زندگی کا سُکون برباد کرکے رکھ دیا ہے۔

پیپ اور خون میں رکھا جائے گا نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ عزَّوجلَّ اس وقت تک رَدْغَۃُ الْخَبال (یعنی جہنّم میں وہ جگہ جہاں دوزخیوں کی پیپ اور خون جمع ہوگا۔ اس) میں رکھے گا جب تک اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہولے۔ (ابوداؤد، 3/427، حدیث: 3597)

رُسوائی اور بدنامی کا سامنا دشمنی، حسد، راستے سے ہٹانے، بدلہ لینے، سستی شہرت حاصل کرنے کی کیفیات میں گُم ہوکر تُہمت و بہتان تراشی کرنے والے تو اِلزام لگانے کے بعد اپنی راہ لیتے ہیں لیکن جس پر جھوٹا الزام لگا وہ بقیہ زندگی رُسوائی اور بدنامی کا سامنا کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات یہی جھوٹا اِلزام غلط فہمی کی بنا پر بھی لگادیا جاتا ہے، اس بات کو ایک فرضی حکایت سے سمجھئے، ایک گاؤں میں پنچائت لگی ہوئی تھی، معاملہ بھینس کی چوری کا تھا، گاؤں کے اسکول کے ماسٹر صاحب (Teacher) بھی موجود تھے، اچانک ایک دیہاتی ہانپتا ہوا وہاں آیا اور بلند آواز سے کہنے لگا: ماسٹر جی! وہ بھینس آپ کے باڑے سے مل گئی ہے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا، پنچائیت کے لوگ بھی حیرت زدہ رہ گئے، لیکن ماسٹر صاحب کے سامنے کچھ بولنے کی ہمّت نہیں ہوئی لہٰذا ایک ایک کرکے کھسک لئے۔ وہ دیہاتی بھی چلا گیا۔ ماسٹر صاحب شرمندگی اور افسوس کے مارے وہیں سکتے کے عالَم میں بیٹھے رہے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ دیہاتی دوبارہ بھاگتا ہوا آیا اور ماسٹر صاحب کے پاؤں پکڑ کر کہنے لگا: مجھے معاف کردیں! وہ بھینس آپ کے باڑے سے نہیں بلکہ ساتھ والے باڑے سے ملی ہے۔ ماسٹر جی صدمے کی حالت میں اتنا ہی کہہ سکے: اب تم سارے گاؤں میں اعلان بھی کروادو تو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ لوگ اب مجھے "چور" کے نام سے یاد کیا کریں گے۔

تہمت کا شرعی حکم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خُصوصاً مَعَاذَاللہ اگر تہمتِ زنا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/386)

عورت پر اِلزامات لگانا کسی عورت پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگانا زیادہ خطرناک ہے لیکن بعض بے باک (Bold) لوگ یہ بھی کر گزرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ اس عورت اور اس کے گھر والوں پر کیا گزرے گی! جو کسی عورت پر زنا کا اِلزام لگائے اور چار گواہوں کی مدد سے اسے ثابت نہ کرسکے تو اس کی شَرعی سزا "حدِّ قَذْف" ہے یعنی سلطانِ اسلام یا قاضیِ شَرع کے حکم سے اسے 80 کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کا اُخروی نقصان بھی سن لیجئے، چنانچہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی

* مُدیر (Chief Editor) ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ یعنی کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔ (معجم کبیر، 3/168، حدیث:3023) فیض القدیر میں ہے: یعنی اگر بالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔ (فیض القدیر، 2/601، تحت الحدیث:2340) **ہوٹل ملازم نے خود کو آگ لگا دی** کسی پر جھوٹا اِلزام لگانا بہت آسان سمجھا جاتا ہے لیکن جس پر اِلزام لگا بسا اوقات اس کی نسلیں بھی متاثر ہوتی ہیں، ذرا سوچئے جس کی اولاد کو یہ طعنہ ملے کہ تمہارا باپ چور(Thief) ہے اس کے دل پر کیا گزرے گی؟ 30 مارچ 2018ء کو پنجاب پاکستان کے کسی شہر کے ایک ہوٹل میں افسوس ناک واقعہ پیش آیا، میڈیا رپورٹ کے مطابق ہوٹل مالک نے اپنے 32 سالہ ملازم پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے بچّوں کے لئے یہاں سے چاول چوری کئے ہیں اور سب کے سامنے اس کی بڑی بے عزّتی کی جس پر دلبرداشتہ ہو کر ملازم نے خود کو آگ لگالی (جو یقیناً غلط ردِّ عمل تھا)۔ دوسرے ہوٹل ملازمین نے آگ بجھائی اور اسے تشویشناک حالت میں لاہور منتقل کر دیا گیا۔ **جھوٹے اِلزامات لگانے والوں کا انجام** جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرئیل علیہ السَّلام سے اُن کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ اِلزامِ گناہ لگانے والے ہیں۔ (شرح الصدور، ص184) **مُفلس کون؟** تمام نبیوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے اِستفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے عرض کی: ہم میں مفلس (یعنی غریب مسکین) وہ ہے جس کے پاس نہ دِرہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔ ارشاد فرمایا: میری اُمّت میں مُفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے فُلاں کو گالی دی ہو گی، فُلاں پر تہمت لگائی ہو گی، فُلاں کا مال کھایا ہو گا، فُلاں کا خون بہایا ہو گا اور فُلاں کو مارا ہو گا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصّہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمّے آنے والے حُقوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، ص1069، حدیث:6578) **توبہ کرلیجئے** اس سے پہلے کہ دنیا سے رُخصت ہونا پڑے تہمت و بہتان سے توبہ کر لیجئے، "بہارِ شریعت" حصّہ 16 صفحہ 538 پر ہے: بُہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور مُعافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جُھوٹ کہا تھا جو فُلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (بہارِ شریعت، 3/538) نفس کے لئے یقیناً یہ سخت گراں (Heavy) ہے مگر دنیا کی تھوڑی سی ذِلّت اٹھانی آسان جبکہ آخرت کا مُعاملہ انتہائی سنگین ہے، خدا عزَّوجلَّ کی قسم! دوزخ کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص712)

عید کے دن فوت شُدہ مسلمانوں کو یاد رکھئے

منقول ہے: جو شخص عید کے دِن تین سو مرتبہ "سُبْحٰنَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ" پڑھے اور فوت شُدہ مسلمانوں کی اَرْواح کو اِس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا، اللہ تعالٰی اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ (یہ وِرْد دونوں عیدوں میں کیا جا سکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب، ص308)

www.dawateislami.net

مولانا محمد عمران عطاری

شبِ براءت اور آتش بازی

میرا بچپن اور جوانی کے ابتدائی ایام باب المدینہ (کراچی) کے اولڈ سٹی ایریا میں گزرے، ہمارے ہاں یہ بات مشہور تھی کہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرھویں رات پٹاخوں کی رات ہے۔ جب یہ رات آتی تو نوجوان ایک دوسرے کو یہ کہتے کہ **"پٹاخوں کی رات آگئی، پٹاخوں کی رات آگئی۔"** میں دیکھتا تھا کہ کئی جگہوں پر شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کا چاند نظر آتے ہی آتش گیر مادہ، بارود، پٹاخے اور آتش بازی کا دیگر سامان پسِ پردہ سجا کر رکھا جاتا جسے خرید کر بچے بے دریغ استعمال کرتے۔ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرھویں رات آنے سے قبل ہی ماں باپ بچوں کو یہ سامان خریدنے کے لئے رقم دیتے اور کچھ خود ہی خرید کر لے آتے۔ جب یہ رات شروع ہوتی تو چاروں طرف سے آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔

اسی ماحول میں ایک وقت گزارا، پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے غالباً 1991ء میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول میسر آیا، مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد پتا چلا کہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرھویں شب پٹاخے کی رات نہیں بلکہ جہنم کی آگ سے **براءت (چھٹکارے) کی رات** ہے۔ اس طرح کے فرامینِ مصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بھی آگاہی ہوئی: 1 میرے پاس جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالٰی جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر مشرک اور عداوت (دشمنی) والے اور رشتہ کاٹنے والے اور (تکبّر کے ساتھ ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔ (شعب الایمان، 3/383، حدیث: 3873) 2 جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام (یعنی عبادت) کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ بے شک اللہ تعالٰی غروبِ آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماتا اور کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ اُسے بخش دوں! ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اُسے عافیت عطا کروں! ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! اور یہ اُس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔ (ابن ماجہ، 2/160، حدیث: 1388) انہی فضائل کی وجہ سے شبِ براءت کے موقع پر اکثر مساجد میں شب بیداری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عاشقانِ رسول عبادت کے ساتھ ساتھ ایسے پسندیدہ کام بھی کرتے ہیں مثلاً قراٰن خوانی کرنا، اپنے مرحومین اور دیگر مسلمانوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلانا، قبرستان حاضر ہونا اور فاتحہ پڑھنا، فقرا و مساکین کی مدد کرنا وغیرہ۔ ان نیک اعمال سے ایمان کو تقویت ملتی، قلبی و روحانی سکون ملتا اور آخرت کی تیاری کا سامان ہوتا ہے۔

شبِ براءت کیسے گزاریں؟ شبِ براءت میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں اس لئے **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول میں 14 شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کو بھی روزہ رکھا جاتا ہے تاکہ اعمال نامے کے آخری دن بھی روزہ ہو۔ 14 شعبان کو مساجد میں عصر کی نماز باجماعت پڑھ کر وہیں نفل اعتکاف کیا جاتا ہے تاکہ اعمال نامہ تبدیل ہونے کے آخری لمحات میں مسجد کی حاضری، اعتکاف اور انتظارِ نماز وغیرہ کا ثواب لکھا جائے۔ غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ نمازِ مغرب باجماعت ادا کرنے کے بعد چھ نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی جاتی ہے اور دعائے نصف شعبان بھی پڑھی جاتی ہے یوں شبِ براءت کا آغاز ہی نیکیوں سے کیا جاتا ہے۔ (ان نوافل کو ادا کرنے کا طریقہ امیرِ اہلِ سنت کے رسالے **"آقا کا مہینا"** (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے پڑھ لیجئے اسی میں دعائے نصف شعبان بھی ہے) اس کے بعد عاشقانِ رسول کھانا کھاتے ہیں، نمازِ عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہے، پھر اجتماعِ ذکر و نعت کا آغاز ہو جاتا ہے، میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَكَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **"مدنی مذاکرہ"** فرماتے ہیں، مبلغینِ دعوتِ اسلامی سنتوں بھرے بیانات کرتے ہیں، اجتماع کے اختتام پر پندرہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے روزے کے لئے سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے، شرکائے اجتماعات

www.dawateislami.net

نمازوں کی پابندی اور سنتوں بھری زندگی گزارنے کے عزم کے ساتھ گھروں کو جاتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شب براءت بڑی عظمتوں اور برکتوں والی رات ہے مگر افسوس! صد افسوس! آج بھی ہمارے معاشرے میں شب براءت کے بارے میں درست معلومات نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک تعداد اس رات کو غفلت بلکہ گناہوں میں گزارتی اور اس کی برکتوں سے محروم ہو جاتی ہے، جس میں آخرت کا سخت نقصان ہے۔ ایسے لوگوں کو **دنیاوی نقصانات** کا بھی سامنا ہوتا ہے جس کا اندازہ اخبارات کی مندرجہ ذیل خبروں سے لگایا جاسکتا ہے: ● 10 مئی 2016ء، مرکز الاولیاء (لاہور، پاکستان) ایک بچے نے ماچس پٹاخہ چلا کر ہمسائے کے گھر پھینک دیا، جس سے گھر میں آگ لگنے سے لاکھوں روپے مالیت کا سامان جل کر تباہ ہو گیا۔ ● 23 مئی 2016ء، رانی پور (باب الاسلام سندھ، پاکستان) میں پٹاخوں سے بجلی کی تاریں جل گئیں۔ ● تھل (پاکستان) ماچس پٹاخے سے جھگی میں آگ لگ گئی، 5 سالہ بچہ آگ سے جھلس کر جاں بحق ہو گیا۔ ● 07 فروری 2010ء، یوپی ہند کے علاقے سلطانپور میں پٹاخوں سے چھپر میں آگ لگ گئی اور ایک ہی خاندان کے 14 افراد زندہ جل گئے۔ ● 12 نومبر 2015ء کٹیہار، ہند میں پٹاخوں سے دو گھروں میں آگ لگ گئی، جس سے دونوں گھر جل کر راکھ ہو گئے۔

پٹاخوں کے علاوہ اب تو دنیا بھر میں **آتش بازی** کا ایک عجیب و غریب سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ دنیا بھر میں آتش بازی کا مظاہرہ کرنے کے لئے کی جانے والی سالانہ خرید و فروخت کی رقم کا مجموعی طور پر تخمینہ سامنے لایا جائے تو کروڑوں ڈالر (اربوں روپے) بنے گا۔ دنیا بھر میں آتش بازی کے واقعات میں سالانہ سینکڑوں افراد ہلاک اور کئی لاکھ زخمی ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعات مختلف قومی و مذہبی تہواروں اور سالِ نو کے جشن پر کی جانے والی آتش بازی کے دوران پیش آتے ہیں۔ چند اخباری رپورٹس ملاحظہ فرمائیے: ● یکم جنوری 2005ء، ارجنٹائن کے دارالحکومت بیونس آئرس میں آتش بازی کے نتیجے میں آگ لگ گئی، کم از کم 200 افراد جل کر ہلاک اور 400 سے زائد شدید زخمی ہو گئے ● 2002ء، برطانیہ میں نیو ایئر نائٹ کی آتش بازی نے 1362 افراد کو متاثر کیا، متعدد لوگ اپنے اعضا سے محروم ہوئے، چالیس گھروں کو آگ لگی، 500 گاڑیاں تباہ، 4825 جانور جل کر مر گئے ● 2004ء، پیراگوئے میں آتش بازی کے سبب 400 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ● نیدرلینڈ کے ایک شہر میں آتش بازی کی فیکٹری میں 900 کلو دھماکے دار مواد پھٹنے سے 23 افراد ہلاک جبکہ 947 زخمی ہو گئے۔ دھماکے سے 100 ایکڑ اراضی تک بڑی تباہی ہوئی، 15 گلیوں پر مشتمل 1500 عمارتوں کو نقصان پہنچا، جبکہ 400 گھر مکمل تباہ ہو گئے۔ تباہی کے سبب 1250 افراد بے گھر ہو گئے۔ نقصان کا تخمینہ (اندازہ) 454 ملین یورو، یعنی 50 کروڑ 94 لاکھ 56 ہزار ڈالرز لگایا گیا ہے۔

آتش بازی کا شرعی حکم امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییعِ مال (مال کو ضائع کرنا) ہے، قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا: قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ-وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ ﴾ (پ15، بنی اسرائیل: 26-27) (ترجمۂ کنزالایمان: اور فضول نہ اڑا بیشک اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے)“ (فتاویٰ رضویہ، 23/279)

آتش بازی کا موجد کون؟ آتش بازی کے متعلق مشہور یہ ہے کہ نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اُس نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہو گئی تو اسکے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر اُن میں آگ لگا کر حضرت خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف پھینکے۔ (اسلامی زندگی، ص77)

اس لئے خود بھی اس سے بچئے اور اپنے بچوں کو بھی بچائیے۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ خدارا اپنے حال پر رحم فرمائیے، دنیا و آخرت کے نقصانات سے بچنے کے لئے اپنے اندر تبدیلی لائیے۔ آنے والی شبِ براءت کے مبارک لمحات کو پٹاخوں اور آتش بازی میں برباد کرنے کے بجائے عبادت میں گزاریئے اور دن کا روزہ بھی رکھئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

www.dawateislami.net

شب براءت کے پٹاخے

محمد عباس عطاری مدنی

پیارے بچو! شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے، اس مہینے کی 15ویں رات کو "شب براءت" کہا جاتا ہے کیوں کہ "یہ مُبارک شب (یعنی رات) جہنّم کی بھڑکتی آگ سے براءت (یعنی چھٹکارا) پانے کی رات ہے۔"

لیکن بچو کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسی اہم رات میں کچھ نادان مسلمان اللہ پاک کی عبادت کرنے کے بجائے پٹاخے چھوڑ کر اللہ پاک کی نافرمانی کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آتش بازی (Fireworks) نمرود بادشاہ کی ایجاد (Invention) ہے نمرود کافر اور ظالم بادشاہ تھا جس نے اللہ پاک کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈال دیا تھا۔

ہمارے امیر اہل سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ آتش بازی کے نقصانات بیان کرتے ہیں: آتش بازی کا نمرود کی ایجاد ہونا ایک تو یہی آفت (مصیبت)، پھر یہ کہ عبادت کرنے والے مسلمان اس سے پریشان (Disturb) ہوتے ہیں، اس میں پیسے ضائع ہوتے ہیں، اس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے کپڑے جل جاتے ہیں، کبھی بدن کبھی گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور کبھی تو فیکٹریوں میں دھماکے ہو جاتے ہیں! شب براءت پر کی جانے والی آتش بازی شرعی اور قانونی جرم، حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 شعبان المعظم 1438ھ)

پیارے بچو! اس مبارک دن اور رات کو آتش بازی کرنے کے بجائے اپنے پیارے اللہ پاک کی عبادت میں گزار کر اچھے مسلمان ہونے کا ثبوت دیجئے۔

پیامِ امامِ اَہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے ایک مکتوب میں ہے: شب براءت قریب ہے، اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرتِ عزّت میں پیش ہوتے ہیں۔ مولا عزّوجلّ بطفیل حضورِ پُر نور، شافعِ یومُ النُّشور صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمانوں کے ذُنُوب (یعنی گناہ) معاف فرماتا ہے مگر چند، ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دُنیوی وجہ سے رَنجِش رکھتے ہیں، فرماتا ہے: "ان کو رہنے دو، جب تک آپس میں صُلح نہ کرلیں۔" لہٰذا اہلِ سنّت کو چاہئے کہ حتَّی الْوَسع قبلِ غروبِ آفتاب 14 شعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کر لیں، ایک دوسرے کے حُقُوق ادا کر دیں یا معاف کرا لیں کہ بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی حُقُوقُ الْعِباد سے صحائفِ اَعمال (یعنی اعمال نامے) خالی ہو کر بارگاہِ عزّت میں پیش ہوں۔ حُقُوقِ مولیٰ تعالٰی کے لئے توبۂ صادقہ (یعنی سچی توبہ) کافی ہے۔ (حدیث پاک میں ہے:) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ (یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ، 4/491، حدیث: 4250)) ایسی حالت میں بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی ضرور اس شب میں اُمّیدِ مغفرتِ تامّہ (یعنی مغفرت کی پکّی امید) ہے بشرطِ صحّتِ عقیدہ۔ (یعنی عقیدہ درست ہونا شرط ہے) وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم۔ (اور وہ گناہ مٹانے والا رحمت فرمانے والا ہے) (آقا کا مہینا، ص12، 13، بحوالہ کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/356، 357)

www.dawateislami.net

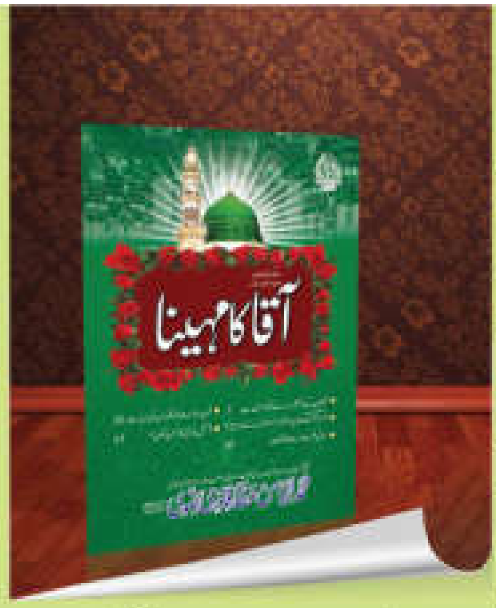

شعبان المعظم بہت ہی مبارک مہینا ہے، پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "شعبان میرا مہینا ہے۔"[1] اس مہینے کی 15ویں رات بہت اہم ہے۔ اس رات رحمتوں کی خوب برسات ہوتی ہے، حدیثِ پاک میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ پاک خانۂ کعبہ کی طرف سال میں ایک پل کے لئے خصوصی نظرِ کرم فرماتا ہے اور وہ نصف شعبان کی رات میں ہے، اس وقت مومنوں کے دل خانۂ کعبہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔"[2]

پیارے اسلامی بھائیو! اس مبارک رات میں اللہ پاک لاکھوں لاکھ گناہ گاروں کی بخشش فرماتا ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوتی، احادیثِ مبارکہ کے مطابق وہ لوگ یہ ہیں: (1) شراب کا عادی (2) ماں باپ کا نافرمان (3) زنا کا عادی (4) قطعِ تعلق کرنے والا (5) چغل خور[3] (6) کافر (7) عداوت رکھنے والا[4] (8) قاتل[5] اور (9) گانے بجانے والا۔[6] تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر ان میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہیں تو اس سے خاص طور پر اور دیگر گناہوں سے بھی فوراً اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کیجئے اور اگر کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے سچے دل سے معافی مانگئے۔ شبِ براءت میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں، نہ جانے کس کی قسمت میں کیا لکھ دیا جائے، جن سے ممکن ہو 14 شعبان کا روزہ رکھ لیجئے اور عصر کی نماز باجماعت کے بعد سے ہی ذکر و اذکار میں مصروف ہو جائیے، نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کر کے ادا کیجئے، ان نوافل کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہ درازیِ عمر بالخیر، بلاؤں سے حفاظت اور غیروں کی محتاجی سے بچت نصیب ہوگی۔ ان نوافل کا طریقہ و تفصیل شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے "آقا کا مہینا" میں پڑھئے۔ اس رسالے کو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

(1) جامع صغیر، ص:301، حدیث:4889 (2) کنز العمال، جز12، 6/96، رقم:34708 (3) فضائل الاوقات، 1/130، حدیث27 (4) شعب الایمان، 3/381، حدیث:3830 (5) مسند امام احمد، 2/589، حدیث:6653 (6) مکاشفۃ القلوب، ص636۔

اپنی سہولت کے مطابق علم دین سیکھئے

QURAN TEACHER

(Mobile Application)

جس میں آپ کے لئے:

نو مسلم کورس | حفظِ قرآن پاک | درسِ نظامی

طہارت کورس | فیضانِ فرض علوم کورس | قربانی کے احکام

نماز کورس

اور بہت کچھ۔۔۔

اس ایپلی کیشن کو آج ہی Google Play سے ڈاؤن لوڈ کیجئے

www.dawateislami.net/downloads

عُرس مبارک (شعبان المعظم)

حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یکم شعبان المعظم 204ھ	حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 02 شعبان المعظم 150ھ	حضرت سیدنا لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ 21 شعبان المعظم 673ھ	برادرِ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ 21 شعبان المعظم 1358ھ

www.dawateislami.net

قبرستان کی حاضری

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے دنیا میں بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، 2/252، حدیث:1571) اس حدیث پاک کے تحت حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جس شخص کا دل سخت ہوگیا ہو زیارتِ قبور اس کے لئے ایک عمدہ دوا ہے۔ (فیض القدیر، 5/71)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قبرستان میں حاضر ہو کر فاتحہ وغیرہ پڑھنا ایک ایسی نیکی ہے جو اگرچہ نفس پر کچھ گراں گزرتی ہے

ابو الحسنین عطاری مدنی

لیکن اس کے لئے کوئی خاص مشقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ دیگر مواقع کے علاوہ شبِ براءت میں قبرستان جانا بھی سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت ہے (ترمذی، 2/183، حدیث:739) اور ہمارے یہاں بھی عموماً شبِ براءت میں قبرستان کی حاضری کا رواج ہے۔ یہ ایک اچھا عمل ہے لیکن اسے صرف شبِ براءت تک محدود نہ کیا جائے بلکہ عام دنوں اور بالخصوص روزِ جمعہ قبرستان کی حاضری کو اپنا معمول بنانا چاہئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے دل گناہوں سے اُچاٹ ہوگا اور فکرِ قبر و آخرت پیدا ہوگی۔ **مزارات کی زیارت** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم شہدائے احد کی مبارک قبروں کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور یوں سلام فرماتے: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے) حضرات ابو بکر و عمر اور عثمان غنی رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا بھی یہی معمول تھا۔ (در منثور، 4/640) **سب قبر والوں کو**

آسان نیکیاں

سفارشی بنانے کا عمل مدینے کے سلطان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص قبرستان میں جا کر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھے، پھر یہ کہے: اے اللہ! میں نے جو کچھ قرآن پڑھا اس کا ثواب اِس قبرستان کے مومن مردوں اور عورتوں کو پہنچا تو وہ سب (قیامت کے دن) اس (ایصالِ ثواب کرنے والے) کی شفاعت کریں گے۔ (شرح الصدور، ص311) **قبورِ والدین کی زیارت کی فضیلت** سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: جو شخص ہر جُمُعہ کو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے، اس کی مغفرت کردی جائے گی اور اُسے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔ (شعب الایمان، 6/201، حدیث:7901) یہاں جُمُعہ سے مراد یا تو جُمُعہ کا دن ہے یا پورا ہفتہ، بہتر ہے کہ ہر جُمُعہ کے دن والدین کی قبور کی زیارت کیا کرے، اگر وہاں حاضری میسر نہ ہو تو ہر جُمُعہ کو ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا کرے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/526)

قبرستان کی حاضری کے آداب

مزار شریف یا قبر کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہوں ❁ قبرستان جا کر اس طرح سلام کریں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (ترمذی، 2/329، حدیث:1055) ❁ قبر کو بوسہ نہ دیں، نہ قبر پر ہاتھ لگائیں بلکہ قبر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو جائیں ❁ قبر پر پاؤں رکھنے یا سونے سے قبر والے کو ایذا ہوتی ہے لہٰذا کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے، روندنے، قبر پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے سے بچیں۔ یاد رکھئے! دوسری قبروں پر پاؤں رکھے بغیر ماں باپ وغیرہ کی قبروں تک نہ جاسکتے ہوں تو دور ہی سے فاتحہ پڑھنا ہوگا، مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنا حرام ہے۔ ❁ قبر کے اوپر اگربتی نہ جلائیں کہ بے ادبی ہے اور اس سے میّت کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ قبر کے پاس خالی جگہ ہو تو وہاں رکھ سکتے ہیں، جبکہ وہ خالی جگہ ایسی نہ ہو کہ جہاں پہلے قبر تھی اب مٹ چکی ہے۔ (ملخص از قبر والوں کی 25 حکایات)

قبرستان کی حاضری کے مزید فضائل اور آداب وغیرہ جاننے کے لئے امیر اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے "قبر والوں کی 25 حکایات" کا مطالعہ فرمائیے۔

www.dawateislami.net

فرض

غریبوں کی مدد کیجئے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

اللہ پاک نے اپنی کامل قدرت اور حکمت سے اس کائنات کو پیدا فرماکر انسانوں کو اس میں بَسایا۔ پھر انسانوں میں سے کسی کو مالدار تو کسی کو غریب و نادار، کسی کو طاقتور تو کسی کو کمزور بنایا ہے۔ یہ اللہ پاک کی تقسیم ہے اس پر ہر ایک کو راضی رہنا چاہئے۔ مگر بد قسمتی سے مالداروں کی ایک تعداد ہے جو اپنے مال کو اللہ پاک کی رضا کے لئے غریبوں اور مسکینوں میں خرچ کرنے کے بجائے اسے اپنے فن اور طاقت کا کمال سمجھ کر روکے بیٹھی ہے اور دوسری طرف غریب و نادار لوگوں کی بھی ایک تعداد ہے جو اپنی غربت و ناداری پر صبر کرنے کے بجائے شکوہ و شکایت کرتی نظر آتی ہے۔ اسی غربت کے سبب ملک و بیرونِ ملک میں خودکشی کے واقعات بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ والدین اپنی گود میں پلنے والی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں قتل کرکے خود بھی خودکشی کر رہے ہیں۔

یاد رکھئے! خودکشی گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ خودکُشی کرنے والے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری جان چھوٹ جائے گی حالانکہ اس سے جان چھوٹتی نہیں بلکہ نہایت بُری طرح پھنس جاتی ہے جیسا کہ مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان، رسولِ ذیشان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص جس چیز کے ساتھ خودکُشی کرے گا وہ جہنّم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری، 4/289، حدیث:6652) **خودکشی کا ایک سبب** خودکشی کے کئی اَسباب ہیں، جن میں سے ایک سبب تنگدستی اور فقر و فاقہ ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مَدَنی مذاکرے میں خودکشی کی روک تھام کے لئے ایک مَدَنی پھول عطا فرمایا ہے: "مخیر حضرات جنہیں اللہ پاک نے مال دیا ہے وہ اپنی آمدنی سے ان غریب لوگوں کی مدد کریں۔" میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً ہر خاندان میں اس طرح کے کئی افراد ہوتے ہیں جنہیں اللہ پاک نے مال و اسباب عطا کئے ہوتے ہیں، اگر وہ اس مَدَنی پھول پر عمل کرتے ہوئے اپنے خاندان کے غریب لوگوں کی ماہانہ مدد کریں یا ان کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کریں تو اِن شآءَ اللہ عزَّوجلَّ خودکُشی کے ذریعے حرام موت مرنے کے واقعات کی کچھ روک تھام ہوجائے گی۔ **صدقے کی فضیلت** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے، اور بلاشبہ مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔ (شعب الایمان، 3/212، حدیث:3347) **دُگنا ثواب** رشتہ داروں کی مالی مدد کرنے میں نفلی صدقے کے ساتھ ساتھ صِلۂ رحمی کا ثواب بھی ملتا ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قرابت دار (قریبی رشتہ دار) پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔ (ترمذی، 2/142، حدیث:658) اسی طرح ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے گھرانے بھی ہیں جو اپنے زائد اخراجات کو کم (Reduce) کرکے ماہانہ آٹھ دس ہزار یا جتنا بھی ممکن ہوسکے کسی غریب گھرانے کو دے کر ان کی مدد کرسکتے ہیں۔ اپنے زائد اخراجات پر کنٹرول کرکے یہ رقم بچانا ان لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن غریبوں کا بہت بھلا ہوجائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کئی لوگ جو خودکُشی کا سوچ رہے ہوں تو اللہ پاک کی رَحمت سے آپ انہیں بچانے میں کامیاب ہوجائیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے جیسے اُس نے ساری عُمر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ (کنز العمال، 6/189، رقم:16453)

میری تمام عاشقانِ رسول اور دَرد مند مسلمانوں سے **فریاد** ہے کہ آپ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے کسی غریب کے گھر کا کچھ نہ کچھ خرچ اپنے ذِمے لیں، ہوسکتا ہے کہ آپ کے اس تعاون کی وجہ سے غربت کی لپیٹ میں آکر مرجھانے والی کلیاں دوبارہ کِھل اُٹھیں۔

www.dawateislami.net

ہر نیکی صدقہ ہے

مفتی محمد شفیق عطاری مدنی

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، وَمَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ كُتِبَ لَهُ صَدَقَةٌ“

ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو بھی چیز اپنی جان اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس پر بندے کے لئے صدقے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(مستدرک،2/358،حدیث:2358)

یہ حدیثِ مبارک اپنے مضمون و مفہوم کے اعتبار سے بہت وُسعت رکھتی ہے اور اس میں غریب سے غریب شخص کے لئے بھی صدقہ کی بشارتیں ہیں کیونکہ صدقہ جس طرح مال کے ذریعے ہوتا ہے ایسے ہی نیکی کے کاموں کے ذریعے بھی ہوتا ہے یعنی صدقہ کا ثواب اسے مل جاتا ہے۔

ہر بھلائی صدقہ ہے

علامہ قَسْطلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: ہر وہ اچھا کام جو انسان کرتا ہے یا جو اچھی گفتگو کرتا ہے جس کو شریعت نے پسند فرمایا یا ناپسند بات سے منع کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ لکھی جاتی ہے۔(ارشاد الساری،13/54) ایک روایت میں ہے: ہر بھلائی صدقہ ہے وہ بھلائی امیر کے ساتھ ہو یا غریب کے ساتھ۔(حلیۃ الاولیاء،3/57،رقم:3155) امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہر نیکی صدقہ ہے یعنی جو بھی اچھا کام کرے گا تو اس کا ثواب مال صدقہ کرنے والے کے ثواب کی مثل ہے۔

(الدیباج للسیوطی،3/77)

کیا صدقہ صرف مال سے ہی ہوتا ہے؟

علامہ ابنِ رجب حنبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: غریب صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ صدقہ صرف مال سے ہی ہوگا اور وہ مال سے محروم ہیں تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں خبر دی کہ نیکی اور بھلائی کے تمام کام صدقہ ہیں۔ جس صدقے میں مال خرچ نہیں کرنا پڑتا اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) جس کا فائدہ مخلوق کو پہنچتا ہے اور یہ مخلوق پر صدقہ ہوتا ہے جو بسا اوقات مال صدقہ کرنے سے افضل ہوتا ہے اس کی مثال نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالٰی کی اطاعت کی طرف بلانا اور گناہوں سے روکنا ہے اور یہ مال سے ملنے والے منافع سے بہتر ہے کسی کو علمِ نافع سکھانا قرآن پاک پڑھانا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا لوگوں کو فائدہ دینے اور اُن سے اذیت دور کرنے والے کاموں میں جلدی کرنا اور مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی اسی میں شامل ہیں۔

(2) جس کا فائدہ کرنے والے کو ملتا ہے جیسے تسبیح تکبیر یعنی اَللہُ اَکْبَر، سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا، اِسْتِغْفَار کرنا مسجد کی طرف جانا بھی صدقہ ہے اور ان میں سے اکثر اعمال مالی صدقات سے افضل ہیں کیونکہ یہ اُن غریب صحابہ کے جواب میں فرمائے گئے ہیں جنہوں نے اَغْنِیا کے مال کو خرچ کرکے سبقت لے جانے پر غمگین ہو کر سوال کیا تھا۔(جامع العلوم والحکم، ص295-300)

www.dawateislami.net

صدقہ وخیرات

حامد سراج عطاری مدنی

جس طرح آخرت میں فائدہ دینے والے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا شریعت کو مطلوب ہے اسی طرح ایک دوسرے کی دُنیوی پریشانیوں اور اُلجھنوں کو دور کرنے پر بھی اَجر و ثواب کی خوشخبری ہے۔ اسلام نے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کا بھی ذہن دیا ہے۔ اس کی برکت سے معاشرے کے مفلس اور نادار افراد اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ دوسروں

کی مالی مُعاوَنت کرنے والوں کو رضائے الٰہی جیسی عظیم دولت ملنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ بخیل سے لوگوں کی طبیعتیں بیزار رہتی ہیں۔ صدقہ و خیرات اُخروی و معاشرتی فوائد کے ساتھ ساتھ بیماریوں اور حادثات سے بچت کا ذریعہ بھی ہے جیسا کہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: صَدَقہ دو اور صَدَقے کے ذَریعے اپنے مریضوں کا مُداوا کیا کرو بے شک صَدَقہ حادِثات اور بیماریوں کی روک تھام کرتا ہے اور یہ تمہارے اعمال اور نیکیوں میں اِضافے کا باعث ہے۔ (شعب الایمان، 3/282، حدیث: 3556)

رَمضان میں صدقات کی کثرت دوسروں کی مالی مدد کا سلسلہ یوں تو سارا سال ہی رہتا ہے لیکن بالخصوص رَمضانُ المبارک میں کئی عاشقانِ رسول صدقہ و خیرات سے نادار مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔ نفلی صدقات کے ساتھ ساتھ ماہِ رمضان میں صدقاتِ واجبہ مثلاً صدقۂ فطر اور زکوۃ کی ادائیگی کی طرف بھی اکثریت مائل ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ زکوۃ کی ادائیگی فرض ہوجانے کے بعد رمضان کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اسی وقت ادا کردی جائے۔ ثوابِ آخرت کے ساتھ ساتھ زکوۃ کے دنیوی فوائد بھی ہیں مثلاً:

اسلامی بھائی چارے کا فروغ جب مالدار شخص زکوۃ ادا کرکے کسی غریب اور تنگ دست آدمی کی مدد کرتا ہے تو ایک جانب اس کی مالی معاونت ہوتی ہے تو دوسری جانب دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی اور حسنِ سلوک کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اسلامی بھائی چارے کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔

اَخلاق میں بہتری کا سبب زکوۃ ادا کرنے والے کے اَخلاق میں بہتری آجاتی ہے۔ مال سے محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں خود پر جبر کرتے ہوئے، ہزار محنتوں اور مشقتوں سے کمائے ہوئے مال کو محض حکمِ الٰہی پر عمل کرنے کے لئے زکوۃ کی صورت میں خرچ کرنے سے دل مال کی محبت سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں مال کی اُلفت، دولت کی حرص اور دنیا کی ہوس کی جگہ اِنْفَاق فِی سَبِیْلِ اللہ، صبر اور شکر جیسی عمدہ صفات پیدا ہوتی ہیں جو اچھے اَخلاق والوں کا حصّہ ہیں۔

صحت مند معاشرے کی تشکیل زکوۃ کی ادائیگی سے ایک صحت مند اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ کیونکہ معاشرے کی بدحالی کا بنیادی سبب محتاجی ہے جس کی وجہ سے اَخلاقی بدحالی، سماجی تباہی، تہذیبی پسماندگی اور تعلیم سے دوری نظر آتی ہے۔ اگر زکوۃ کماحقہ مستحق حضرات تک پہنچائی جائے تو معاشرے کے کئی سلگتے ہوئے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

اَلْغَرَض! مولیٰ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی پریشانیوں سے بچانے کے لیے زکوۃ جیسا شاندار نظام عطا فرمایا ہے، آج بھی اگر تمام صاحبانِ نصاب صدقِ دل اور حسنِ نیت سے زکوۃ نکالنا شروع کردیں تو شاید کوئی مسلمان بھوکا نظر نہ آئے۔

www.dawateislami.net

آسان نیکیاں

مال خرچ کئے بغیر صَدَقے کا ثواب

عبدالماجد نقشبندی عطاری مدنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیثِ مُبارَکہ میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مالی صدقات کے علاوہ بھی کچھ اعمال کو صَدَقہ ارشاد فرمایا ہے جن پر صَدَقے کے ثواب کی بشارت عطا فرمائی ہے، ان میں سے سات اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے: **(1) مسکرانا صَدَقہ ہے:** کسی مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا (جس سے اس کا دل خوش ہو) صَدَقہ ہے۔ (ترمذی، 3/384، حدیث: 1963، مراٰۃ المناجیح، 3/104، ملخصاً) ہمیں ہر مسلمان سے مسکرا کر ملنا چاہئے کہ مسکرانا پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتِ مُبارَکہ ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی، ص136) **(2) بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے:** مسلمان بھائی کو نیکی کی دعوت دینا بھی صدقہ ہے، چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کو بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے۔ (ترمذی، 3/384، حدیث: 1963) **(3) بُرائی سے منع کرنا صَدَقہ ہے:** جس طرح بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے اسی طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کو بُرائی سے روکنا صَدَقہ ہے۔ (ایضاً) **(4) بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صَدَقہ ہے:** مسلمان بھائی کو راستہ بتا کر صَدَقے کا ثواب کمایا جاسکتا ہے جیسا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صَدَقہ ہے۔ (ایضاً) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کوئی بُھولا بھٹکا اُن سے راستہ پوچھ لے تو اُسے تنگ کرنے کے لئے جان بوجھ کر غلط سمت بھیج دیتے اور پھر قہقہے لگا کر ہنستے ہیں یوں نیکی کا موقع ضائع کرکے اُلٹا گناہ کماتے ہیں۔ اللہ کریم ایسی نادانی سے محفوظ رکھے۔ **(5) کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صَدَقہ ہے:** کسی نابینا یا کمزور نظر والے اسلامی بھائی کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کروا دینا یا جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہنچا دینا یا اُس کا کوئی ایسا کام کردینا جس میں وہ کسی دوسرے شخص کا محتاج ہو صَدَقہ ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: تمہارا کسی کمزور نگاہ والے شخص کی مدد کرنا تمہارے لئے صَدَقہ ہے۔ (ایضاً) **(6) تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صَدَقہ ہے:** راستے میں اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہو جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو مثلاً کانٹا یا کیلے کا چھلکا یا پتھر وغیرہ تو اُسے وہاں سے ہٹا دینے میں بھی صَدَقے کا ثواب ہے، چنانچہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹانا صدقہ ہے۔ (ایضاً) اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ مدنی پھول حاصل کریں جو راستے میں شیشے کے ٹکڑے یا لوہے کی نوکیلی چیزیں پھینک دیتے ہیں جس سے لوگوں کے زخمی ہونے یا پھر موٹر سائیکل وغیرہ پنکچر ہونے کا اِمکان (Chance) ہوتا ہے۔ **(7) اپنے ڈول سے پانی ڈال دینا صَدَقہ ہے:** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صَدَقہ ہے۔ (ایضاً) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پانی ڈالنا بطورِ مثال بیان ہوا، مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے ساتھ معمولی سی بھلائی کرنا بھی ثواب ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/103) اللہ تعالٰی ہمیں بھی ان نیکیوں سے صَدَقے کا ثواب کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

www.dawateislami.net

تفسیرِ قرآنِ کریم

زکوٰۃ کی حکمتیں اور آداب

مفتی محمد قاسم عطاری*

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ (پ 1، البقرۃ: 43)

اس آیت میں دین کی بڑی علامت "نماز" کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر کیا اور حدیث میں زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ہر صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض اور نہ دینا حرام و گناہِ کبیرہ ہے اور بلا اجازتِ شرعی ادائیگی میں تاخیر بھی گناہ ہے۔

زکوٰۃ کی حکمتیں

زکوٰۃ کی پہلی حکمت "تقاضۂ توحید کی ادائیگی": جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے تو توحید یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تنہا معبود ہونے کی گواہی دیتا ہے اور توحید کا تقاضا ہے کہ مُوَحِّد (یعنی توحید کے قائل) کے لئے اس یکتا ذات کے سوا کوئی محبوب نہ رہے کیونکہ محبت شرکت قبول نہیں کرتی یعنی یہ نہیں کہ کسی کے برابر درجے کے دو محبوب ہوں بلکہ کامل محبوب ایک ہی ہوتا ہے۔ کامل محبت کا امتحان دوسری محبتوں سے مقابلہ کرنے سے ہوتا ہے کہ کیا بندہ خدا کی محبت پر اپنی محبوب چیز قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے یا نہیں؟ چونکہ بندوں کے نزدیک مال بھی محبوب بلکہ بہت زیادہ محبوب چیز ہے کہ اس کی محبت میں لوگ دوستوں، رشتے داروں تک کو چھوڑ دیتے ہیں اور اسی کی وجہ سے دنیا سے محبت کرتے اور موت سے نفرت کرتے ہیں۔ لہٰذا خدا سے دعویٰ محبت کی سچائی کی تصدیق کے لئے اِسی محبوب مال کو اُس محبوبِ حقیقی کے نام پر قربان کرنے کا حکم دیا گیا جیسے جہاد میں اپنی پیاری جان قربان کرنے سے امتحان لیا جاتا ہے۔ مال کے حوالے سے بعض کاملین نے فرمایا کہ "عوام پر تو شریعت کے حکم سے اڑھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہے لیکن ہم پر تمام مال خرچ کرنا واجب ہے۔" (احیاء العلوم، 1/ 288)

ایسے ہی جذبۂ محبت سے سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غزوۂ تبوک میں اپنا تمام مال اور سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا آدھا مال پیش کر دیا۔

زکوٰۃ کی دوسری حکمت "بخل سے نجات": بخل یعنی کنجوسی ہلاک کر دینے والی خصلت ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: (1) ایسا بخل

* دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

www.dawateislami.net

جس کی اطاعت ہو 2 ایسی خواہش جس کی اتباع کی جائے 3 انسان کا اپنے آپ کو اچھا جاننا۔

(شعب الایمان، 1 / 471، حدیث: 745)

بُخْل کی خصلت ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال خرچ کرنے کا عادی ہو جائے کیونکہ کسی چیز کی محبت اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے کہ انسان اس کے چھوڑنے پر نفس کو مجبور کرے یہاں تک کہ اس کی عادت بن جائے۔ زکوٰۃ کا معنیٰ "پاک کرنا" ہے۔ یہ معنیٰ یہاں بہت خوب صورتی سے پایا جاتا ہے کہ زکوٰۃ صاحبِ مال کو ہلاکت خیز بخل کی برائی سے پاک کر دیتی ہے حتیٰ کہ اتنی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے کہ کاملین و صالحین کا دل زیادہ خرچ کرنے سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے سیّد الکاملین، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عملِ مبارک سے ظاہر ہے کہ جب دوسروں کو عطا فرماتے تو چہرہ مبارک خوشی سے جگمگا اٹھتا۔ ؎

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

زکوٰۃ کی تیسری حکمت "نعمت کا شکر ادا کرنا": چونکہ اللہ عزَّوجلَّ نے اپنے بندے کو مال دے کر اُس پر انعام فرمایا ہے لہٰذا اُس مال کو اُس کے حکم پر اُس کی رضا کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرنا نعمتِ مال کا شکر ہے۔

زکوٰۃ دینے والے کے لئے چند آداب

1 زکوٰۃ کی اوپر بیان کردہ حکمتوں کو اپنے ذہن میں رکھے اور نفس کا محاسبہ کرے مثلاً کیا میں حکمِ خدا پر راضی خوشی مال دیتا ہوں؟ کیا راہِ خدا میں مال خرچ کرنا میرے نفس پر آسان ہے کہ یہ بخل سے نجات کی علامت ہے؟ کیا میرے زکوٰۃ دینے نے اس مُہلک مرض بخل سے مجھے نجات دی؟ کیا میرے زکوٰۃ دینے میں پروردگار کی نعمت پر شکر کا جذبہ موجود ہے؟

2 سال گزرنے یعنی زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے ہی حکمِ الٰہی کی طرف اپنی رغبت سے زکوٰۃ ادا کر دے تاکہ فقرا کے دلوں میں جلد خوشی داخل ہو نیز تاخیر کی وجہ سے بعد میں دینے میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آجائے۔

3 دل میں ریاکاری یا کسی دوسرے باطنی مرض کا اندیشہ پائے تو پوشیدہ طور پر زکوٰۃ دے۔

4 اگر علانیہ صدقہ دینے سے لوگوں کو ترغیب ملے گی تو ظاہری طور پر صدقہ دے اور اپنے باطن کو ریاکاری سے بچائے۔

5 احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقہ وزکوٰۃ برباد نہ کرے۔ احسان جتانے سے مراد یہ ہے کہ صدقہ دے کر اس کا بلا مقصد تذکرہ کرے اور ایذا دینے سے مراد یہ ہے کہ دینے کے بعد غربت کا طعنہ دے یا کوئی دباؤ ڈالے۔

6 اپنے دینے کو چھوٹا سمجھے کیونکہ احکم الحاکمین، مالک الملک کی بارگاہ میں بڑے سے بڑا نذرانہ بھی کم ہی ہے نیز اگر اپنے دیئے کو بڑا سمجھے گا تو خود پسندی کا شکار ہو گا۔

7 اپنے مال میں سے عمدہ، پسندیدہ اور حلال پاک وصاف مال دے کیونکہ اللہ عزَّوجلَّ پاک ہے اور پاک مال کو ہی پسند فرماتا ہے۔ نہ تو حرام دے کہ وہ بالکل مردود بلکہ سببِ عذاب ہے اور نہ ہی ردی وناکارہ قسم کی چیز صدقے میں دے کہ آدابِ صدقہ کے منافی ہے۔

8 اپنے صدقہ کے لئے ایسے لوگوں کو تلاش کرے جن کے ذریعے صدقہ کو پاکیزگی حاصل ہو جائے جیسے پرہیزگار لوگ یا علما یا سچے محبانِ خدا یعنی ہر نعمت کو خدا کا انعام سمجھنے والے لوگ۔ یونہی سفید پوش کہ اپنی ضرورت چھپاتا ہو یا جو مستحق بال بچوں والا ہو یا کسی مرض یا کسی اور وجہ سے کمانے سے رکا ہوا ہو یا اپنا قریبی رشتہ دار ہو تو یہ صدقہ بھی ہو گا اور صلۂ رحمی بھی اور صلۂ رحمی میں بے شمار ثواب ہے۔ دین داروں کو دینے میں بھی دوگنا ثواب ہے کہ صدقے کا بھی ثواب ہے اور خدمتِ دین میں سہولت فراہم کرنے کا بھی۔

اِن آداب کے ساتھ راہِ خدا میں مال خرچ کیا جائے تو اُس کی برکتیں اور رحمتیں بہت زیادہ نصیب ہوتی ہیں۔

(یہ مضمون احیاء العلوم سے ماخوذ ہے۔)

www.dawateislami.net

ایک کہانی

آگ کے کنگن

Bangles of fire

بنتِ خالد تحسین عطاریہ

آنٹی! امّی جان کہہ رہی تھیں کہ رمضان سے پہلے ہی تمہیں عید کی خریداری (shopping) کروادوں رمضان میں تو باہر نکلنے کا وقت بھی نہیں ملتا، اس لئے آج امی جان آرہی ہیں، میں ان کے ساتھ چلی جاؤں؟ بنتِ ناصر نے اپنی ساس سے پوچھا۔

جی جی بیٹا! فسی خوشی جاؤ لیکن خیال رکھنا یہ موقع خوشیوں کا ہوتا ہے کسی پہ بوجھ ڈالنے کا نہیں، لہٰذا والدہ جو دِلوادیں لے لینا، زیادہ فرمائشیں مت کرنا آخر اب تم ہماری ذمہ داری ہو، شادی کے بعد بہو کا یہ پہلا رمضان تھا تو فاطمہ آپا نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ سمجھانا بھی ضروری سمجھا۔

فاطمہ آپا اپنی سمدھن (بہو کی امی) کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھیں اور ساتھ میں ہلکی پھلکی گفتگو بھی جاری تھی تبھی سمدھن پوچھنے لگی: آپا! زکوٰۃ تو آپ رمضان میں نکالیں گی ناں؟

فاطمہ آپا بولیں: ارے نہیں بہن، سارا سال ہی تو خیرات دیتے رہتے ہیں، کبھی فقیر کو سو پچاس دے دیئے، کبھی مسجد کی پیٹی میں رقم ڈال دی اب الگ سے زکوٰۃ دینے کی کیا ضرورت ہے، ویسے بھی میرا کونسا لمبا چوڑا بینک بیلنس ہے۔

لیکن آپ کے پاس سونا بھی تو ہے ناں آپا، یہ کنگن ہی دیکھ لیں چار پانچ تولے سے کم کے نہ ہوں گے، میرے پاس بھی رقم کہاں ہوتی ہے لیکن زیورات رکھے ہوئے ہیں تو ان کی زکوٰۃ لازمی نکالتی ہوں، سمدھن نے نرمی سے جواب دیا۔

ارے بہن! رقم پاس نہیں، سونا بھی زکوٰۃ میں دے کر ختم کردوں کیا، فاطمہ آپا نے گھبرا کر کہا۔

اس سے پہلے کہ سمدھن کچھ بولتی، بنتِ ناصر اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے بولی: امی جان، اٹھیں! جلدی چلیں، واپس بھی تو آنا ہے۔

سمدھن اور بہو تو بازار کے لئے نکل چکی تھیں لیکن فاطمہ آپا وہیں بیٹھی ہوئی دل ہی دل میں خود کو تسلی دینے لگیں کہ زکوٰۃ تو تب دوں جب میرے پاس دینے کو پیسے ہوں، وہ تو آتے ہیں اور خرچ ہوجاتے ہیں، رہا سونا تو کون سا میری جیولری شاپ ہے وہ بھی زیورات ہی ہیں جو میں پہنتی ہوں۔

اگلے روز فاطمہ آپا ہال میں بیٹھیں ناشتہ کررہی تھیں اور بہو پاس ہی بیٹھی ٹی وی پر مدنی چینل دیکھنے میں مگن تھی، چینل پر "دارُالافتاء اہلِ سنّت" نامی پروگرام جاری تھا جس میں ایک مفتی صاحب اسلامی موضوعات پر سوالات کے جوابات دے رہے تھے، تبھی بذریعہ کال ایک سوال سُن کر فاطمہ آپا

www.dawateislami.net

نے بھی اپنی ساری توجہ اس کی طرف پھیر دی۔

مفتی صاحب! یہ ارشاد فرمائیے کہ عورتوں کے پہننے کے زیورات پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟، کالر کا سوال ختم ہوا تو مفتی صاحب فرمانے لگے: جی بالکل، سونا چاہے زیور کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، پہنتے ہوں یا ایسے رکھا ہو نصاب کو پہنچنے کی صورت میں بہر حال اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ عموماً عورتیں زیورات کے معاملے میں سستی کرتی ہیں اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے پوچھا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی، جی نہیں، آپ نے اِرشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے ڈال دیئے اور یہ کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی ہیں۔ (ابوداؤد، 2/137، حدیث:1563)

لیکن مفتی صاحب زیورات کی زکوٰۃ نکالتے رہیں گے تو ختم نہیں ہو جائیں گے؟ پروگرام کے میزبان نے مفتی صاحب سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جس کی طرف مسلمان عورتوں کو بالکل توجہ نہیں دینی چاہئے میں آپ کو قراٰنِ پاک کی ایک بہت پیاری آیتِ مبارکہ کا ترجمہ بیان کرتا ہوں: ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔ (پ22، سبا:39)

لہٰذا یہ مت دیکھیں کہ مال جا رہا ہے بلکہ یہ دیکھیں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہے! جس نے دیا تھا اسی کی راہ میں جا رہا ہے اور جس نے پہلے دیا تھا وہ دوبارہ بھی دینے پر قادر ہے، مفتی صاحب نے بڑی وضاحت سے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

فاطمہ آپا کو یہ سوال وجواب سن کر اپنے اوپر افسوس ہو رہا تھا کہ کتنے عرصے سے دل کو تسلی دیئے بیٹھی تھی کہ میرے زیور پر زکوٰۃ فرض نہیں، اللہ نہ کرے اسی حالت میں موت آجاتی تو میرا کیا بنتا، مجھ میں تو آگ کے کنگن کی تکلیف برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

بہو بیٹیا میری بات سنو! یہ لو میرے کنگن یہ اللہ پاک و رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے زکوٰۃ میں دیتی ہوں۔

(نوٹ: زکوٰۃ کے احکام تفصیلاً جاننے کے لئے دارُالافتاء اہلِ سنّت کی کتاب "احکامِ زکوٰۃ" مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے۔)

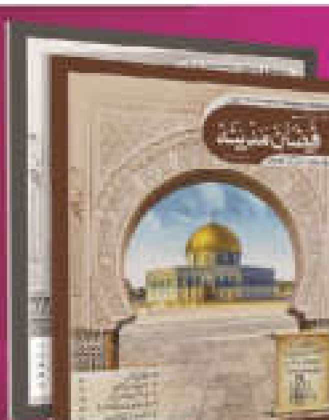

اسلامی بہنوں کے لئے

گھر میں دینی ماحول بنانے کا ایک نسخہ ص62
بلز، رسیدیں اور ضروری کاغذات ص63
جائیداد میں لڑکیوں کو عاق کرنا کیسا؟ ص65
کس صورت میں عورت کا میکا وطنِ اصلی نہیں رہتا ص65

سادہ شمارہ: 40 روپے
رنگین شمارہ: 80 روپے

www.dawateislami.net

دارالافتاء اہلسنت

زکوٰۃ کس مہینے میں ادا کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا زکوٰۃ رجب المرجب کے مہینے میں دینا ضروری ہے یا رمضان میں دینی چاہیے؟ سائل: گلستان انجم (چکوال)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زکوٰۃ کا تعلق رمضان شریف یا رجب المرجب سے نہیں بلکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سال پورا ہونے پر فرض ہوتی ہے یعنی جب آپ صاحبِ نصاب ہوئے اور پھر آپ کے نصاب پر سال گزرا تو اب زکوٰۃ فرض ہو گی چاہے وہ کوئی سا بھی مہینا ہو تاخیر جائز نہیں گناہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص شوال المکرم کی پانچ تاریخ کو صبح دس بجے صاحبِ نصاب ہوا اور پھر اگلے سال اسی مہینے، اسی تاریخ پر صاحبِ نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ لہٰذا اب اسی وقت زکوٰۃ نکالنا فرض ہے تاخیر کرنے والا گنہگار ہو گا۔ اسی طرح اگر صاحبِ نصاب رجب میں ہوا یا رمضان میں تو اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ البتہ اس مہینے کے آنے سے پہلے اگر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو اس میں حرج نہیں جیسے شوال المکرم میں جس پر زکوٰۃ نکالنا فرض ہے وہ اگر رمضان میں دینا چاہے تو درست ہے بلکہ رمضان میں فرض پر عمل کرنے والے کو ستّر گنا بڑھا کر ثواب دیا جاتا ہے اس لئے سال پورا ہونے سے پہلے اگر کوئی رمضان میں ادا کرے تا کہ زیادہ ثواب حاصل کرے تو اچھی بات ہے لیکن اگر کسی کا سال رجب یا شعبان میں پورا ہو رہا ہو اور وہ یہ سوچے کہ ایک دو مہینے بعد رمضان آنے والا ہے میں اس میں دوں گا تو ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ فوراً سال پورا ہوتے ہی زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیْب
مفتی ابوالحسن فضیل رضا العطاری	ابو حذیفہ محمد شفیق العطاری المدنی

(6) زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ قربانی کا نصاب کیا ہے؟ اور زکوٰۃ و قربانی کے نصاب میں کیا فرق کیا ہے؟

سائل: عبد القدیر جلالی (شادی پورہ، مرکز الاولیا، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ضروریاتِ زندگی سے زائد ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی مالیت کے برابر کسی بھی سامان، زمین، دوکان یا پیسوں کا مالک ہونا وجوبِ قربانی کا نصاب ہے۔

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو فرق ہیں قربانی کے نصاب میں مال نامی ہونا اور سال گزرنا شرط نہیں ہے جبکہ زکوٰۃ میں یہ دونوں شرطیں ہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــہ

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

www.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

بیوی کے مال کی زکوٰۃ شوہر ادا کرے گا یا خود بیوی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بیوی کے پاس اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ بنتی ہو تو کیا اس کی زکوٰۃ شوہر ادا کرے گا یا پھر بیوی خود ادا کرے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر بیوی مالکِ نصاب ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا بیوی پر فرض ہے، شوہر پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، البتہ اگر شوہر بیوی کی اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــہ

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

آپ کے سُوالات کے جوابات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ گھر میں اسلامی کتابیں موجود ہوں مثلاً کسی نے گھر میں مدنی لائبریری بنائی اور وہ کتابیں اتنی ہیں کہ زکوٰۃ کے نصاب تک ان کی مالیت پہنچ گئی تو کیا ان کتابوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صرف تین قسم کے اموال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے: (1) ثمن یعنی سونا چاندی تمام ممالک کی کرنسی اور بانڈز بھی اسی میں شامل ہیں (2) مالِ تجارت (3) اور چرائی کے جانور۔

صورتِ مسئولہ میں وہ اسلامی کتابیں جیسا کہ مالِ تجارت نہیں ہیں یعنی ان کو بیچنے کی نیت سے خریدا نہیں گیا ہے، تو ان کتابوں پر زکوٰۃ اصلاً واجب نہیں چاہے وہ لاکھوں کی مالیت ہی کی کیوں نہ ہوں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــہ

عبدہ المذنب محمد فضیل رضا العطاری عفا عنہ الباری

ماہنامہ فیضانِ مدینہ
مارچ 2021ء

علمی مضامین

نعمتیں اور شکر ص04
عزت میں اضافہ ص06
دیدارِ الٰہی ص08
بڑھاپے کی پریشانیاں ص17
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے ص19
مزہ نہ آئے تو ص23
شانِ حبیب بزبانِ حبیب ص25

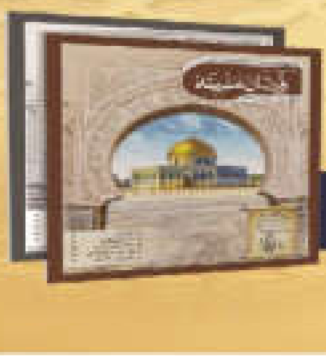

سادہ شمارہ: 40 روپے
رنگین شمارہ: 80 روپے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے

بکنگ کروانے اور گھر بیٹھے حاصل کرنے کے لئے

Call: +9221111252692 Ext:9229-9231,
OnlySms/ Whatsapp: +923131139278,
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

www.dawateislami.net

www.dawateislami.net

تاجروں کے لئے

Rulings of Trade

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

تجارت میں نفع نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ اگر کسی شخص کی دکان ہو اور اس میں مالِ تجارت پڑا ہو لیکن اس کی سیل نہ ہونے کے برابر ہو، اگر سیل ہوتی بھی ہو تو اتنی ہو کہ ہول سیل والے کے پیسے بھی مشکل سے پورے ہوتے ہوں تو کیا اس مالِ تجارت پر بھی زکوٰۃ ہوگی؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: جی ہاں! جو مال دکان پر بیچنے کے لئے رکھا ہوا ہے وہ مالِ تجارت ہے اس مالِ تجارت پر بھی زکوٰۃ لازم ہوگی جبکہ دیگر شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں اور قرض نکال کر نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کے برابر مال بچتا ہو۔ مثال کے طور پر دو لاکھ روپے کا مال ہے اور اس شخص کا کاروباری معاملہ اس انداز کا ہے کہ یہ مقروض ہے اور یہ مال ملا کر اور کیش اور دیگر قابلِ زکوٰۃ اموال ملا کر اگر اس میں سے قرض مائنس کیا جائے تو نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کے برابر مال نہیں بچتا تو زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی۔ اگر قرض اور حاجتِ اصلیہ کو نکال کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار مال حساب میں بچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی کیونکہ جن چیزوں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے بیچنے کی چیز بھی ان ہی میں سے ہے، ایسا نہیں کہ شریعتِ مطہرہ نے صرف نفع پر زکوٰۃ فرض کی ہے بلکہ شرائط پائے جانے پر مالِ تجارت پر زکوٰۃ لازمی طور پر فرض ہوگی بلکہ اگر نقصان ہو رہا ہو جب بھی زکوٰۃ دینا ہوگی مثال کے طور پر کسی نے تجارت وانویسٹ کی نیت سے چالیس لاکھ کا پلاٹ خریدا، اس کی مالیت کم ہو کر زکوٰۃ فرض ہونے کے دن تیس لاکھ ہوگئی اور زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط پائی جاتی تھیں تو یہ شخص مذکورہ پلاٹ پر بلاشبہ زکوٰۃ دے گا لیکن ایک رعایت یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے دن اس مال کی جو کرنٹ ویلیو ہے اسی کے اعتبار سے حساب لگائے گا۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تاجروں کے لئے

فری لانسنگ ویب سائیٹ کے ذریعے کام لینا کیسا؟ ص 31

خریداری کا وکیل اپنا نفع نہیں رکھ سکتا ص 31

کسٹمر آرڈر دے کر واپس نہ آئے تو کیا کریں؟ ص 32

حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ذریعۂ معاش ص 33

* دار الافتاء اہل سنت نور العرفان، کھارادر، کراچی

www.dawateislami.net

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

گم شدہ مال کی زکوٰۃ کا حکم

سوال: اگر کسی شخص کے پیسے گم ہو جائیں اور چار پانچ سال کے بعد مل جائیں تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ نیز اس سال کی دینا ہوگی یا پورے پانچ سال کی؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے: جو مال گُم گیا یا دریا میں گرگیا یا کسی نے غصب کر لیا (یعنی چھین لیا) اور اس کے پاس غصب (یعنی چھیننے) کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ (جس کے پاس امانت رکھی تھی) وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین سے (یعنی جس کو قرضہ دیا تھا اس نے قرض سے) انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اَموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانے کی زکاۃ واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت، 1/876) بہر حال گم شدہ مال جب تک نہ ملے چاہے کتنا ہی عرصہ ہو جائے اس زمانے کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 10 محرم الحرام 1441ھ)

سگے بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: اگر سگا بھائی زکوٰۃ کا مستحق ہو تو کیا اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اپنے مستحق سگے بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں (بشرطیکہ وہ ہاشمی نہ ہوں) بلکہ ان کو دینے میں دُونا ثواب ہے کہ اس میں صلۂ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ) بھی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 10/110)

وَاللهُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

عَلَوی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: کیا علوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ہاشمی ہیں اور ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاشمی خاندان سے ہیں اور ان کی ساری اولاد ہاشمی ہے۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جو اولاد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے شہزادوں سے ہے، انہیں سیّد کہا جاتا ہے جیسے امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد جبکہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی نکاح فرمائے تو ان سے جو اولاد ہوئی ان کو علوی کہا جاتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 26 ربیع الاول 1441ھ)

www.dawateislami.net

عدنان احمد عطاری مدنی*

تذکرہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک مرتبہ خلیفۂ ثانی امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جمعہ کے دن مسجد نبوی شریف کی جانب تشریف لارہے تھے کہ ایک مکان کے پرنالے سے خون ملے پانی کے چند قطرے کپڑوں پر آگرے، (نمازیوں کی تکلیف کا خیال کرکے) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس پرنالے کو گرانے کا حکم فرما دیا پھر گھر تشریف لائے، کپڑے تبدیل کئے اور مسجد میں جاکر لوگوں کو نماز پڑھائی، نماز کے بعد ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض گزار ہوئے: آپ کے حکم سے میرے پرنالے کو گرادیا گیا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری گردن پر سوار ہوکر اپنے دستِ مبارک سے لگایا تھا، یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ رونے لگے اور فرمانے لگے: آپ میری گردن پر سوار ہوکر اپنے پرنالے کو پھر اسی جگہ لگادیں، چنانچہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کندھوں پر کھڑے ہوکر پرنالے کو اسی جگہ لگادیا۔

(طبقات ابن سعد، 4/14تا15۔ تاریخ ابن عساکر، 26/370)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ صحابیِ رسول جن کے کندھوں نے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں کا بوسہ لیا اور جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے کندھوں پر سوار کیا رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت سیّدنا **عباس بن عبدُالمطلب** رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں۔ **حلیہ مبارکہ** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارُعب، سفید رنگت اور لمبے قد کے مالک تھے (تاریخ الاسلام للذہبی، 3/384) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی آواز میں اتنی قوت تھی کہ پوری طاقت سے کسی کو پکارتے تو آٹھ میل دور تک آواز پہنچ جاتی۔ (تہذیب الاسماء، 1/244) **قبولِ اسلام** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابتدائے اسلام میں کفارِ مکّہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ جنگِ بدر میں کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے مگر محققین کا قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ غزوۂ بدر سے پہلے مسلمان ہوچکے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے، کفارِ مکہ قومیت کا دباؤ ڈال کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو زبردستی میدانِ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں لڑائی سے پہلے حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ "عباس" کو قتل مت کرنا کیونکہ کفارِ مکّہ دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔ (اسد الغابہ، 3/163) **چاند کو جھکتے دیکھا** ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہِ رسالت میں یوں عرض گزار ہوئے: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دِین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ بچپن میں جھولے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے تو جس طرف اِشارہ ہوتا چاند اسی طرف جھک جاتا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/41) **بڑا کون ہے؟** سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس دنیا میں جلوہ فرما ہونے سے تین سال پہلے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیدائش ہوئی تھی لیکن اَدب کا عالَم یہ تھا کہ جب کبھی عُمر میں زائد ہونے کی بات چل نکلتی اور کوئی آپ سے پوچھ لیتا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم عمر میں بڑے ہیں یا آپ؟ تو جواب میں اپنے آپ کو عُمر میں بڑا کہلوانا پسند نہ فرماتے بلکہ یہ کلمات زبان پر لاتے کہ بڑے

*مُدرّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ہیں، میں تو پہلے پیدا ہوا ہوں۔ (مستدرک، 4/382، رقم:5450) **اولاد** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دس بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔(تہذیب الاسماء، 1/244) **فضائل و مناقب** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہت تعریفیں کرتے کہ لوگوں میں بہت سخی اور زیادہ صلۂ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ) کرنے والے ہیں۔ (مسند احمد، 1/392، حدیث:1610) ایک جگہ یوں فرمایا کہ جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی کیونکہ آدمی کا چچا باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ (ترمذی، 5/422، حدیث:3783) **دَر و دیوار نے اٰمین کہی** رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر نوازشوں اور عطاؤں کی بارش کی ایک جھلک اور ملاحظہ کیجئے چنانچہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے ارشاد فرمایا: کل میرے آنے تک نہ تو گھر سے باہر نکلئے گا اور نہ بچّوں کو کہیں بھیجئے گا مجھے آپ سب سے کچھ کام ہے۔ اگلے دن حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کے یہاں رونق افروز ہوئے تو حال احوال پوچھنے کے بعد فرمایا: ایک دوسرے کے قریب آجاؤ، جب سب قریب ہوگئے تو انہیں اپنی چادر میں ڈھانپ لیا اور دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے چچا ہیں اور میرے والد کے قائم مقام ہیں، یہ سب میرے اہلِ بیت ہیں ان سب کو آتشِ دوزخ سے ایسے ہی چھپا دے جیسے میں نے اپنی چادر میں چھپایا ہے۔ اس پر سب نے اٰمین کہی یہاں تک کہ دروازے کی دہلیز اور گھر کی دیواروں سے بھی "اٰمین اٰمین اٰمین" کی صدا آنے لگی۔ (معجم کبیر، 19/263، حدیث:584) **اعزاز و اکرام** صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان حضرت سیِّدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تعظیم و توقیر بجالاتے، آپ کے لئے کھڑے ہوجاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیتے، مشاورت کرتے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ (تہذیب الاسماء، 1/244۔ تاریخ ابن عساکر، 26/372ملخصاً) چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہِ رسالت میں تشریف لاتے تو حضرت سیِّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بطورِ احترام آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے۔ (معجم کبیر، 10/285، حدیث: 10675) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پیدل ہوتے اور حضرت سیِّدنا عمر فاروق اور حضرت سیِّدنا عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالٰی عنہما حالتِ سواری میں آپ کے پاس سے گزرتے تو بطورِ تعظیم نیچے اتر جاتے یہاں تک کہ آپ وہاں سے گزر جاتے۔ (استیعاب، 2/360) حضرت سیِّدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہ تعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتے اور فرماتے: اے میرے چچا! مجھ سے راضی رہئے گا۔ (تاریخ ابن عساکر، 26/372) **ذمہ داری و پسندیدہ کام** اسلام لانے سے پہلے اور بعد میں بھی مکہ میں آنے والے حاجیوں کو آبِ زمزم سے سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ ذمہ داری بھی خوب نبھائی کہ کوئی بھی شخص مسجدِ حرام میں کوئی گالم گلوچ یا بےہودہ کلام نہ کہے۔ (اسد الغابہ، 3/163۔ الثقات لابن حبان، 1/18) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ رضائے الٰہی کی خاطر غلام خریدتے اور انہیں آزاد کردیا کرتے تھے یہاں تک کہ آخری وقت میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 70 غلاموں کو آزاد کیا۔ (طبقات ابن سعد، 4/22) **وصال مبارک** بوقتِ وفات آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو چند نصیحتیں کیں پھر اپنا رُخ کعبۃُ اللہ شریف کی جانب کرتے ہوئے کلمہ شریف پڑھا اور آنکھیں بند کرکے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ (تاریخ ابن عساکر، 26/376) وصال کا اعلان ہوتے ہی بکثرت لوگ جنازۂ مبارکہ کے اِرد گِرد جمع ہوگئے، خود بنو ہاشم کے لوگوں نے جنازۂ مبارکہ کو اس طرح گھیر لیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سپاہیوں کے ذریعے سے ان کو ہٹوایا اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (طبقات ابن سعد، 4/23) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال مبارک 88 سال کی عمر میں سن 32 ہجری ماہِ رجب یا رمضانُ المبارک میں جمعہ کے دن 12 تاریخ کو ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ جنّتُ البقیع میں آرام فرما رہے ہیں۔ (استیعاب، 2/361تا362) **روایتِ حدیث** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 35 ہے۔ (تہذیب الاسماء، 1/244)

www.dawateislami.net

ابو عبید عطاری مدنی

حضرت سیّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ

زہد و قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے، تقویٰ اور پرہیز گاری کے پھولوں کو اپنے دامن پر سجانے والے، حضرتِ سیّدُنا عیسٰی علیہ السّلام کے تابعی اور رحمتِ عالَم، نورِ مُجسّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل کرنے والے مشہور صحابیِ رسول، سَلْمَانُ الْخَیْر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اِسلام لانے کا واقعہ بہت اہم ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/522 ملخصاً) چنانچہ

ایران سے مدینے تک کا سفر

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اَصْفَہان (ایران) کے رہنے والے تھے۔ آباؤ اجداد آتش پرست تھے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بچپن سے ہی سادہ اور خاموش طبیعت تھے، ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کے بجائے ہر وقت آتش کدے کی آگ روشن رکھنے میں مصروف رہتے مگر جلد ہی مجوسیّت سے بیزار ہوگئے اور دینِ حق کی تلاش میں اپنے وطن سے نکل کر شام جا پہنچے جہاں مختلف دینی و مذہبی راہنماؤں کی صحبت اختیار کی۔ ہر مذہبی راہنما یا تو خود یہ وصیّت کر دیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا یا پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود پوچھ لیا کرتے کہ اب کس ہستی کی صحبت اختیار کروں؟ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آخری راہب سے پوچھا تو اس نے کہا: اے حق کے متلاشی بیٹے! اس دنیا میں مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں اَمن و سلامتی نصیب ہو، ہاں! اب نبیِّ آخرُ الزّماں کے ظہور کا وقت قریب ہے جو دینِ ابراہیمی پر ہوں گے، اس مقام کی جانب ہجرت کریں گے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوگا، جہاں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے، اُن کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی، وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ نہیں کھائیں گے۔ راہب کے انتقال کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اِس وصیت کو پیشِ نظر رکھا اور ایک قافلے کے ہمراہ آگے بڑھ گئے۔ راستے میں قافلے والوں کی نیّت بدل گئی اور انہوں نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا یوں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد، 4/56) تقریباً دس بار بیچے گئے (بخاری، 2/607، حدیث: 3946) بالآخر بکتے بِکاتے مدینۂ منوّرہ پہنچ گئے۔

مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملنے دیا گیا

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک مرتبہ کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رہے تھے کہ خبر سنی کہ نبیِّ آخرُ الزّماں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہجرت فرما کر مدینے کے قریب مقامِ قُبا میں تشریف لاچکے ہیں اسی وقت دل بے قرار ہوگیا، فوراً نیچے تشریف لائے اور خبر لانے والے سے دوبارہ یہ روح پرور خبر سننے کی خواہش ظاہر کی یہودی آقا نے اپنے غلام کا تجسّس اور بے قراری دیکھی تو چراغ پا (غصے) ہوگیا اور ایک زوردار تھپڑ رسید کرکے کہنے لگا: تمہیں ان باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! دوبارہ کام پر لگ جاؤ، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ دل پر پتھر رکھ کر خاموش ہوگئے لیکن متاعِ صَبر و قرار تو لُٹ چکا تھا لہٰذا جونہی موقع ملا چند تازہ کھجوریں ایک طباق میں رکھ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یہ صدقہ ہے، قبول فرمالیجئے، پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے فرمایا: تم کھالو، اور خود

www.dawateislami.net

تناول نہ کیا۔ آپ نے دل میں کہا: ایک نشانی تو پوری ہوئی، اگلی مرتبہ پھر کھجوروں کا خوان لے کر پہنچے اور عرض گزار ہوئے کہ یہ ہدیہ ہے، قبول فرمالیجئے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو کھانے کا اشارہ کیا اور خود بھی تناول فرمایا۔ دل میں کہا: دوسری نشانی بھی پوری ہوئی اس درمیان میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دونوں شانوں کے درمیان "مُہرِ نبوّت" کو بھی دیکھ لیا اس لئے فوراً اسلام قبول کرلیا اور اس دَر کے غلام بن گئے جس پر شاہوں کے سر جھکتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد،4/58 ملخصاً)

آزادی کیسے ملی؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے غزوۂ بدر و اُحد میں حصہ نہ لے سکے پھر تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ چاندی کے بدلے آزادی کا تاج سر پر سجایا اور ایک سرفروش مجاہد کی طرح بعد میں آنے والے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ (تاریخ ابن عساکر،21/388، 389 ملخصاً) غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی کا تھا۔ (طبقات ابن سعد،2/51)

فضائل آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سرورِ کونین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے والہانہ محبت تھی، اپنے وقت کا بیشتر حصہ دربارِ رسالت میں گزارتے اور فیضانِ نبوی سے بہرہ مند ہوتے، اِس کے بدلے میں بارگاہِ رسالت سے سَلْمَانُ الْخَیْر (سنن الکبریٰ للنسائی، 6/ 9، حدیث: 9849) اور سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت (سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں)(مسند بزار، 13/ 139، حدیث: 6534) جیسی نویدِ جاں فزا سننے کی سعادت پائی ایک اور مقام پر اس بشارتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئے کہ **جنّت "سلمان فارسی" کی مشتاق ہے۔** (ترمذی، 5/ 438، حدیث: 3822) جب کوئی پوچھتا کہ آپ کے والد کون ہیں؟ تو ارشاد فرماتے: **میں دینِ اسلام کا بیٹا سلمان ہوں۔** (الاستیعاب، 2/ 194)

گورنر خادم بن گیا سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک عرصہ تک مدینہ میں قیام فرمایا پھر عہدِ فاروقی میں عراق میں سکونت اختیار کرلی۔ کچھ عرصے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کردیا۔ گورنر کے اہم اور بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بڑی سادہ زندگی گزاری، ایک دن مدائن کے بازار میں جارہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے آپ کو مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لئے کہا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ چپ چاپ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چلنے لگے، لوگوں نے دیکھا تو کہا: اے صاحبِ رسول! آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھا رکھا ہے؟ لائیے! ہم اسے اٹھالیتے ہیں۔ سامان کا مالک ہَکّا بَکّا رہ گیا، پھر نہایت شرمسار ہو کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے معافی مانگی اور سامان اُتروانا چاہا لیکن آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں نے تمہارا سامان اٹھانے کی نیّت کی تھی، اب اِسے تمہارے گھر تک پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ (طبقات ابن سعد، 4/ 66)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کو محبوب رکھا کرتے تھے چنانچہ بطورِ تنخواہ چار یا پانچ ہزار درہم ملتے لیکن پوری تنخواہ مساکین میں تقسیم فرمادیتے اور خود کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر چند درہم کماتے اور اسی پر اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 4/ 65)

وصالِ مبارک حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 10 رَجَبُ الْمُرَجَّب 33 یا 36 ہجری کو اس دنیا سے کوچ فرمایا، مزارِ مبارک عراق کے شہر مدائن (جسے "سلمان پاک" بھی کہا جاتا ہے) میں ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 21/ 376، کراماتِ صحابہ، ص219) **آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ساڑھے تین سو سال (جبکہ بعض روایات کے مطابق اڑھائی سو سال) کی طویل عمر پائی۔** (معرفۃ الصحابہ، 2/ 455)

www.dawateislami.net

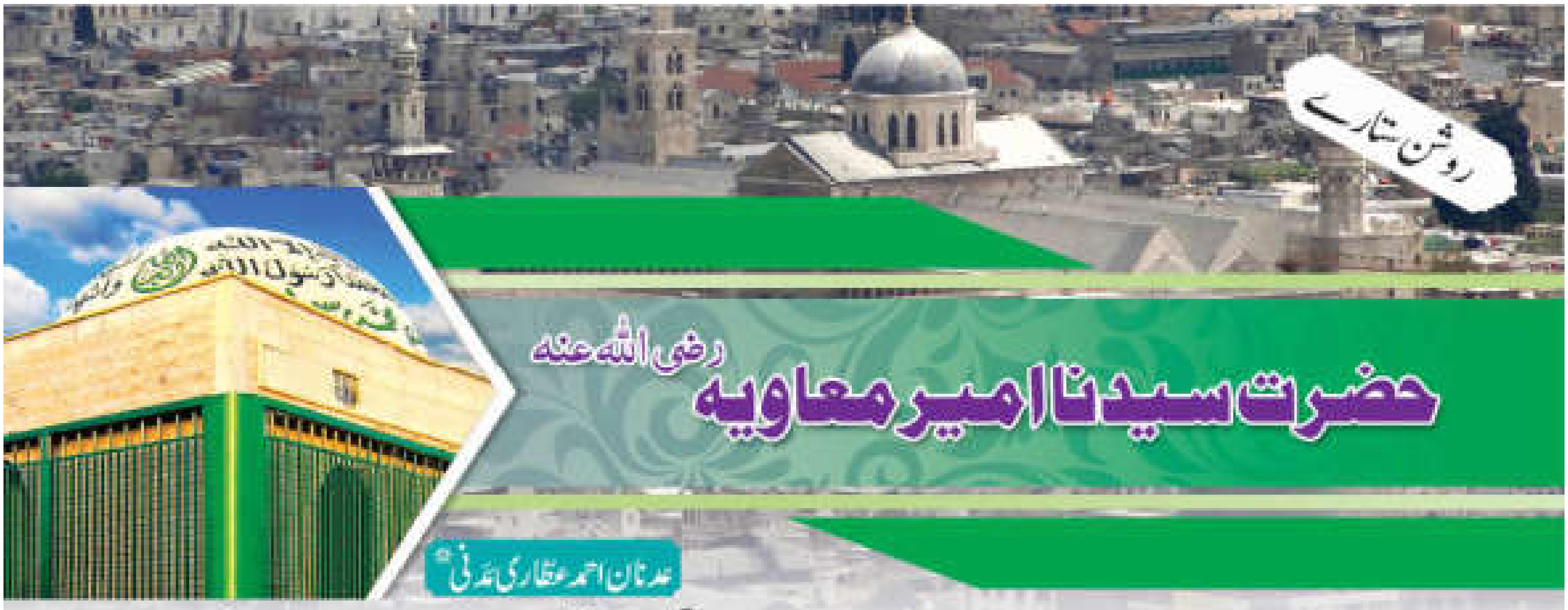

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی*

صحابی ابنِ صحابی حضرت سیّدُنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 6 ہجری میں صلحِ حُدیبیہ کے بعد دولتِ ایمان سے مالامال ہوئے مگر اپنا اسلام ظاہر نہ کیا۔ پھر فتحِ مکّہ کے عظمت والے دن والدِ ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرحبا فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، 7/285) **حُلیۂ مبارکہ** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورے رنگ اور لمبے قد والے تھے، چہرہ نہایت وجیہ اور رُعب و دبدبے والا تھا۔ زرد خضاب استعمال فرمانے کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا کہ داڑھی مبارک سونے کی ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 4/308) **فضائل و مناقب** آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف و کارنامے اور فضائل و مناقب کتبِ احادیث و سِیَر اور تواریخِ اسلام کے روشن اوراق پر نور کی کرنیں بکھیر رہے ہیں۔ آپ کو کتابتِ وحی کے ساتھ ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خطوط تحریر کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ (معجم کبیر، 5/108، حدیث: 4748) **دعائے مصطفےٰ** کئی مرتبہ مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعاؤں سے نوازا کبھی علم و حلم کی یوں دعا دی: اے اللہ! معاویہ کو علم اور حلم (بُردباری) سے بھر دے۔ (تاریخ کبیر، 8/68، حدیث: 2624) کبھی ہدایت کا روشن ستارہ یوں بنایا: یااللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت پر قائم رہنے والا اور لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنا۔ (ترمذی، 5/455، حدیث: 3868) کبھی نوازشوں کی بارش کو یوں برسایا: اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب کا علم عطا فرما اور اس سے عذاب کو دور فرما۔ (مسند احمد، 6/85، حدیث: 17152) کبھی خاص مجلس میں ان کی عظمت پر یوں مہر لگائی: معاویہ کو بلاؤ اور یہ معاملہ ان کے سامنے رکھو، وہ قوی اور امین ہیں۔ (مسند بزار، 8/433، حدیث: 3507) کبھی سفر میں خدمت کا شرف بخشا اور وضو کرتے ہوئے نصیحت فرمائی: معاویہ! اگر تم کو حکمران بنایا جائے تو اللہ پاک سے ڈرنا اور عدل و انصاف کا دامن تھام کر رکھنا۔ (مسند احمد، 6/32، حدیث: 16931) **اوصافِ مبارکہ** حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اخلاص اور عہد و وفا، علم و فضل اور فقہ و اجتہاد، حسنِ سلوک، سخاوت، تقریر و خطابت، مہمان نوازی، تحمّل و بُردباری، غریب پروری، خدمتِ خَلق، اطاعتِ الٰہی، اتّباعِ سنّت، تقویٰ اور پرہیزگاری جیسے عمدہ اوصاف سے مُتّصف تھے۔ **بُردباری** ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپ رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی مگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، یہ دیکھ کر کسی نے کہا: اگر آپ چاہیں تو اسے عبرت ناک سزا دے سکتے ہیں، فرمایا: مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میری رعایا میں سے کسی کی غلطی کی وجہ سے میرا حلم (یعنی قوتِ برداشت) کم ہو۔ (حلم معاویہ لابن ابی الدنیا، ص22) **اصلاحِ نفس کا جذبہ** آپ رضی اللہ عنہ اپنے کام کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کا جذبہ بھی رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مکتوب روانہ کیا کہ مجھے وہ باتیں لکھ دیں جن میں میرے لئے نصیحت ہو۔ (ترمذی، 4/186، حدیث: 2422 مختصراً) **فرمانِ مولیٰ مشکل کشا** جنگِ صفّین کے بعد امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کہ اگر وہ تم میں نہ رہے تو تم سروں کو

* مدرس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

کندھوں سے ایسے ڈھلکتے ہوئے دیکھو گے جیسے اندرائن (پھل)۔ (یعنی تم اپنے دشمن کے سامنے نہیں ٹھہر سکو گے)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 8/724، رقم: 18)

شیرِ خدا سے محبت حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم کی شہادت کی خبر سُن کر آپ نے حضرت سیّدنا ضرار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے سامنے حضرت علیُّ المرتضیٰ (کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم) کے اوصاف بیان کریں۔ جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم کے اوصاف بیان کئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، حاضرین بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/126 مختصراً)

اہلِ بیت کی خدمت حضرت سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کو بیش قیمت نذرانے پیش کرنے کے باوجود آپ ان سے مَعذِرت کرتے اور کہتے: فی الحال آپ کی صحیح خدمت نہیں کرسکا آئندہ مزید نذرانہ پیش کروں گا۔ (کشف المحجوب، ص77 ملخصاً)

کعبہ میں نماز جب آپ رضی اللہ عنہ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کعبہ میں کس جگہ نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: دیوار سے دو یا تین ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر نماز پڑھ لیجئے۔ (اخبار مکۃ للازرقی، 1/378)

موئے مبارک کا دھوون پیا ایک بار آپ رضی اللہ عنہ مدینۂ منوّرہ تشریف لائے تو حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ عالیہ میں آدمی بھیجا کہ آپ کے پاس رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِدا (یعنی چادر) مقدّسہ اور موئے مبارک ہیں، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ دونوں مُتبرّک چیزیں بھجوادیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حصولِ برکت کے لئے چادر مبارک کو اوڑھ لیا پھر ایک برتن میں موئے مبارک کو غسل دیا اور اس غُسالہ کو پینے کے بعد باقی پانی اپنے جسم پر مَل لیا۔ (تاریخ ابن عساکر، 59/153)

وصالِ مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تبرّکات میں سے اِزار (تہبند) شریف، ردائے اقدس، قمیصِ اطہر، موئے مبارک اور ناخنِ بابرکت کے مقدّس تراشے تھے، تبرّکات سے برکات حاصل کرنے اور اہلِ بیت و صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی خدمت کا سلسلہ جاری و ساری تھا کہ وقت نے سفرِ زندگی کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان کردیا چنانچہ بوقتِ انتقال وصیت کی کہ مجھے حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِزار شریف و ردائے اقدس و قمیصِ اطہر میں کفن دینا، ناک اور منہ پر موئے مبارک اور ناخنِ بابرکت کے تراشے رکھ دینا اور پھر مجھے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن کے رحم پر چھوڑ دینا۔ (تاریخ ابن عساکر، 59/229تا231) کاتبِ وحی، جلیلُ القدر صحابیِ رسول حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 22رجب المرجب[1] 60ھ میں 78 سال کی عمر میں داعیِ اَجل کو لبیک کہا۔ (معجم کبیر، 19/305، رقم: 679، استیعاب، 3/472) حضرت سیّدنا ضحّاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل کیا جبکہ دمشق کے باب الصغیر کو آخری آرام گاہ ہونے کا اعزاز بخشا گیا۔ (الثقات لابن حبان، 1/436)

بدگوئی سے توبہ شمسُ الائمہ امام سَرَخسی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 483ھ) نے مبسوط میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ پہلے پہل امام جلیل محمد بن فضل الکماری رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 381ھ) حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بدگوئی اور عیب جوئی میں مبتلا ہوگئے تھے پھر ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے منہ سے لمبے لمبے بال نکل کر پاؤں تک لٹک گئے ہیں اور وہ ان بالوں کو اپنے پاؤں میں روندتے چلے جارہے ہیں جبکہ زبان سے خون جاری ہے جس سے ان کو سخت تکلیف اور اذیت ہورہی ہے، بیدار ہونے کے بعد انہوں نے تعبیر بتانے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا: آپ کبار صحابہ علیہمُ الرِّضوان میں سے کسی صحابی کی بدگوئی اور ان پر طعن کرتے ہیں، اس فعل سے بچئے اور اجتناب کیجئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فوراً تائب ہوگئے۔ (المبسوط، 2/24،12/57)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی
صدیق و عمر بھی جنّتی جنّتی
عثمانِ غنی جنّتی جنّتی
فاطمہ و علی جنّتی جنّتی
حسن و حسین بھی جنّتی جنّتی
امیر معاویہ بھی جنّتی جنّتی

(1) 14 اور 15 رجب المرجب بھی مروی ہے۔

www.dawateislami.net

ابرار اختر عطاری قادری

انقلابی شخصیات کے انقلابی کارنامے

حضرتِ سیّدُنا امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

صحابیِ رسول، کاتبِ وحی، خالُ المؤمنین و خلیفۃُ المسلمین حضرتِ سیّدُنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (جو کہ اوّل مُلوکِ اسلام (پہلے سلطانِ اسلام) بھی ہیں) بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/243، ملتقطاً، تاریخ ابن عساکر، 3/208۔ الاصابہ، 6/120، بہارِ شریعت، 1/258) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابیِ رسول حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیٹے اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھائی ہیں۔ آپ کی شان میں کئی احادیث مروی ہیں۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے بارے میں یوں دعا فرمائی: **اے اللہ عزَّوجلَّ! انہیں (امیر معاویہ کو) ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا اور اِن کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔** (ترمذی، 5/455، حدیث: 3868) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ چالیس سال تک حکومتی مَنصَب پر جلوہ اَفروز رہے۔ (فیضانِ امیر معاویہ، ص103) جن میں 10 سال امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسے عادل خلیفہ کا سنہری دور بھی شامل ہے۔ حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے: تم قیصر و کسریٰ اور ان کی عقل و دانائی کا تذکرہ کرتے ہو جبکہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ موجود ہیں۔ (تاریخ طبری، 3/264) حضرتِ سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانۂ خلافت میں اسلامی سلطنت خراسان سے مغرب میں واقع افریقی شہروں اور قُبرُص سے یمن تک پھیل چکی تھی۔ (فیضانِ امیر معاویہ، ص110)

آپ کے چند انقلابی کارنامے پیش کئے جاتے ہیں: اسلامی شہروں میں سازشوں کے ذریعے فتنہ پھیلانے والے خوارج کی سرکوبی فرمائی، یہاں تک کہ فتنہ مکمل طور پر ختم ہوگیا۔ (فیضانِ امیر معاویہ، ص128) آپ کے حکم سے تاریخ کی پہلی کتاب کِتَابُ الْمُلُوْکِ وَ اَخْبَارُ الْمَاضِیْن لکھی گئی۔ (التراتیب الاداریہ، 2/322) 28 ہجری میں اسلام کی سب سے پہلی بحری فوج کی قیادت فرمائی اور قُبرُص کو فتح کیا۔ (شرح ابن بطال، 5/11، تحت الحدیث: 2924) بحری جہاز بنانے کے لئے 49 ہجری میں کارخانے قائم فرمائے اور ساحل پر ہی تمام کاریگروں کی رہائش وغیرہ کا انتظام کردیا تاکہ بحری جہاز بنانے کے اہم کام میں خلل واقع نہ ہو۔ (فتوح البلدان، ص161) مکتوبات پر مہر لگانے کا طریقہ رائج فرمایا جس کا سبب یہ بنا کہ آپ نے ایک شخص کیلئے بیتُ المال سے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم تحریر فرمایا لیکن اس نے تصرّف کرکے اسے ایک کے بجائے دو لاکھ کردیا، آپ کو جب اس خیانت کا علم ہوا تو اُس کا مُحاسبہ فرمایا اور اس کے بعد خطوط پر مہر لگانے کا نظام نافذ فرمادیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص160) سرکاری خطوط کی نقل محفوظ رکھنے کا نظام بنایا۔ (تاریخ یعقوبی، 2/145) سب سے پہلے کعبہ شریف میں منبر کی ترکیب بنائی۔ (تاریخ یعقوبی، 2/131) اور سب سے پہلے خانہ کعبہ پر دیبا و حریر (یعنی ریشم) کا قیمتی غلاف چڑھایا اور خدمت کے لئے مُتعدّد غلام مقرّر کیے۔ (تاریخ یعقوبی، 2/150) عوام کی خیر خواہی کیلئے شام اور روم کے درمیان میں واقع ایک مَرْعَش نامی غیر آباد علاقے میں فوجی چھاؤنی قائم فرمائی۔ (فتوح البلدان، ص265) انطرطوس، مَرَقِیّہ جیسے غیر آباد علاقے بھی دوبارہ آباد فرمائے۔ (فتوح البلدان، ص182) نئے آباد ہونے والے علاقوں میں جن جن چیزوں کی ضرورت تھی، اُن کا انتظام فرمایا مثلاً لوگوں کو پانی فراہم کرنے کے لئے نہری نظام قائم فرمایا۔ (فتوح البلدان، ص499) رعایا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے محکمہ بنایا جس کے تحت ہر علاقے میں ایک ایک افسر مقرر تھا تاکہ وہ لوگوں کی معمولی ضرورتیں خود پوری کرے اور بڑی ضرورتوں سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آگاہ کرے نیز ان کو کسی بھی گھر میں آنے والے مہمان یا بچے کی ولادت کے بارے میں معلومات رکھنے کا حکم دیا تاکہ ان کے وظائف کی ترکیب بنا سکیں۔ (البدایہ والنہایہ، 8/134، مرآۃ المناجیح، 5/374)

روشن ستارے

حضرت سیدنا ذُوالبِجادَیْن رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی*

وہ خوش نصیب حضرات جن کی قبر میں حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بنفسِ نفیس اُترے اور اُن حضرات کو خصوصی اعزاز بخشا، اُن میں سے پانچ یہ ہیں: 1 اُمّ المؤمنین حضرت بی بی خدیجہ 2 حضرت بی بی خدیجہ کے ایک صاحب زادے 3 حضرت بی بی عائشہ کی والدہ حضرت اُمِّ رومان 4 حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد 5 حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہم جن کا لقب ذُوالبِجادَیْن یعنی دو چادروں والا ہے۔(1) حضرت ذُوالبِجادَیْن رضی اللہ عنہ کون تھے، کب اسلام لائے، یہ لقب کیوں ملا، شہادت کس طرح ہوئی نیز ان کی تدفین کا منظر کیسا رُوح پرور تھا؟ آئیے ملاحظہ کیجئے۔

چچا نے سب چھین لیا: آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینۂ منورہ کے گردونواح میں آباد قبیلۂ مُزَیْنَہ سے ہے، آپ چھوٹے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا، والد نے وراثت میں کوئی مال نہیں چھوڑا، چچا مالدار تھا لہٰذا اس نے آپ کی کفالت اور پرورش کی یہاں تک کہ آپ بھی مالدار ہوگئے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہجرت کرکے مدینے تشریف لائے تو آپ کا دل دینِ اسلام میں دلچسپی لینے لگا لیکن چچا کی وجہ سے قبولِ اسلام کی طاقت نہ تھی یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 8 ہجری میں فتحِ مکہ کے بعد مدینے واپس ہوئے تو آپ نے چچا سے کہا: میں نے تمہارے اسلام لانے کا انتظار کیا لیکن میرا خیال ہے کہ تم محمدِ عربی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضری نہیں دوگے، مجھے اسلام لانے کی اجازت دے دو، اس نے کہا: اگر تم نے اسلام قبول کیا تو میں تم سے اپنی دی ہوئی ہر چیز چھین لوں گا یہاں تک کہ کپڑے بھی چھین لوں گا۔ آپ نے فرمایا: میں اسلام قبول کرنے لگا ہوں، میں جھوٹے معبودوں کی عبادت چھوڑتا ہوں، میرا سب کچھ لے لو، چچا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کپڑوں سمیت سب کچھ چھین لیا۔(2) **والدہ نے چادر دی:** ایک روایت کے مطابق جب آپ کے دل میں محبتِ ایمان اور محبتِ رسول کی شمع روشن ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب روانہ ہوگئے، آپ کی والدہ اپنی قوم کے پاس گئی اور کہنے لگی: میرا بیٹا محمدِ عربی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی جانب چل پڑا ہے، اس کے پیچھے جاؤ اور اسے واپس لے آؤ۔ (جب قوم کے لوگ آپ کو پکڑ کر لائے تو) والدہ نے کہا: یہ بہت شرم و حیا والا ہے اگر اس کے کپڑے اُتار لوگے تو یہ بھاگ نہیں سکے گا۔ لہٰذا قوم نے آپ کے کپڑے اُتار لئے اور برہنہ کردیا، آپ ایک کمرے میں بیٹھ گئے اور کھانے پینے سے انکار کردیا، والدہ یہ دیکھ کر قوم کے پاس گئی اور کہا: میرے بیٹے نے قسم کھائی ہے کہ جب تک محمدِ عربی کے پاس نہیں پہنچے گا نہ کچھ کھائے گا نہ پئے گا، تم لوگ اس کے کپڑے دے دو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مر نہ جائے، لیکن قوم نے کپڑے دینے سے انکار کردیا، پھر والدہ نے اپنی چادر کے دو حصّے کرکے ایک حصّہ میں بٹن لگا دیئے جسے آپ نے اوڑھ لیا جبکہ دوسرے حصّے کو آپ کے سر کے اوپر ڈال دیا اور کہا: جاؤ! چلے جاؤ۔(3) **بارگاہِ رسالت میں حاضری:** آپ رضی اللہ عنہ سحر کے وقت مدینے پہنچے اور مسجدِ نبوی شریف میں ٹھہرے، جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز کے لئے تشریف لائے اور نظرِ مبارک آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: میرا نام عبدُ العزّیٰ ہے، میں فقیر اور مسافر ہوں،

*مُدرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

www.dawateislami.net

آپ کی محبت میں گرفتار ہوں، آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں، ارشاد فرمایا: تمہارا نام عبدُ اللہ اور تمہارا لقب ذُوالْبِجَادَیْن ہے، ہمارے گھر کے قریب ہمارے پاس رہا کرو۔[4] **معمولات:** نمازِ فجر کے بعد جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاتے اور جب تک اللہ چاہتا آپ نماز پڑھتے رہتے پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے پھر اپنی رہائش کی طرف چلے جاتے۔[5] آپ رضی اللہ عنہ نے صحبتِ رسول کو اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کو قراٰن سکھایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے بہت سا قراٰن پڑھ لیا، آپ مسجدِ نبوی میں قیام کرتے اور بلند آواز سے تلاوت کرتے تھے۔ **یہ ریاکار نہیں ہیں:** ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا آپ اس اَعرابی (دیہاتی) کو نہیں سُن رہے کہ بلند آواز سے قراءت کرتا ہے اور دوسروں کو تلاوتِ قراٰن سے روک دیتا ہے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں سوال کیا: کیا یہ ریاکار (دکھلاوا کرنے والا) ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اسے چھوڑ دو، یہ اَوّاہِین (یعنی گریہ و زاری کرنے والوں) میں سے ہے۔[6] **پیارے آقا نے نکاح کروادیا:** حضرت سیدنا ذُوالْبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا مگر اس نے قبول نہ کیا، پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو حضرت ذُوالْبِجَادَیْن سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی، (مگر اس نے انکار ہی کیا) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ خبر پہنچی تو ارشاد فرمایا: اے عبدُ اللہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے فلاں عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہے؟ آپ نے عرض کی: جی ہاں، ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کیا۔[7] **شوقِ شہادت:** سن 9 ہجری ماہِ رجب میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جنگِ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی مجاہدین میں شامل ہو کر چل پڑے اور درخواست کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! دعا فرمائیے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے ببول کے درخت کی چھال منگوائی، آپ چھال لائے تو آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے آپ کے بازو پر باندھ دیا اور دعا کی: اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کر دیا، عرض کی: میں نے اس کی خواہش نہیں کی، ارشاد فرمایا: جب تم جہاد کے لئے نکلو، اگر بخار میں فوت ہو گے جب بھی تم شہید ہو گے۔ اگر تمہارا جانور (تمہیں گرا کر) تمہاری گردن توڑ دے تو بھی تم شہید ہو گے کوئی حرج نہیں کہ شہادت کس طرح ملے۔[8] خدائے پاک کا کرنا ایسا ہوا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مقام تبوک پہنچ کر تقریباً 20 راتیں دشمن کا انتظار کیا وہیں حضرت ذُوالْبِجَادَیْن کو بخار چڑھا اور اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔[9] **تدفین کا منظر:** حضرت سیدنا بلال بن حارث مُزَنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ رات کا وقت تھا، میں نے دیکھا کہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہاتھ میں چراغ لئے ہیں اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بنفسِ نفیس ان کی قبر میں تشریف فرما ہیں، حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان کو قبر میں اتار رہے ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرما رہے ہیں: اپنے بھائی کو عزت کے ساتھ لاؤ، اس کے بعد نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا۔ **دعائے نبوی:** پھر یہ دعا مانگی: الٰہی! یہ میری خدمت میں دن رات رہا ہے میں اس سے راضی ہوں تُو بھی راضی ہو جا۔[10] **تمنائے صحابہ:** یہ اعزاز و اکرام اور محبّت و شفقت دیکھ کر حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری یہ آرزو تھی کہ میں ان کی جگہ پر ہوتا حالانکہ میں حضرت ذُوالْبِجَادَیْن سے 15 برس پہلے اسلام لایا تھا۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا: اللہ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ میں اس قبر میں ہوتا۔[11] یاد رہے کہ حضرت سیدنا ذُوالْبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ کے علاوہ غزوۂ تبوک میں کسی اور صحابی کی وفات نہیں ہوئی۔

---

(1) وفاء الوفا، 3/897 (2) دلائل النبوۃ، ص314 (3) سیر سلف، ص:247 (4) مدارج النبوۃ، 2/351 (5) سیر سلف، ص:248 (6) دلائل النبوۃ، ص314، اسد الغابہ، 3/230
(7) سیر سلف، ص 247 ملخصاً (8) دلائل النبوۃ، ص 314، سبل الھدیٰ والرشاد، 5/479 (9) سیرت حلبیہ، 3/199تا200 ملخصاً (10) مدارج النبوۃ، 2/351
(11) اسد الغابہ، 3/231۔

نرم و ملائم لباس، عمدہ سواری، اعلیٰ خوشبوئیں، چاروں طرف اشارے کے منتظر خدام، شاہانہ طرزِ زندگی، مال و دولت کی فراوانی، ہر طرح کا عیش و آرام یہ سب کچھ چھوڑنا اتنا آسان نہیں، مگر ایک شخص نے خوفِ خدا اور آخرت سنوارنے کے لئے دنیا کی ان لذتوں کو ٹھوکر ماردی، حکمرانِ وقت ہونے کے باوجود فقیرانہ طرزِ زندگی اختیار کر کے رہتی دنیا تک ایک مثال قائم کردی۔ میری مُراد تاریخ اسلام کے قابلِ فخر اور لائقِ اتباع خلیفہ و حکمران حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ خلیفہ کا منصب سنبھالنے سے پہلے شاہانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے مگر ظلم و جبر اور حق تلفی اس میں بھی نہ تھی، جب خلیفہ بنے تو زندگی کا رنگ ہی بدل گیا، آپ کی خلافت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

شاہی سواری اور خیمے سے انکار سابق خلیفہ کی تدفین سے واپسی پر آپ کو عمدہ نسل کے خچر اور ترکی گھوڑے پیش کئے گئے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: شاہی سواریاں ہیں، ان پر خلیفہ ہی سوار ہوتا ہے، آپ قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے، انہیں مسلمانوں کے بیتُ المال میں جمع کروادو۔ یونہی آپ کی نشست کے لئے شاہی خیمے اور شامیانے لگائے گئے تو فرمایا: انہیں بھی بیتُ المال میں جمع کروادو حتّٰی کہ جب اپنے ذاتی خچر پر سوار ہو کر شاہی قالینوں تک پہنچے تو ان کو پاؤں سے ہٹا کر نیچے چٹائی پر بیٹھ گئے اور ان بیش قیمت قالینوں کو بھی بیتُ المال میں جمع کروادیا۔ (سیرت ابن عبدالحکم، ص33)

خلیفہ بننے کے بعد آپ کی کیفیت آپ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنی ساری زمینیں، غلام، کنیزیں، لباس، خوشبوئیں اور دیگر سامان بیچ کر ساری رقم راہِ خدا میں خرچ کر دی، یہاں تک کہ آپ کی ترغیب پر آپ کی سعادت مند بیوی نے بھی اپنے زیورات بیتُ المال میں جمع کروادیئے۔ گھریلو اخراجات کے لئے روزانہ صرف دو درہم وظیفہ لیتے اور مرتے دم تک بیتُ المال سے کبھی کوئی چیز ناحق نہیں لی، خلیفۂ وقت کی بیوی نے گھر کے لئے کوئی ملازمہ نہ رکھی بلکہ سارے کام خود کرتیں۔ (سیرت ابن عبدالحکم، ص124، سیرت ابن جوزی، ص186 ملخصاً)

خلیفۂ وقت کا لباس خلیفہ بننے سے قبل نہایت بیش قیمت لباس پہنتے تھے، خود فرماتے ہیں: ”جب میرے کپڑوں کو لوگ ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو میں سمجھتا اب یہ پرانا ہو گیا ہے۔“ بسا اوقات ایک ہزار دینار کا عمدہ جُبّہ خریدا جاتا تو فرماتے: کاش! یہ کھردرا نہ ہوتا مگر جب تختِ خلافت کو زینت بخشی تو اپنی زینت ترک کردی اور آپ کیلئے پانچ درہم کا معمولی سا کپڑا خریدا جاتا تو فرماتے: کاش! یہ نرم نہ ہوتا تو کتنا اچھا تھا۔ (سیرت ابن جوزی، ص172، احیاء العلوم، 3/897)

ناجائز قبضے ختم کروائے سابق خلیفہ کے بیٹے رَوح نے چند مسلمانوں کی دکانوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان کی شکایت پر حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حکم دیا کہ ان کی دکانیں واپس کردو اور اپنے پولیس افسر سے فرمایا: اگر یہ دکانیں واپس کردے تو ٹھیک ورنہ سزائے موت دے دینا۔ چنانچہ اس نے ناجائز قبضہ چھوڑ کر دکانیں اصل مالکوں کو لوٹا دیں۔ (سیرت ابن عبدالحکم، ص52)

محتاجوں کی خیر خواہی اندھوں، محتاجوں، فالج کے مریضوں اور اپاہجوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وظائف مقرر فرمائے بلکہ ان کے روزمرہ کے کاموں کے لئے انہیں غلام بھی دیئے، حتّٰی کہ غیر شادی شدہ افراد کی شادیاں کروائیں، مقروضوں کے قرض اتارے اور کسی بھی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے کی خیر خواہی کو فراموش نہیں کیا۔

عوامی خوشحالی الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سالہ دورِ خلافت میں ظلم و ناانصافی اور کرپشن کا سدِّباب کرکے عدل و انصاف اور عوامی خدمت کی ایسی مثال قائم کردی کہ اگر کوئی صدقہ دینا چاہتا تو صدقہ لینے والا کوئی نہ ملتا، یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی خلافت سے پہلے صدقہ لیا کرتے تھے وہ خوش حال ہو کر خود صدقہ دینے کے قابل ہوگئے۔
(سیرت ابن عبدالحکم، ص106، طبقات ابن سعد، 5/268)

اللہ پاک کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیّدُنا امام جَعْفَر صَادِق

محمد ناصر جمال عطاری مدنی

ماہِ رَجَبُ الْمُرَجَّب کو کئی بزرگانِ دین سے نسبت حاصل ہے، انہی میں سے ایک ہستی ایسی بھی ہے جس نے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی، حُسنِ اَخلاق کی چاشنی سے بداَخلاقی کی کڑواہٹ دور کی، عمدہ کردار کی خوشبو سے پریشان حالوں کی دادرسی فرمائی اور علم کے نور سے جہالت کی تاریکی کا خاتمہ فرمایا وہ عظیمُ المرتبت شخصیت حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔

نام و نسب آپ کا نام "جعفر" اور کُنْیت "ابوعبداللہ" ہے۔ آپ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی، آپ کے دادا شہزادۂ امام حسین حضرت سیّدُنا امام زَیْنُ الْعَابِدِین علی اَوسط اور والد امام محمد باقِر ہیں جبکہ والدہ حضرت سیّدَتُنا اُمِّ فَرْوَہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔ یوں والد کی جانب سے آپ "حسینی سیّد" اور والدہ کی جانب سے "صدیقی" ہیں۔ سچ گوئی کی وجہ سے آپ کو "صادِق" کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 6/438)

تعلیم و تربیت آپ نے مدینۂ منوّرہ کی مشکبار علمی فضا میں آنکھ کھولی اور اپنے والدِ گرامی حضرت سیّدُنا امام ابوجعفر محمد باقِر، حضرت سیّدُنا عُبَیْدُاللہ بن ابی رافع، نواسۂ صدیقِ اکبر حضرت سیّدُنا عُروہ بن زُبیر، حضرت سیّدُنا عطاء اور حضرت سیّدُنا نافع عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے چشمۂ علم سے سیراب ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/126) دو جلیلُ القدر صحابۂ کرام حضرت سیّدُنا اَنس بن مالک اور حضرت سیّدُنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زیارت سے مُشرّف ہونے کی وجہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تابعی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 6/438)

دینی خدمات کتاب کی تصنیف سے زیادہ مشکل افراد کی علمی، اَخلاقی اور شخصی تعمیر ہے اور اُستاد کا اس میں سب سے زیادہ بنیادی کردار ہوتا ہے۔ حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبت میں رہ کر کئی تلامذہ (شاگرد) اُمّت کے لئے منارۂ نور بنے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے علمی فیضان سے فیض یاب ہونے والوں میں آپ کے فرزند امام موسیٰ کاظم، امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، حضرت سفیان ثوری، حضرت سفیان بن عُیَیْنَہ عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے نام سرفہرست ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/125، سیر اعلام النبلاء، 6/439)

قابلِ رشک اوصاف و معمولات خوش اخلاقی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی طبیعت کا حصہ تھی جس کی وجہ سے مبارک لبوں پر مسکراہٹ سجی رہتی مگر جب کبھی ذکرِ مصطفےٰ ہوتا تو (نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہیبت و تعظیم کے سبب) رنگ زرد ہوجاتا، کبھی بھی بے وضو حدیث بیان نہ فرماتے، نماز اور تلاوت میں مشغول رہتے یا خاموش رہتے، آپ کی گفتگو "فضول گوئی" سے پاک ہوتی۔ (الشفاء مع نسیم الریاض، 4/488 ملخصاً) آپ کے معمولاتِ زندگی سے آباؤ اجداد کے اوصاف جھلکتے تھے، آپ کے رویّے میں نانا جان نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معاف کردینے والی کریمانہ شان دیکھنے میں آتی، گفتار سے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حق گوئی کا اظہار ہوتا اور کردار میں شجاعتِ حیدری نظر آتی، آپ کے عفو و درگزر کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

حکایت ایک مرتبہ غلام نے ہاتھ دُھلوانے کے لئے پانی ڈالا مگر پانی ہاتھ پر گرنے کے بجائے کپڑوں پر گر گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے نہ تو جھاڑا، نہ ہی سزا دی بلکہ اسے معاف کیا اور شفقت فرماتے ہوئے اسے آزاد بھی کردیا۔ (بحر الدموع، ص202 ملخصاً)

وصال و تدفین آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال 15 رَجَبُ الْمُرَجَّب 148 ہجری کو 68 سال کی عمر میں ہوا اور تدفین جَنّتُ الْبَقِیْع میں آپ کے دادا امام زین العابدین اور والد امام محمد باقر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی قبورِ مبارکہ کے پاس ہوئی۔ (الثقات لابن حبان، 3/251، وفیات الاعیان، 1/168)

www.dawateislami.net

حضرت سیّدنا امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

خرم شہزاد عطاری مدنی*

حضرت سیّدنا حسن بَصْری علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک جلیل القدر تابعی بُزرگ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کو 130 صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضوان سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ ان میں سے 70 بدری (یعنی غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے) صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضوان بھی شامل ہیں۔ (تھذیب الاسماء واللغات، 1/165، سیر اعلام النبلاء، 5/459) **وِلادت:** آپ کی وِلادت مدینۂ مُنوّرہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَورِ خِلافت کے آخری حصّے میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/457ملتقطاً) **حَسَن نام کس نے رکھا؟** وِلادت کے بعد آپ کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور انہی کی خواہش پر آپ کا نام "حَسَن" رکھا گیا (تذکرۃ الاولیاء، 1/34ملتقطاً) **کُنْیت:** آپ کی کنیت "ابو سعید" ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/456) **والِدہ ماجِدہ:** آپ کی والِدہ ماجِدہ کا نام "خَیْرَہ" ہے۔ یہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی کنیز تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/456) جب آپ کی والِدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کو چُپ کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا کرتیں۔ (تفسیر روح البیان، 8/354ملتقطاً) سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کے لئے یہ دُعا کیا کرتی تھیں: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! حسن کو مخلوق کا راہنما بنا دے۔" (مرآۃ الاسرار، 230) **حضرت حسن بَصْری کا پیشہ:** ابتدائی دَور میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے لیکن پھر دنیا سے بے رغبت ہو کر فکرِ آخرت میں گوشہ نشینی اختیار فرما لی۔ (تذکرۃ الاولیاء، 1/34-35ملتقطاً) **خوفِ خدا:** منقول ہے کہ آپ پر ہمیشہ غم کا غلبہ رہتا اور کبھی ہنستے نہ تھے (تفسیر قرطبی، 4/115) گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے اور کسی نے کبھی آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ (مرآۃ الاسرار، ص233) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر وقت اس طرح سہمے رہتے تھے جیسے انہیں سزائے موت سنادی گئی ہو۔" (احیاء العلوم، 4/231ملتقطاً) **کنویں سے پانی اُبل پڑا:** کچھ لوگ آپ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدّت سے پیاس لگی۔ راستے میں ایک کنویں پر نظر پڑی لیکن اس پر رسّی اور ڈول کچھ نہ تھا۔ جب حضرت حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے صورتِ حال بیان کی گئی تو فرمایا: جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا چنانچہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنویں میں سے پانی خود بخود اُبل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنویں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا، یہ اسی کا نتیجہ ہے؟ پھر آگے روانہ ہوئے تو راستے میں سے کچھ کھجوریں اُٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں، لوگوں نے وہ گٹھلیاں بیچ کر کھانے پینے کا سامان خریدا اور صدقہ بھی کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، 1/40ملتقطاً) **وِصالِ باکمال:** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وِصال رَجَبُ المُرَجَّب کے شروع میں 110 ہجری کو ہوا۔ اس وقت آپ کی مُبارک عمر کم و بیش 88 برس تھی۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/472) **نمازِ جنازہ:** شہرِ بصرہ میں نمازِ جمعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر بندگانِ خدا نے شرکت کی۔

(سیر اعلام النبلاء، 5/473ملتقطاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شعبہ فیضانِ صحابیات، المدینۃ العلمیہ (سردار آباد)

www.dawateislami.net

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دینی خدمات

سرزمینِ ہند میں جہاں عرصۂ دراز سے کُفروشِرک کا دَور دَورہ تھا، اور ظُلم وجَور کی فضا قائم تھی اور لوگ اَخلاق و کردار کی پستی کا شکار تھے۔ اس خطّے کے لوگوں کو نورِ ہدایت سے روشناس کروانے، ظُلم وسِتم سے نجات دلانے اور لوگوں کے عقائد واَعمال کی اِصلاح کرنے والے بُزرگانِ دین میں حضرت خواجہ مُعِینُ الدِّین سیّد حَسن چشتی اجمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوی کا اسمِ گرامی بہت نُمایاں ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وِلادت 537ھ بمطابق 1142ء کو سِجِستان یا سِیستان کے علاقے سَنْجَر میں ایک پاکیزہ اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ (اقتباس الانوار، ص345 ملخصاً) آپ کا اسمِ گرامی حَسن ہے اور آپ نَجِیْبُ الطَّرفَین سیّد ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مشہور اَلقابات میں مُعِینُ الدِّین، غریب نواز، سلطانُ الہند اور عطائے رسول شامل ہیں۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص18 ملخصاً) حُصولِ عِلْم کے لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شام، بغداد اور کرمان وغیرہ کا سفر بھی اختیار فرمایا نیز کثیر بزرگانِ دین سے اِکتسابِ فیض کیا جن میں آپ کے پیرومُرشد حضرت خواجہ عثمان ہارْوَنی اور پیرانِ پیر حُضُور غوثِ پاک حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما کے اَسماء قابلِ ذِکر ہیں۔ زیارتِ حَرَمَین کے دوران بارگاہِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کو ہند کی وِلایت عطا ہوئی اور وہاں دین کی خدمت بجا لانے کا حکم ملا۔ (سیر الاقطاب، ص143 ملخصاً) چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سرزمینِ ہند تشریف لائے اور اَجمیر شریف (راجستھان) کو اپنا مُستقل مسکن بناتے ہوئے دینِ اسلام کی تَرویج واِشاعت کا آغاز فرمایا۔ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دینی خدمات میں سب سے اَہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے اَخلاق، کِردار اور گُفتار سے اس خطّے میں اسلام کا بول بالا فرمایا۔ لاکھوں لوگ آپ کی نگاہِ فیض سے متاثر ہو کر کُفر کی اندھیریوں سے نکل کر اسلام کے نور میں داخل ہو گئے، یہاں تک کہ جادوگر سادھو رام، سادھو اَجے پال اور حاکم سبزوار جیسے ظالم وسَرکش بھی آپ کے حلقۂ اِرادت (مریدوں) میں شامل ہو گئے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص56 ملخصاً) ہند میں خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آمد ایک زبردست اسلامی، روحانی اور سماجی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ خواجہ غریب نواز ہی کے طُفیل ہند میں سِلسِلۂ چشتیہ کا آغاز ہوا۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص136) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِصلاح و تبلیغ کے ذریعے تَلامِذہ وخُلَفا کی ایسی جماعت تیار کی جس نے بَرِّ عظیم (پاک وہند) کے کونے کونے میں خدمتِ دین کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔ دہلی میں آپ کے خلیفہ حضرت شیخ قُطبُ الدِّین بَختیار کاکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَاقِی نے اور ناگور میں قاضی حمیدُ الدِّین ناگوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوی نے خدمتِ دین کے فرائض سرانجام دیئے۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص139تا142 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس مِشن کو عُرُوج تک پہنچانے میں آپ کے خُلَفا کے خُلَفا نے بھی بھرپور حصہ ملایا، حضرت بابا فرید گنجِ شَکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پاکپتن کو، شیخ جمالُ الدِّین ہانْسَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوی نے ہانسی کو اور شیخ نظامُ الدِّین اَولیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دہلی کو مرکز بنا کر اِصلاح و تبلیغ کی خدمت سرانجام دی۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص147 تا 156 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تحریر و تصنیف کے ذریعے بھی اِشاعتِ دین اور مخلوقِ خدا کی اِصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کی تصانیف میں اَنِیْسُ الْاَرْوَاح، کَشْفُ الْاَسْرَار، گَنْجُ الْاَسْرَار اور دیوانِ مُعِین کا تذکرہ ملتا ہے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص103 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تقریباً 45سال سرزمینِ ہند پر دینِ اسلام کی خدمت سرانجام دی اور ہند کے ظُلمت کدے میں اسلام کا اُجالا پھیلایا۔ آپ کا وِصال 6رجب 627ھ کو اَجمیر شریف (راجستھان ہند) میں ہوا اور یہیں مزار شریف بنا۔ آج برِّ عظیم پاک وہند میں ایمان واسلام کی جو بہار نظر آرہی ہے اس میں حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سعیِ بے مثال کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

www.dawateislami.net

ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

سید ریحان علی عطاری مدنی

اللہ کریم کے جن نیک بندوں نے اصلاحِ اُمّت اور اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں، ان میں ایک بڑا نام سلطانُ الہند، خواجہ غریب نواز حضرت سیّد معینُ الدّین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ کی ولادت 537 ہجری کو سیستان (موجودہ ایران) کے علاقے ”سَنجر“ میں ہوئی۔ (اقتباس الانوار، ص345) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً 81 سال راہِ خدا میں علم کے حصول اور مخلوقِ خدا کی اصلاح میں گزارے اور کئی کتابیں بھی تحریر فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 6 رجب المرجب 633 ہجری کو ہوا۔ (فیضانِ خواجہ غریب نواز، ص17، 25) خوش نصیب مسلمان ہر سال 6 رجب المرجب کو چھٹی شریف کے نام سے آپ کا عُرس مناتے اور ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں عُرسِ خواجہ غریب نواز اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے، رجب المرجب کے پہلے 6 دنوں میں روزانہ 6 مدنی مذاکروں کا سلسلہ ہوتا ہے، ان ایام میں ملک و بیرونِ ملک یہ مدنی مذاکرے دیکھے جانے کے ساتھ ساتھ ہزاروں عاشقانِ رسول دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں حاضر ہوکر فیضانِ خواجہ غریب نواز کی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ 6 رجب المرجب کو دُنیا بھر میں باقاعدہ ”اجتماعِ یومِ غریب نواز“ کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔

خواجہ غریب نواز کے ملفوظات حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ صادق اور خلیفۂ اکبر حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام ”دلیل العارفین“ رکھا۔ اس کتاب میں سے حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ملاحظہ کیجئے۔ ❁ نماز تمام مقامات سے بڑھ کر مقام ہے۔ نماز حق تعالیٰ سے ملاقات کا وسیلہ ہے۔ (دلیل العارفین، ص75) ❁ وہ لوگ کیسے مسلمان ہیں جو فرض نماز میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہی گزر جاتا ہے (اور پھر قضا پڑھتے ہیں) ان کی مسلمانی پر 20 ہزار مرتبہ افسوس ہے جو مولا کریم کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ **حکایت** ایک دفعہ یوں ارشاد فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسے شہر سے ہوا جہاں کے لوگ وقت سے پہلے ہی نماز کے لئے تیار ہوجاتے اور بروقت نماز کی ادائیگی کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہم جلد ہی نماز کی تیاری نہیں کریں گے تو ہوسکتا ہے اس کا وقت نکل جائے پھر کل قیامت کے روز کس طرح یہ منہ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دکھاسکیں گے؟ (دلیل العارفین، ص83) ❁ نماز ایک امانت ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے سپرد کی ہے، لہٰذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ (دلیل العارفین، ص83) جو شخص قراٰن مجید کو دیکھتا ہے اللہ کریم کے فضل سے اس کی بینائی تیز ہوجاتی ہے، اس کی آنکھ نہ دُکھتی ہے نہ خشک ہوتی ہے۔ (دلیل العارفین، ص92) ❁ جس نے جو کچھ پایا خدمت سے پایا۔ پس مُرید پر لازم ہے کہ پیر کے فرمان سے ذرّہ برابر بھی تجاوز نہ کرے۔ پیر صاحب جو کچھ اسے نماز، تسبیح اور اوراد وغیرہ کے بارے میں فرمائیں، اسے غور سے سُنے اور اس پر عمل کرے کیونکہ پیر، مُرید کو سنوارنے کے لئے اور اسے کمال تک پہنچانے کے لئے عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ (دلیل العارفین، ص75)

www.dawateislami.net

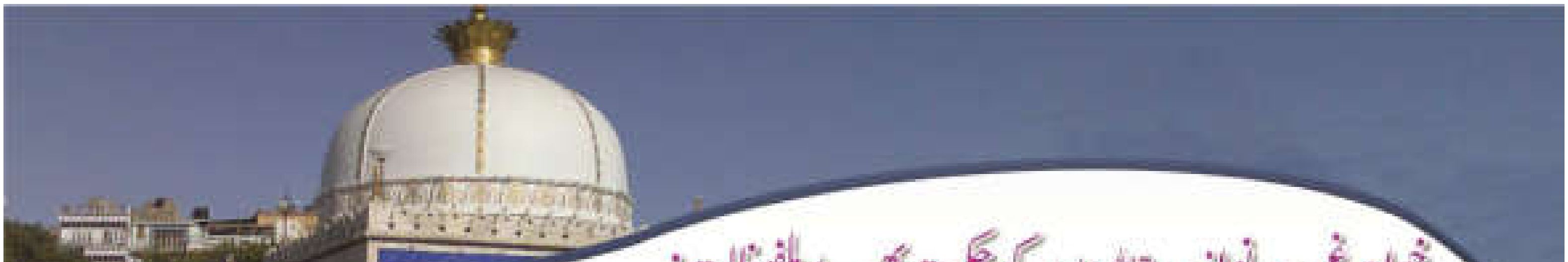

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت بھرے ملفوظات:

- بد بختی کی علامت یہ ہے کہ انسان گناہ کرتے رہنے کے باوجود بھی اللہ پاک کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے۔(خوفناک جادوگر، ص25 ملخصاً)
- مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا، حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، قیدیوں کو قید سے چھڑانا یہ سب باتیں اللہ پاک کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔(معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص124)
- اگر کوئی برا شخص کچھ عرصہ نیکوں کی صحبت میں رہے تو ضرور ان کی صحبت کا اثر اس میں ہو جائے گا اور وہ نیک بنے گا اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو ان کی صحبت کا اثر اسے بد کر دے گا۔(ہشت بہشت، ص106، دلیل العارفین، ص50 ملخصاً)
- جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنے گھر کو ویران کرتا ہے اور اس کے گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔(ہشت بہشت، ص70، دلیل العارفین، ص14 ملخصاً)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہر سال ماہِ رَجَبُ المرجب کی چھ تاریخ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے جسے اہلِ محبت چھٹی شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

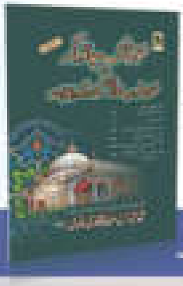

مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ "خوفناک جادوگر" کا مطالعہ کیجئے۔

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

رجب المرجب میں وصال فرمانے والے بزرگانِ دین

رَجَبُ الْمُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، عُلَمائے اسلام اور اولیائے عِظام کا یومِ وصال یا یومِ عُرس ہے، ان میں سے 18 کا مختصر ذِکر 4 عُنوانات کے تحت پیشِ خدمت ہے۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان

(1) نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا جان حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل عبّاس ہاشمی قُرَشی مکی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عامُ الفیل سے 3 سال قبل مَکَّۃُ مُکَرَّمہ میں پیدا ہوئے اور 14 رجب 32ھ کو مدینۂ منورہ میں وِصال فرمایا، تدفین جَنَّتُ الْبَقِیع میں ہوئی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، 26/273، 379) (2) سلمانُ الْخَیْر حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ اسی رسالے کے صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیے۔

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام

(3) حضرت سیِّدُنا ابوالحسن امام مُوسیٰ کاظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم، امامِ کبیر، صاحبِ سخاوت و تقویٰ اور حُسنِ اخلاق کے پیکر تھے، 128ھ کو اَبْواء، حجازِ مُقدّس میں پیدا ہوئے اور 25 رجب 183ھ کو بغدادِ مُعلّٰی میں وِصال فرمایا۔ آپ کا مزار دعاؤں کی قبولیّت کا مقام ہے۔ (تہذیب التہذیب، 10/302، میزان الاعتدال، 4/202) (4) امامُ الطّائفہ حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم جنید بغدادی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی عالمِ باعمل، صُوفیِ باصفا اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے شروع میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 297ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار شریف بغداد شریف کے علاقے شُوْنِیْزِیَہ میں مَرجعِ خلائق ہے۔ (تاریخ بغداد، 8/168، مرآۃ الاسرار، ص 349)

(5) حضرت سیِّدُنا سالار مسعود غازی عَلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، مُجاہدِ اسلام، ولیِ کامل اور عارِف باللہ تھے۔ اجمیر (راجستھان، ہند) میں 405ھ میں پیدا ہوئے اور 10 رجب 424ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا، مزار مُبارک غازی نگر بہرائچ (یوپی) ہند میں مرکزِ فیض ہے۔ (مرآۃ الاسرار، ص 439تا451، دائرہ معارفِ اسلامیہ 10/762)

(6) حضرت سیِّدُنا سخی سرور سیِّد احمد سلطان چشتی سُہروردی قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ باعمل اور مشہور صُوفی بزرگ ہیں، سرور کوٹ میں 524ھ میں پیدا ہوئے اور 22 رجب 577ھ میں وصال فرمایا، آپ کا مزار بستی سخی سرور (ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب پاکستان) میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔
(تذکرہ اولیائے پاکستان، ص 131، دائرہ معارف اسلامیہ 10/762)

خاندان و اَحبابِ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ

(7) سِراجُ العارفین حضرت مولانا سیِّد ابوالحُسین احمد نُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالمِ دین، شیخِ طریقت اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ 1255ھ میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1324ھ میں وِصال فرمایا۔ مزارِ پُرانوار مارہرہ مُطَہَّرہ (ضلع ایٹہ یوپی) ہند میں ہے۔ "سِراجُ العَوارِف فِی الوَصَایَا وَالْمَعَارِف" آپ کی اہم کتاب ہے۔ (تذکرۂ نوری، ص 146، 275، 218) (8) شبیہِ غوثِ اعظم، مُجدِّدِ سلسلۂ اشرفیہ حضرت مولانا سیِّد علی حسین اشرفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالمِ دین، شیخِ طریقت، مَرجعِ عُلَما اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1266ھ کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1335ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار شریف کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنت، 188تا190) (9) صدرُ العُلَما مفتی محمد تحسین رضا خان رَضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالمِ باعمل، مفتیِ اسلام، اُستاذُ العُلَما اور مُحدِّث تھے۔ 1348ھ میں پیدا ہوئے اور 18 رجب 1428ھ میں وِصال فرمایا، مزار

www.dawateislami.net

مُبارک محلّہ کانکر ٹولہ، علامہ تحسین رضا روڈ، پرانا شہر بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔ (سالنامہ تجلیاتِ رضا، شمارہ6، 46/ 82)

خُلَفا وتَلامِذہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ

(10) شیخِ طریقت، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عبد الحکیم خان شاہجہانپوری قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ باعمل، صُوفی، مُصَنِّف اور یادگارِ اَسلاف تھے۔ مَوضَع کرلان نزد شاہجہانپور ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے اور یکم رجب 1388ھ کو الٰہ آباد (یوپی) ہند میں وِصال فرمایا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص188تا194، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص11)

(11) اُستاذُ العُلَما مولانا احمد بخش صادق تونسوی رَضْوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ باعمل، شاعر، صاحبِ تصنیف، مُدَرِّس و مُہتَمِم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف اور بانیِ جامع مسجد احمد بخش (بلاک12، ڈیرہ غازی خان پنجاب) تھے۔ 1262ھ میں پیدا ہوئے اور 2 رجب 1364ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مذکورہ جامع مسجد سے مُتَّصِل ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص124)

(12) تلمیذِ اعلیٰ حضرت، مفتی تقدّس علی خان رَضْوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ باعمل، شیخ الحدیث اور اُستاذُ العُلَما ہیں۔ 1325ھ میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 3 رجب 1408ھ میں پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میرس بابُ الاسلام سندھ میں وِصال فرمایا، مزار یہاں کے قبرستان میں ہے۔ (مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص682، 273)

(13) تلمیذِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت حضرت مولانا سیّد علی اصغر شاہ جماعتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ باعمل، شاعر اور مُبَلِّغِ اسلام تھے۔ پیدائش 1321ھ میں ہوئی اور وِصال 3 رجب 1411ھ میں ہوا، مزار پُرانوار آستانہ عالیہ نقشبندیہ لاثانیہ علی پور سیداں ضلع نارووال پنجاب (پاکستان) میں ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخِ قادریہ، ص264)

(14) سیّدُ السادات حضرت مولانا پیر سیّد فتح علی شاہ نقوی قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ دین، واعظ، شاعر اور صاحبِ تصنیف تھے، 1296ھ میں پیدا ہوئے اور 9 رجب 1377ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار جامع مسجد سیّد فتح علی شاہ سے مُتَّصِل محلّہ کھراسیاں جیرامپور کھروٹہ سیداں ضلع ضیاکوٹ (سیالکوٹ، پنجاب پاکستان) میں ہے۔ (تذکرہ اکابرینِ اہلِ سنّت، ص367)

(15) عالِمِ ربّانی حضرت مولانا ابوالفخر محمد نور قادری رَضْوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ باعمل، شاعر، مُصَنِّف، اُردو اور عربی زبان کے ماہر تھے۔ 13 رَجَبُ الْمُرَجَّب 1307ھ میں پیدا ہوئے اور 1333ھ میں وِصال ہوا۔ آپ کا مزار پنجاب (پاکستان) کے شہر چکوال سے مُتَّصِل مَوضَع اوڈھروال کے قبرستان میں ہے، آپ نے 15 کُتُب تالیف فرمائیں۔ آپ کا یومِ عُرس 13 رجب ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنّت ضلع چکوال، ص45، 47، 118)

(16) مُحَدِّثِ اَعظم ہند حضرت مولانا سیّد محمد کچھوچھوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ کامل، مُفَسِّرِ قراٰن، واعظِ دلنشین، صاحبِ دیوان شاعر اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1311ھ میں پیدا ہوئے اور 16 رجب 1381ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مُبارک کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی) ہند ہے۔ 25 تصانیف میں سے ترجمۂ قراٰن "معارفُ القراٰن" کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص219تا224)

(17) امامُ المُحَدِّثین حضرت مولانا سیّد محمد دیدار علی شاہ مشہدی نقشبندی قادری مُحَدِّث اَلوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، جیّد عالِم، اُستاذُ العُلَما، مفتیِ اسلام تھے۔ آپ اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1273ھ کو اَلور (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور مرکزُ الاولیا لاہور میں 22 رجب 1345ھ میں وِصال فرمایا۔ دارُ العُلوم حزبُ الاحناف اور فتاویٰ دیداریہ آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا مزار مُبارک اندرونِ دہلی گیٹ محمدی محلّہ مرکزُ الاولیا لاہور میں ہے۔ (فتاویٰ دیداریہ، ص2)

(18) تاجُ الفُیُوض حضرت مولانا احمد حسین امروہی نقشبندی قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ باعمل، شیخِ طریقت، شاعر، کئی کُتُب کے مُصَنِّف اور مُترجِم تھے۔ 1289ھ میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 1361ھ میں وِصال فرمایا۔ تدفین والدِ گرامی کے پہلو امروہہ ضلع مُرادآباد (یوپی) ہند میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخِ قادریہ، ص264)

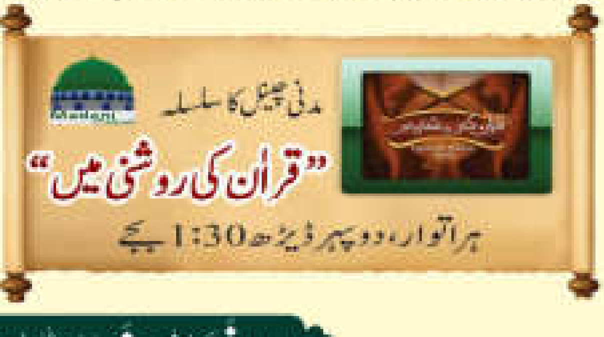

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

(وہ بزرگانِ دین جن کا وصال یا عرس رَجَبُ الْمُرَجَّب میں ہے)

رَجَبُ الْمُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عِظام کا یومِ وصال یا عرس ہے، ان میں سے 21 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب 1438ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا مزید 18 کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (1) **حضرتِ سیّدنا نُضیر بن حارث** رضی اللہ تعالٰی عنہ قُرشی عَبْدَری، صحابی، مہاجر، مجاہد، شہید اور حلمائے قریش سے تھے، جنگِ یرموک میں رجب 15ھ کو شہید ہوئے۔ آپ وہ صحابی ہیں جو دولتِ اسلام کے مل جانے پر کثرت سے شکرِ الٰہی بجالایا کرتے تھے۔ (اسد الغابہ، 5/338) (2) صحابیِ رسول **حضرتِ سیّدنا سعید بن حارث** قُرشی سَہْمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حبشہ ہجرت فرمائی پھر مدینۂ منورہ آئے، آپ نے جنگِ یَرمُوک میں رجب 15ھ کو شہادت پائی۔ (اسد الغابہ، 2/451تا452) (3) سلطانِ اسلام، **حضرتِ سیّدنا امیر معاویہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل مکّہ شریف میں پیدا ہوئے۔ صحابیِ رسول، امینِ اَسرارِ نبوت، کاتبِ وحی، حلم و سخاوت کے مالک اور مجموعۂ مناقب ہیں۔ رجب المرجب 60ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک دِمشق (شام) میں ہے۔ (الاصابہ، 6/120، تاریخ ابن عساکر، 59/240)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السَّلام (4) امامُ المسلمین حضرتِ **امام مُسلم بن حَجّاج** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 206ھ میں نیشاپور (خراسان) میں ہوئی۔ 24 رجب 261ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک نیشاپور میں ہے۔ غیر معمولی ذہانت کے مالک، حافظُ الحدیث، امامُ المُحَدِّثین اور عظیم شخصیت کے مالک تھے، اپنی تصنیف "صحیح مسلم" کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ (جامع الاصول، 1/124، محدثین عظام حیات وخدمات، ص323تا332) (5) امامُ الائمہ حضرتِ **امام ابو عیسیٰ محمد ترمذی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 209ھ میں ترمذ (ساحل نہر جیحون) اُزبکستان میں ہوئی اور یہیں 13 رجب 279ھ کو وصال فرمایا۔ شیخُ المحدثین، محسنِ اُمّت، علم و عمل کے پیکر اور احادیث کی مشہور کتاب "سُنَنِ ترمذی" کے مصنف ہیں۔ (جامع الاصول، 1/129، محدثین عظام حیات وخدمات، ص357تا363) (6) شیخ الاسلام، **مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1104ھ کو ضلع ٹھٹھہ (باب الاسلام سندھ) میں ہوئی اور 6 رجب 1174ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مَکلی شریف ضلع ٹھٹھہ میں ہے۔ استاذُ العلماء، عظیم مُحدِّث، بہترین فقیہ، قادرُ الکلام شاعر، عربی، فارسی اور سندھی زبان میں تقریباً 300 کتب کے مصنف، بانی و شیخُ الحدیث دارالعلوم ہاشمیہ ٹھٹھہ، قاضیُ القضاۃ اور سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت تھے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص713تا718، سیرت سید الانبیاء، ص45تا49) (7) فقیہِ اعظم حضرت **مفتی محمد نور اللہ نعیمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1332ھ کو بصیر پور (اوکاڑہ) پاکستان میں ہوئی۔ محدّثِ دوراں، عالمِ باعمل، مصنفِ کتب، بانی و شیخُ الحدیث دارُالعلوم حنفیہ فریدیہ اور شیخِ طریقت تھے، پانچ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ نوریہ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ یکم رجب 1403ھ کو وصال فرمایا۔ (فتاویٰ نوریہ، 1/68تا98) (8) واعظِ شیریں بیان خطیبِ اعظم پاکستان **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1348ء میں (کھیم کرن،

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس المدینۃ العلمیہ، بابُ المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی۔ 21 رجب 1404ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک (گلستان اوکاڑوی سولجر بازار) بابُ المدینہ کراچی میں ہے۔ عالمِ باعمل، رہنمائے اہلِ سنت، کئی کتب کے مصنف اور بہترین واعظ تھے، خلقِ کثیر نے آپ سے فیض پایا۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص866تا869)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام

9 سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخِ طریقت، حضرت خواجہ یوسف ہَمْدانی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 441ھ میں بُوزَنْجِرْد (مضافاتِ ہمدان) ایران میں ہوئی۔ عالمِ دین، بانیٔ دارُالعلوم، کئی کتب کے مصنف، غوثِ زمانہ اور شیخُ الشیوخ ہیں۔ 27 رجب 535ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مَرْو قدیم جنوبی تُرکمانستان میں ہے۔ (تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص197تا203) 10 عمادُ الدین حضرت سیّدنا ابو صالح عبدالله نَصْر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 562ھ کو بغداد (عراق) میں ہوئی۔ خاندانِ غوثیت کے چشم و چراغ، سراجُ العلماء، فخرُ الفضلاء، قاضیُ القُضاۃ (چیف جسٹس)، وسیعُ العلم، جلیل القدر اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے انیسویں شیخِ طریقت ہیں۔ 27 رجب 632ھ کو وصال فرمایا اور بغداد میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص187تا192) 11 سلطانُ الہند، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین سیّد حسن سَنْجَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 537ھ میں سجستان (موضع سنجر) ایران میں ہوئی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، نجیب الطرفین سیّد، صاحبِ دیوان شاعر اور مشہور ترین ولی اللہ ہیں۔ لاکھوں کفار آپ کے دستِ اقدس پر اسلام لائے۔ 6 رجب 627ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک اجمیر شریف (راجستھان) ہند میں دُعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ (اخبار الاخیار، ص23، اقتباس الانوار، ص344تا385) 12 قدوۃُ السالکین، حضرت سیّد میر موسیٰ جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت باسعادت بغداد شریف عراق میں ہوئی۔ 13 رجب 763ھ کو وصال فرمایا، تدفین بغداد شریف (عراق) میں ہوئی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص199) 13 پیرِ محافظ، حضرت سیّدنا شیخ بدرالدین بدرِ عالم جُنیدی میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت میرٹھ (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 25یا 27 رجب 844ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک چھوٹی درگاہ کے نام سے بہار ہند میں ہے۔ آپ بہار و بنگال کے مشہور ترین ولیِ کامل ہیں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 157/4) 14 امامُ الاَصفیاء حضرت سیّدنا قاضی ضیاءُ الدین جیاء عثمانی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 925ھ قصبہ نیوتنی (ضلع اناؤ، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، استاذُ العلماء اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے اٹھائیسویں شیخِ طریقت ہیں۔ 21 رجب 989ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قصبہ نیوتنی میں ہے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص221 تا 223، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ، 73/2) 15 قبلۂ عالم، حضرت خواجہ سیّد فیض محمد شاہ قندھاری نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1266ھ میں موضع قلعۂ سیداں قندھار افغانستان میں ہوئی۔ 18 رجب 1380ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک فیض آباد تحصیل تاندلیانوالہ ضلع سردار آباد (فیصل آباد پنجاب) پاکستان میں ہے۔ (تذکرہ خلفاء حضرت ایشاں، ص646تا657) 16 استاذُ العلماء، عاشقِ اعلیٰ حضرت، پیر بارُو حضرت خواجہ عبدالله نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت فتح پور ضلع لیہ میں ہوئی اور وصال 19 رجب 1399ھ کو فرمایا، مزار مبارک موضع پیربارُو شریف (تحصیل فتح پور ضلع لیہ پنجاب) پاکستان میں ہے۔ (فیوضات حسنیہ، ص483تا487)

خلفائے اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربّ العزت

17 عالمِ باعمل حضرت شیخ عبدالقادر کُردی آفندی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1275ھ کو اِرْبِیل (کردستان) عراق میں ہوئی۔ عالمِ دین، مکۂ مکرمہ کے مُجاوِر، مُترجِم، مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ 9 رجب 1365ھ کو طائف میں وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے۔ (اجازات متینہ، ص69، 31، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص67) 18 عالمِ جلیل، حضرت شیخ سیّد محمد عبدالحی کَتّانی حسنی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1305ھ فاس مغرب (یعنی مراکش) میں ہوئی۔ 12 رجب 1382ھ کو وصال فرمایا۔ نیس(Nice) فرانس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ مُحدِّثِ عرب و عجم، عالمِ باعمل، کئی کتب کے مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ آپ کی کتاب ”فِہْرِسُ الفَہارِس“ علمائے سِیَر (علمائے سیرت) میں معروف ہے۔
(نظام حکومت نبویہ مترجم، ص27، الاعلام للزرکلی، 187/6)

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مزار شریف حضرت نعمت اللہ شاہ

مزار شریف حضرت ابراہیم داؤد بندگی

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

رجبُ المرجّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اولیائے عظام اور عُلَمائے اسلام کا یومِ وصال یا عُرس ہے، ان میں سے 39 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رجب المرجب 1438ھ اور 1439ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا، مزید 15 کا تعارُف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت سیّدُنا عبدُاللہ ذُوالْبِجَادَیْن مُزَنی رضی اللہ عنہ یتیم تھے، چچا نے پرورش کی، اسلام قبول کیا تو چچا نے ناراض ہوکر سب کچھ چھین لیا، بدن پر صرف دو چادریں تھیں اسی وجہ سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذُوالْبِجَادَیْن (دو چادروں والے) کا لقب عطا فرمایا، تلاوتِ قراٰن سے شغف رکھتے تھے، رجب 9ھ کو غزوۂ تبوک میں بخار کی وجہ سے فوت ہوئے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبر میں اُتارا اور ان کے لئے قابلِ رشک دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ اَمْسَیْتُ عَنْهُ رَاضِیًا فَارْضَ عَنْهُ یعنی اے اللہ! میں اس سے راضی ہو چکا ہوں، پس تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ (مسند بزار، 3/122، حدیث:1706، المعجم، 3/377، سیرت ابن ہشام، ص519) 2 حضرت سیّدُنا ابو عبدُ الرّحمٰن حارث بن ہِشام مخزومی رضی اللہ عنہ فتحِ مکّہ کے دن ایمان لائے۔ آپ معزز، مکرم، شریف، بہادر، نڈر، مجاہد، شہید اور صحابی ہیں۔ آپ کا شمار قبلِ اسلام اور بعدِ اسلام معززینِ مکّہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی شہادت جنگِ یرموک میں رجب 15 ہجری کو ہوئی۔ (اسد الغابۃ، 1/514، 515)

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام

3 طاؤسُ الفقراء حضرت سیّدُنا خواجہ ابو نصر عبدُاللہ سراج طُوسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت طُوس (صوبہ خُراسان) ایران میں ہوئی اور یہیں رجب 378ھ میں وصال فرمایا۔ آپ عالمِ باعمل، زاہدِ زمانہ، شیخِ طریقت اور مصنّفِ کُتُب ہیں۔ علمِ تصوف کی پہلی کتاب "اللمع" آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 8/452) 4 شمسُ الصوفیاء حضرت خواجہ سیّد قطبُ الدّین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 430ھ کو ضلع چشت (صوبہ ہرات) افغانستان میں ہوئی اور یہیں یکم رجب 537ھ کو وصال فرمایا۔ مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، علم و تقویٰ کے جامع، قطبِ وقت، صاحبِ تصنیف اور اکابر اولیا سے ہیں۔ منہاجُ العارفین آپ کی کتاب ہے۔ (المصطفیٰ والمرتضیٰ، ص248، تحفۃ الابرار مترجم، ص57) 5 سلطانُ الفقراء سیّد نورُ الدّین نعمت اللہ ولی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 731ھ حلب شام میں ہوئی اور 22 رجب 834ھ کو ماہان (صوبہ کرمان) مشرقی ایران میں وصال فرمایا، یہاں عالیشان مزار ہے۔ "قصیدہ شاہ نعمت اللہ" حیرت انگیز انکشافات کا مجموعہ ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 22/415) 6 مرشد شاہ ابو المعالی حضرت سیّد محمد ابراہیم داؤد بندگی کرمانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 919ھ سیت پور (تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ ولیِ کامل، متوکل، فیاض، صاحبِ مجاہدہ و کشف و کرامات اور گوشہ نشین جلیلُ القدر قادری بزرگ تھے۔ سینکڑوں غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا۔ 27 رجب 982ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک شیر گڑھ (نزد چونیاں) ضلع اوکاڑہ پاکستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ (مقامات داؤدی، ص5تا11، وفیات الاخیار، ص38) 7 قطبِ زمانہ حضرت شیخ نظامُ الدّین فاروقی تھانیسری بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت نویں صدی ہجری میں تھانیسر (دہلی) ہند میں ہوئی اور 28 رجب 1035 یا 1036 ہجری کو بلخ (صوبہ بلخ) افغانستان میں وصال فرمایا۔ آپ شیخِ طریقت، ولیِ کامل اور صاحبِ تصنیف و کرامات تھے۔ (اقتباس الانوار، ص698)

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس المدینۃ العلمیہ، بابُ المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

مزار شریف حضرت منعم پاک

مزار شریف حضرت امام نووی

مزار شریف بحر العلوم حضرت علامہ عبدالعلی قادری

8 شیخ المشائخ حضرت مخدوم محمد منعم پاک باز قادری ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بچھپا (نزد شیخ پور ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی اور 11 رجب 1185ھ کو وصال فرمایا، مزار میتن گھاٹ پٹنہ (صوبہ بہار) ہند میں ہے۔ آپ عظیم شیخ طریقت ہیں پاک و ہند، بنگلا دیش، برما اور سری لنکا میں آپ کے سلسلے کی خانقاہوں کی تعداد 200 ہے۔ (تذکرۃ الصالحین، ص52تا54) 9 قطبِ زمانہ، حضرت سید احمد بن ادریس فاسی عرائشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بارھویں صدی ہجری میں میسورا (مضافات فاس) المغرب (مراکش) میں ہوئی اور 21 رجب 1253ھ کو شمالی یمن کے قریب شہر صبیا (صوبہ جازان) عرب شریف میں وصال فرمایا۔ آپ امام العلماء و الاولیاء، صاحب العلم و التدریس، بانیِ سلسلہ ادریسیہ احمدیہ اور اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ (العقد النفیس، ص3تا7، جامع کرامات اولیاء، 2/447)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام

10 امام الفقہاء حضرت سیّدنا امام ابو الحسین احمد قُدوری بغدادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 362ھ کو بغداد عراق میں ہوئی اور 5 رجب 428ھ کو بغداد میں وصال فرمایا، مزار شارع منصور بغداد عراق میں ہے۔ آپ جید عالم، زاہد زمانہ، مجتہدِ مقید (صاحب تخریج و ترجیح) اور محدثِ وقت تھے۔ تصانیف میں کتاب تجرید (7 جلدیں) اور مختصر القدوری مشہور ہیں۔ (حدائق الحنفیہ، ص216، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص40) 11 فخر الاسلام امام ابو الحسن علی بزدوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 400ھ کو بزدوہ (نزد نخشب / قرشی) ازبکستان میں ہوئی۔ 5 رجب 482ھ کو کش (نزد نخشب / قرشی) میں وصال فرمایا۔ آپ شیخ الحنفیہ، عالم باعمل، ماہر علوم و فنون اور مجتہد فی المسائل ہیں۔ تصانیف میں اصولِ بزدوی (کنز الوصول الی معرفۃ الاصول) یادگار ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص228، اصول البزدوی، ص377) 12 ملک العلماء حضرت سیّدنا علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چھٹی صدی ہجری میں کاسان (موجودہ قازان) ازبکستان میں ہوئی۔ 10 رجب 587ھ کو حلب شام میں وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، عظیم فقیہِ حنفی، امام زمانہ، امیر کاسان، استاذ الفقہاء اور صاحبِ تصنیف تھے۔ فقہِ حنفی کی بہترین کتاب "بَدَائِعُ الصَّنَائِع فِی تَرْتِیْبِ الشَّرَائِع" آپ کی تصنیف کردہ ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص256، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص69، بدائع الصنائع، 1/9) 13 شیخ الاسلام امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 631ھ میں نویٰ (مضافاتِ شہر حوران) شام میں ہوئی اور یہیں 24 رجب 676ھ کو وصال فرمایا۔ آپ محدثِ کبیر، فقیہ و مُحَرِّرِ فقہِ شافعی، ماہرِ علمِ لغت، زہد و تقویٰ کے جامع، تقریباً 40 کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ پاک و ہند میں آپ کی کتب "ریاض الصالحین" اور "شرح صحیح مسلم" مشہور ہیں۔ (دلیل الفالحین، 1/11تا21) 14 صاحبِ بحر الرائق حضرت سیّدنا شیخ ابنِ نُجَیم زین العابدین بن ابراہیم مصری حنفی خلوتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 926ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 8 رجب المرجب 970ھ کو وصال فرمایا۔ فقہ اور اصولِ فقہ سمیت تمام علوم کے جامع، استاذ العلماء، مصنفِ کتب اور مفتیِ اسلام تھے۔ (البحر الرائق، 1/5، الطبقات السنیہ، 1/289) 15 بحر العلوم علّامہ عبد العلی محمد فرنگی محلی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فرنگی محل لکھنؤ (یوپی) ہند میں 1142ھ کو ہوئی اور 12 رجب 1225ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدراس (جنوبی ہند) کی مسجد والا شاہی کے پہلو میں ہوئی۔ آپ بانیِ درسِ نظامی علّامہ نظام الدین سہالوی کے لختِ جگر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، استاذ العلماء، فَوَاتِحُ الرَّحَمُوْت بِشَرْحِ مُسَلَّمِ الثُّبُوْت سمیت کثیر کتب کے مصنف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے ہیں۔ (تذکرہ علمائے فرنگی محل، ص137تا141)

www.dawateislami.net

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی*

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مزار شریف حضرت سلمان فارسی

مزار شریف حضرت عمر بن عبد العزیز

مزار شریف امام حسن بصری

رَجَبُ المُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، عُلمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا یومِ وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 50 کا مختصر ذِکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رَجَبُ المُرَجَّب 1438ھ تا 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا، مزید 12 کا تعارُف مُلاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:**

(1) جلیلُ القدر صحابی حضرت سیّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رَامَہُرْمُز (خُوزستان، ایران) کے باشندے تھے، آپ کا وِصال 10 رجب 33 یا 36ھ کو مدائن (عراق) میں ہوا، یہیں سلمان پارک کے علاقے میں مزارِ مبارک دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، آپ طویلُ العمر، مجاہدِ اسلام، گورنرِ مدائن، مُشتاقِ جنّت، سلسلۂ نقشبندیہ کے تیسرے شیخِ طریقت اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سَلْمَانُ الْخَیْر، سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت (سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں) کی خوشخبریاں پانے والے ہیں۔[1] (2) محبوبِ قوم حضرت نُعَیم نَحّام بن عبدُ اللہ عَدَوی قُرَشی رضی اللہ عنہ قدیمُ الاسلام صحابی، بیواؤں، یتیموں اور فقراء کی خبر گیری کی وجہ سے اپنی قوم کے محبوب تھے، اسی وجہ سے ہجرت سے روکے گئے، ہجرت کے چھٹے سال اپنی قوم کے 40 افراد کے ساتھ ہجرت کی اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، ایک روایت کے مطابق رجب 15ھ کو جنگِ یَرْمُوک میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی عظمت اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھی معلوم ہوتی ہے: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ نَحْنَحَةً مِّنْ نُّعَیْمٍ یعنی میں جنّت میں گیا تو وہاں نُعیم کے کھنکارنے کی آواز سنی۔[2] **اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السَّلام:** (3) خلیفۂ راشد، امیرُالمؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز اُموی قُرَشی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 63ھ کو مدینۂ منورہ کے دولت مند خاندان میں ہوئی اور 20 رجب 101ھ کو دَیرِ سِمعان (معرۃ النعمان، صوبہ ادلب) شام میں وِصال فرمایا، یہیں مزارِ مبارک ہے۔ آپ تابعی، عالمِ دین، زاہد و متقی، خوفِ خدا کے پیکر، امامِ عادل، مجدّدِ اسلام اور اسلام کی مؤثر و مثالی شخصیت تھے، آپ نے نہ صرف احادیث کو جمع کرنے کا حکم دیا بلکہ ان کی بھرپور اِشاعت بھی فرمائی۔[3] (4) امامُ الاولیاء حضرت حسن بَصْری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 21ھ کو مدینہ شریف میں ہوئی اور وِصال یکم رجب 110ھ کو فرمایا، مزارِ مبارک مدینۃُ الزبیر (ضلع بصرہ) عراق میں ہے۔ آپ اُمُّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پانے والے، حافظِ قراٰن، سیّدُ التابعین، عالمِ جلیل، فقیہ و محدّث، فصیحِ زمانہ، رقیقُ القلب (نرم دل)، ولیِ کامل، خلیفۂ حضرتِ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سلسلۂ چشتیہ کے تیسرے شیخِ طریقت ہیں۔[4] (5) امامُ الوقت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 80ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہیں 15 رجب 148ھ کو وِصال فرمایا، جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے، آپ خاندانِ اہلِ بیت کے چشم و چراغ، جلیلُ القدر تابعی، محدّث و فقیہ، علّامۂ دہر، استاذِ امامِ اعظم اور سلسلۂ قادریہ کے چھٹے شیخِ طریقت ہیں۔[5] (6) بانیِ سلسلۂ علوانیہ حضرت سیّد احمد بن علوان حَسَنی شافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت تقریباً 600ھ کو مَوضع ذو الجنان (مضافات جبل ذخر صوبہ معافر) یمن میں ہوئی اور 20 رجب 665ھ کو یفرس (مضافات جبل حبشی صوبہ تعز) یمن میں وِصال فرمایا، یہیں مزارِ مبارک زیارت گاہِ عام ہے۔ آپ جیّد عالمِ دین، صاحبِ کراماتِ کثیرہ، مصنّفِ کُتُبِ جلیلہ، تاجُ الاصفیاء، جَوزیِ یمن، صَفِیُّ الدّین جیسے القابات سے مُلَقّب (یعنی لقب دیئے گئے) اور یمن کے اکابر اولیا سے ہیں۔ تصانیف

* رکنِ شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، کراچی

www.dawateislami.net

میں سے اَلتَّوحِیدُ الْاَعْظَم اور اَلْبِہرجان بھی ہیں۔[6] 7 عُمدۃُ العارِفین حضرتِ وقت خواجہ حافظ محمد حسن جان سرہندی مجدِّدی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1278ھ کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی اور وِصال 2رجب 1365ھ کو فرمایا، تدفین مقبرہ شریف دامنِ کوہ گنجو ٹکر (نزد حیدرآباد سندھ) میں والدِ گرامی کے مزار سے متصل ہوئی۔ آپ آستانۂ عالیہ سرہندیہ مجدِّدیہ کے چشم و چراغ، حافظِ قراٰن، تلمیذِ عُلَمائے عرب و عجم، جامعِ عُلوم ظاہری و باطنی، دینی و ملّی خدمات میں فعال (Active)، مرجعِ عوام و عُلَما اور 25 سے زائد کتب و رسائل کے مصنّف تھے۔[7] عُلمائے اسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم 8 عالمِ شہیر حضرت علّامہ قاضی شہابُ الدّین احمد دولت آبادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 750ھ کو دولت آباد (ضلع اورنگ آباد صوبہ مہاراشٹر) ہند میں ہوئی۔ 25 رجب 849ھ کو جونپور (یوپی) ہند میں وِصال فرمایا، مزار مسجد اٹالہ سے متصل راج کالج میں ہے۔ آپ عظیمُ المرتبت عالمِ دین، جامعِ معقول و منقول، مرجعِ عوام و خواص، قاضی القضاۃ، استاذُ العُلَماء اور چشتیہ سلسلے سے منسلک تھے، 18 تصانیف میں سے تفسیر قراٰن بحرِ مَوّاج، شرح کافیہ، کتاب الارشاد اور بدیعُ البیان بھی ہیں۔[8]

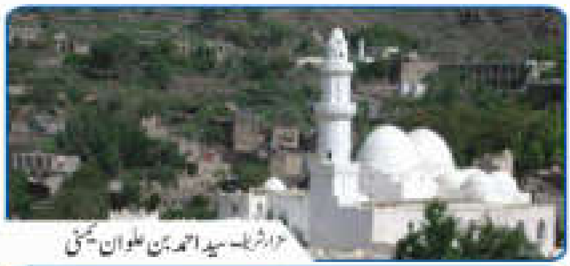
مزار شریف۔ سید احمد بن علوان یمنی

مزار شریف خواجہ حسن جان سرہندی

مزار شریف قاضی شہاب الدین احمد دولت آبادی

9 مفسّرِ قراٰن، بَیْہَقیِ وقت حضرت مولانا قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت تقریباً 1145ھ کو پانی پت (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یہیں یکم رجب 1225ھ کو وِصال فرمایا۔ تدفین مزارِ مخدوم جلال الدین کبیرُ الاولیا کے قریب ایک احاطے میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، قاضی و مفتیِ اسلام، شیخُ الحدیث و التفسیر اور سلسلۂ نقشبندیہ مجدِّدیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ تصانیف میں تفسیرِ مظہری اور مَالَابُدَّ مِنْہُ یادگار ہیں۔[9] 10 استاذُ العُلَماء حضرت علّامہ شاہ سلامتُ اللہ کشفی قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ کبیر، مفتیِ اسلام، شیخُ الحدیث و التفسیر، پیرِ طریقت، صاحبِ دیوان شاعر، تلمیذِ سراجُ الہند علّامہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مرید و خلیفہ شمس مارہرہ شاہ اچھے میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور مصنّفِ کُتُبِ کثیرہ ہیں، آپ کی پیدائش بدایون کے ایک رئیس خاندان میں ہوئی اور وفات 3رجب 1281ھ کو کان پور میں ہوئی، مزارِ مبارک کان پور (یوپی ہند) میں اپنی تعمیر کردہ مسجد کے سامنے ہے۔[10] 11 میاں صاحِب قصّہ خوانی حضرت علّامہ مفتی میاں نصیر احمد پشاوری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1228ھ پشاور (خیبر پختونخوا) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 18رجب 1308ھ کو وِصال فرمایا۔ آپ شیخُ العُلَماء، استاذُ الاساتذہ، عالمِ باعمل، صاحبِ تصنیف، مفتیِ اسلام، خلیفہ حضرتِ سوات سیدو بابا اور بہترین شاعر تھے۔[11] 12 بحرُ العلوم حضرت علّامہ مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1337ھ بوانا (ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی اور 21رجب 1402ھ کو سکھر سندھ میں وِصال فرمایا۔ آپ فاضل دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، استاذُ العُلَماء، شیخُ الحدیث، ماہرِ علمِ توقیت و منطق و حساب، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، مصنّفِ کُتُب اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ آپ کی 40 کُتُب میں زُبدۃُ التوقیت، عُمدۃُ الفرائض بھی ہیں۔[12]

---

(1) طبقات ابن سعد، 4/54، 70، تاریخ ابن عساکر، 21/373، 460، کرامات صحابہ، ص217، 219 (2) طبقات ابن سعد، 4/102، 103، الاصابہ، 6/361 (3) طبقات ابن سعد، 5/253، 320، تاریخ اسلام، 3/115، 131، تاریخ الخلفاء، ص183، 197 (4) سیر اعلام النبلاء، 5/456تا473، تذکرۃ الاولیا، 1/34تا48، اجمال ترجمہ اکمال، ص19 (5) سیر اعلام النبلاء، 6/438، 447، شواہد النبوۃ، ص245 (6) المہرجان، ص5تا9، اتحاف الاکابر، ص243 (7) العقائد الصحیحہ، ص8تا12 (8) تذکرہ علمائے ہند، ص239، تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، 1/30، اخبار الاخیار فارسی، ص181 (9) حدائق الحنفیہ، ص483، خزینۃ الاصفیاء، 3/271، تذکرہ علمائے ہند، ص142 (10) تذکرہ علمائے اہلسنت، ص95، تذکرہ علمائے ہند، ص219، 222 (11) شخصیات سرحد، ص173، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، ص167 (12) تجلیات تاج الشریعہ، ص122، مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص193، 198۔

www.dawateislami.net

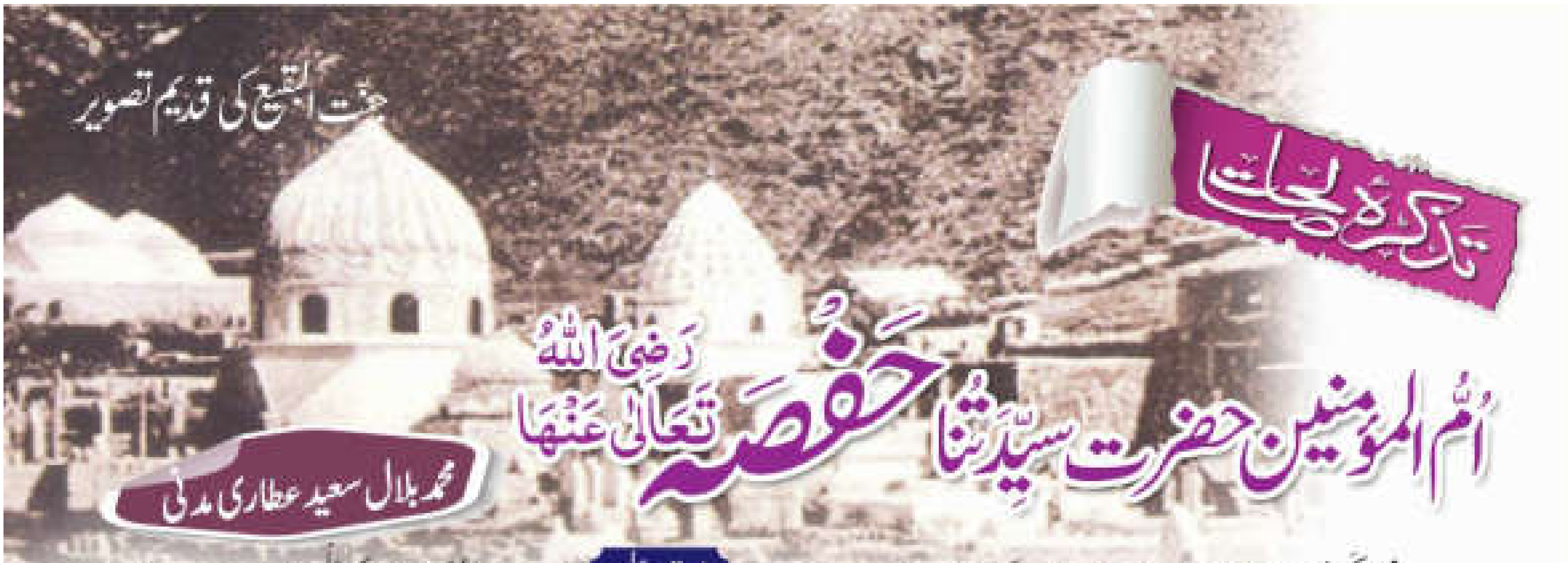

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہا

محمد بلال سعید عطاری مدنی

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دریائے رحمت، چشمۂ علم و حکمت اور فیضِ صحبت سے حصہ پانے والی خوش نصیبوں میں ایک حضرت سیّدَتُنا حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بھی ہیں جو کہ امیرالمؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

نام و نسب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا حُضُور علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کے اعلانِ نُبُوّت سے 5 سال پہلے پیدا ہوئیں، آپ کا نام حفصہ اور والدہ کا نام زینب بنتِ مَظْعُون تھا۔ آپ اپنے والدِ محترم کی ترغیب پر نورِ ایمان سے مشرف ہوئیں اور اپنے پہلے شوہر حضرت خُنَیس بن حُذافہ سہمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ مُنوّرہ ہجرت فرمائی۔ (طبقات کبریٰ، 8/65)

اوصاف و کردار آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نہایت بلند ہمت، بکثرت روزے رکھنے والی اور رات عبادت میں گزارنے والی عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/492) ایک بار جبریلِ امین علیہ السّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کی عبادت و ریاضت کا یوں ذکر فرمایا: "یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی، رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والی اور جنّت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔" (الاصابہ، 8/86) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرتی تھیں۔ حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست جیسی عمدہ صفات میں اپنے والدِ محترم کا مزاج پایا تھا۔ (سیرت مصطفےٰ، ص662)

حُضُور سے نکاح: حضرت خُنَیس بن حُذافہ سہمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد حُضُور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 3 ہجری میں آپ سے نکاح فرمایا۔ (سُبُلُ الہدیٰ والرشاد، 11/184 ملتقطاً)

شوقِ علم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو علمِ دین سے بے حد شغف تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کو جوبات معلوم نہ ہوتی بلا جھجک پوچھ لیا کرتیں، ایک بار حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنگِ بدر اور حُدَیبیہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا: مجھے امید ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو) (پ16، مریم: 71) تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً ارشاد فرمایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا۝﴾

(ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے) (پ16، مریم: 72) (مسند احمد، 10/163)

شانِ فقاہت آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا علمِ حدیث وفقہ میں مہارت رکھتی تھیں یہاں تک کہ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عورتوں کے متعلق شرعی مسائل میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی جانب رجوع فرمایا۔ (در منثور، 1/653)

سفرِ آخرت وِصال سے قبل آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنا مال تصدّق کردیا اور جائیداد وَقْف کردینے کی وصیت فرمائی۔ (اسد الغابہ، 7/75) ماہِ شعبانُ المعظم 45 ہجری کو مدینہ منورہ میں روزے کی حالت میں 63 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی تدفین جنّتُ البقیع میں دیگر ازواجِ مطہرات کے پہلو میں کی گئی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 11/186) (سیرت مصطفےٰ، ص664)

www.dawateislami.net

روشن ستارے

حضرتِ سیِّدُنا عُثمان بن مَظعُون رضی اللہ تعالٰی عنہ

ابو عبید عطاری مدنی

ہجرتِ حبشہ کے سالارِ قافلہ جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو جبر و تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ان کا جینا دوبھر کر دیا تو بارگاہِ رسالت سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ایک پُر امن ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت عطا ہوئی لہٰذا ایک روایت کے مطابق اعلانِ نبوت کے پانچویں سال گیارہ مرد اور چار خواتین نے ہجرت کی سعادت پائی اس قافلے کے سالار جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے۔ (طبقات ابن سعد، 1/159، حلیۃ الاولیاء، 1/149 ماخوذاً) کفارِ مکہ نے شرکائے قافلہ کو گرفتار کرنا چاہا لیکن نورِ ایمان سے مُنوّر یہ مقدس حضرات کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ یہ مہاجرین حبشہ پہنچ کر امن و امان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ **مکہ واپسی** چند دنوں کے بعد اچانک یہ خبر پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مسلمان ہو گئے جسے سن کر چند نفوسِ قدسیہ مکہ لوٹ آئے مگر یہاں آکر پتا چلا کہ خبر غلط تھی، بعض پھر حبشہ چلے گئے اور کچھ مکہ ہی میں روپوش ہو گئے مگر کفارِ مکہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور تکالیف دینی شروع کر دیں۔ (سیرت مصطفٰی، 127) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حبشہ سے واپس آکر ولید بن مُغیرہ کی امان حاصل کر لی جس کی وجہ سے کفارِ مکہ کی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے۔ **مشرک کی امان میں رہنا گوارا نہ کیا** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب دیکھا کہ میں تو امان پا کر راحت و آرام سے اپنے صبح و شام گزار رہا ہوں لیکن دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان سخت تنگی اور مصیبت سے دوچار ہیں تو فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں ایک مشرک کی امان میں رہ کر راحت و آرام پاؤں اور میرے رُفقا مصیبت و مشقت اُٹھائیں، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور فرمایا: میں تیری امان تجھے لوٹاتا ہوں، اس نے پوچھا: کیا میری قوم کے کسی فرد نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں اور مجھے اس کے علاوہ کسی کی پناہ پسند نہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: جس طرح میں نے تمہیں اعلانیہ امان دی تھی اُسی طرح تم اعلان کر کے میری امان لوٹاؤ، چنانچہ ایک مجمع میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ولید بن مغیرہ اپنی امان کو پورا کرنے والا ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کی امان میں رہوں لہٰذا میں اس کی امان اسے واپس کرتا ہوں، اس کے بعد کُفّار کی جانب سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ظلم و ستم کا ایک نیا باب کھل گیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک آنکھ کو سخت نقصان پہنچا، یہ دیکھ کر ولید بن مغیرہ نے کہا: اگر تم میری امان میں رہتے تو یہ تکلیف نہ پہنچتی، مگر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پایۂ اِستقلال میں ذرا لغزش نہ آئی اور فرمایا: میری دوسری آنکھ آرزو کر رہی ہے کہ اسے بھی راہِ خدا میں یہ تکلیف پہنچے اور رہی بات امان کی! تو میں اُس کی امان میں ہوں جو تجھ سے زیادہ عزت و قدرت والا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/147تا149 ماخوذاً) **مختصر**

تعارف اور فضائل و معمولات آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت اَبُوالسّائِب ہے، 13 مَردوں کے بعد اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی، (سیر اعلام النبلاء، 3/99) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں (مراٰۃ المناجیح، 2/447) اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ماموں جان (طبقات ابن سعد، 8/65) جبکہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے خاوند تھے، یاد رہے کہ یہ وہی حضرت خولہ بنت حکیم ہیں جنہوں نے

www.dawateislami.net

رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے رشتے کی بات چلائی تھی۔(مسند امام احمد، 10/29، حدیث:25827) آپ اصحابِ صُفّہ میں سے تھے (مرقاۃ المفاتیح،4/192، تحت حدیث: 1711) سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا نام اَلسَّلَفُ الصَّالِح(نیک بزرگ) رکھا۔ (معرفۃ الصحابہ،3/364) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ احکاماتِ الٰہیہ کی بجا آوری میں پیش پیش رہا کرتے، عزت و عظمت والے اوصاف سے اپنے کردار کو زینت بخشتے اور عبادت و ریاضت کے نور سے اپنی ساعتوں کو مُنوّر کیا کرتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تو رات بھر اپنے رَبّ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/151، رقم338) مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی عُمدگی اور تیزی کے ساتھ اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لاتے، پھر فارغ ہو کر اپنا جائزہ لیتے اور کپڑوں پر لگی مٹی کو جھاڑ دیا کرتے۔ (سبل الھدی والرشاد، 3/336) سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جابجا چمڑے کے پیوند لگی ہوئی پرانی چادر پہن کر مسجد میں داخل ہوئے جسے دیکھ کر نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔(حلیۃ الاولیاء، 1/150، رقم:335ملتقطاً)

کبھی شراب نہ پی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قبولِ اسلام سے پہلے ہی اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی اور اس بات کا عہد کر رکھا تھا کہ کبھی کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جس سے عقل زائل ہو اور کم تر لوگ مذاق اڑائیں۔ (الاستیعاب،3/166) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رمضان المبارک سن 2 ہجری میں ہونے والے غزوۂ بدر میں مجاہدانہ شان سے شریک ہوئے اور غازی بن کر لوٹے۔

وصالِ مبارک ایک قول کے مطابق شعبان المعظم سن 3 ہجری میں آپ اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جاملے اور ہر قسم کے غم سے نجات یافتہ ہوگئے۔(الجامع لاصول،13/314) وِصال کے بعد نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے رُخسار کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم سے مبارک آنسو بہہ کر آپ کے رخسار پر گرنے لگے۔ (ابن ماجہ، 2/198، حدیث:1456) یہ دیکھ کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور بے اختیار رونے لگے پھر غمگین دلوں کے چین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اے ابو سائب! تم اس دنیا سے یوں چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے کچھ نہ لیا۔ (حلیۃ الاولیاء،1/150، رقم:333ملتقطاً) نبیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (ابن ماجہ،2/220، حدیث:1502) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے صحابی ہیں جن کی جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 8/357، رقم:291) تدفین کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو ایک بڑا پتھر لانے کا حکم دیا لیکن وہ اکیلا اُس پتھر کو اُٹھا نہ سکا یہ دیکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُدھر تشریف لے گئے اور اپنی آستینیں چڑھا کر اس پتھر کو اُٹھایا پھر اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر پر اسے نصب فرمادیا تاکہ اس پتھر کے سبب قبر کی پہچان رہے اور خاندانِ نبوت سے وِصال فرمانے والے افراد کو اس قبر کے قریب دفن کیا جائے۔ (ابوداؤد، 3/285، حدیث:3206، ملتقطاً و مرقاۃ المفاتیح، 4/192، تحت حدیث:1711) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ (جاء الحق، ص230) بعد میں رحمتِ عالم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (طبقات ابن سعد،1/113) اور صاحب زادی حضرت بی بی زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آپ ہی کے پہلو میں دفن فرمایا۔(مسند امام احمد،1/511، حدیث:2127) مہاجر صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کسی کا انتقال ہوتا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی جاتی کہ ہم انہیں کہاں دفن کریں؟ تو حکم ارشاد ہوتا: ہمارے پیش رَو (یعنی آگے گزرنے والے) عثمان بن مظعون کے قریب۔ (مستدرک، 4/191، حدیث:4919)

حضرت اُمِّ علاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہمارے گھر میں وفات پائی تھی، رات کو میں نے خواب میں حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے ایک چشمہ دیکھا جس کا پانی رواں دواں تھا جب میں نے یہ بات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتائی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ان کا عمل ہے۔ (بخاری،2/208، حدیث:2687)

www.dawateislami.net

حضرت سیدنا اُسید بن حُضَیر انصاری رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی*

ایک صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ ایک رات سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ قریب ہی گھوڑا بندھا ہوا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی ان کا بیٹا یحییٰ سو رہا تھا۔ قراءت جاری تھی کہ اچانک گھوڑا بدکنے لگا صحابیِ رسول نے پڑھنا بند کیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر کودنے لگا، دوبارہ چپ ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا تیسری مرتبہ پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے لگا، کہیں گھوڑا بچے کو کچل نہ دے اس لئے بچے کے قریب آکر اسے اٹھایا تو نظر آسمان کی جانب اٹھ گئی دیکھا کہ سائبان کی مانند کوئی چیز ہے جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں۔ پھر صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ فرشتوں کی مقدس جماعت تھی جو تمہاری قراءت (سننے) کی وجہ سے قریب آگئی تھی اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح ہو جاتی اور لوگ انہیں دیکھ لیتے اور فرشتے بھی ان سے نہ چھپتے۔ (بخاری 3/408، حدیث: 5018، مسلم، ص 311، حدیث: 1859، معجم کبیر، 1/207، حدیث: 562 ملتقطاً) **پیارے اسلامی بھائیو!** یہ صحابیِ رسول بنو عبدُالاَشْہَل کے چشم و چراغ حضرت سیدنا اُسَید بن حُضَیر انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ (معجم کبیر، 1/203، حدیث: 547)

قبولِ اسلام آپ رضی اللہ عنہ کی 6 کنیتیں ہیں مشہور کنیت "ابو یحییٰ" ہے آپ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے، اسلام کی حقانیت آپ پر ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد میں آپ کے خیالات اسلام کے بارے میں کس طرح کے تھے اس کا اندازہ اس مختصر واقعہ سے لگایئے چنانچہ حضرت مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات پر ان سے ابتداءً سخت قسم کی باتیں کیں کہ تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لئے؟ اگر تمہیں زندگی پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت مُصْعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نرمی سے کہا: ذرا بیٹھ کر میری بات تو سُن لو، اگر میری بات سمجھ میں آجائے تو اسے مان لینا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے۔ یہ سُن کر آپ نے کہا: یہ بات تو میرے فائدے کی کہی ہے! اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر حضرت مُصْعَب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا اور قراٰن پڑھ کر سنایا تو آپ کے چہرے پر قبولِ اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہوئے اور کہنے لگے: یہ کیا ہی اچھا اور پسندیدہ دین ہے، پھر اسلام قبول کر لیا۔ (البدایہ والنہایہ، 3/186)

رسولُ اللہ سے بیعت اعلانِ نبوت کے بارھویں سال حج کے موقع پر عقبہ کی گھاٹی میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس پر بیعت ہو گئے۔ (استیعاب، 1/185)

فضائل و مناقب ❀ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُسَید بن حُضَیر کیا خوب آدمی ہیں۔ (ترمذی، 5/437، حدیث: 3820) ❀ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بہت عزت کیا کرتے اور فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (اسد الغابہ، 1/143) ❀ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت اُسید بن حُضَیر کا شمار فضل والوں میں ہوتا ہے۔ (مسند احمد، 7/44، حدیث: 19115)

کلماتِ تحسین

* مُدرّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور آیتِ تیمم نازل ہوئی تو حضرت اُسید بن حُضیر کی زبان پر یہ کلمات تھے: اے آلِ ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہنچی ہیں۔ **اخلاق و عادات** آپ رضی اللہ عنہ نہایت ذہین، فطین اور دُرست رائے پیش کرنے کی صلاحیت سے مالامال تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/212) آپ کا شمار ان صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں ہوتا ہے جو اچھی آواز کے ساتھ قراٰن پاک پڑھا کرتے تھے۔ (معجم کبیر، 1/207، حدیث: 562) آپ اپنی قوم میں امامت بھی کرتے تھے (ابو داود، 1/248، حدیث: 607) **کثیر خوبیوں کے مالک** آپ رضی اللہ عنہ بہترین تیراک، نیزہ باز اور کاتب (یعنی لکھنا جانتے) تھے اسی وجہ سے لوگ آپ کو "کامل" کہتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 3/453) آپ رضی اللہ عنہ عمدہ اخلاق والے اور خوش مزاج تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/213) **مقدس پہلو کا بوسہ لیا** ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر خوش طبعی کی تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے پہلو میں ایک چھڑی چبھوئی، آپ نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو جانِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس پر راضی ہو گئے، لیکن آپ نے عرض کی: آپ کے بدن پر کُرتا ہے، حالانکہ میرے بدن پر کُرتا نہیں تھا، سرورِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کُرتا بھی اٹھا دیا، کُرتے کا اُٹھانا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے لپٹ گئے، کروٹ کو بوسہ دیا، اور عرض کیا: یَا رسولَ اللہ! میرا مقصد یہی تھا۔ (ابو داود، 4/456، حدیث: 5224 ملتقطاً) **لاٹھی روشن ہوگئی** ایک مرتبہ حضرت سیدنا اُسید بن حُضیر اور حضرت سیدنا عَبّاد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہما دونوں دربارِ رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی لاٹھی روشن ہوگئی اور دونوں مقدس حضرات اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور دونوں روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (صحیح ابن حبان، 3/239، حدیث: 2028 ملتقطاً) **مجاہدانہ زندگی** آپ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں بھرپور حصہ لیا جبکہ ایک قول کے مطابق غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ 3 ہجری غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں میں افراتفری پھیلی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ساتھ تھے اس معرکہ میں آپ کو سات زخم آئے تھے۔ (استیعاب، 1/185) 5 ہجری غزوۂ خندق کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ دو سو مسلمانوں پر تعینات تھے۔ سن 8 ہجری غزوۂ حُنین میں دشمن کے مقابلہ کے وقت قبیلہ اَوس کا جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 2/114، 52) زمانۂ خلافت کے جہادوں میں بھی شرکت فرماتے رہے یہاں تک کہ فتحِ بیت المقدس میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 9/73) **وصال مبارک و تدفین** حضرت سیدنا اُسید بن حُضیر نے سن 20 ہجری ماہِ شعبان المعظم میں اس دنیا سے آخرت کا سفر اختیار فرمایا، (معجم کبیر، 1/203، حدیث: 549) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کا جنازہ اٹھانے والوں میں شامل تھے یہاں تک کہ جنازہ جنت البقیع میں رکھ دیا گیا پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ (طبقات ابن سعد، 3/455) بوقتِ وفات آپ رضی اللہ عنہ پر 4 ہزار درہم کا قرضہ تھا، آپ کی ایک زمین تھی جس کی سالانہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی قرض خواہوں نے اس زمین کو بیچنا چاہا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قرض خواہوں سے پوچھا: کیا تم اس بات پر راضی ہوسکتے ہو کہ ہر سال ایک ہزار درہم لے لو، انہوں نے کہا: ہم راضی ہیں، ہر سال انہوں نے ایک ہزار درہم لینا شروع کر دیئے۔ (طبقات ابن سعد، 3/455، سیر اعلام النبلاء، 3/213) ایک قول کے مطابق آپ سے 4 احادیث مروی ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، 9/78)

www.dawateislami.net

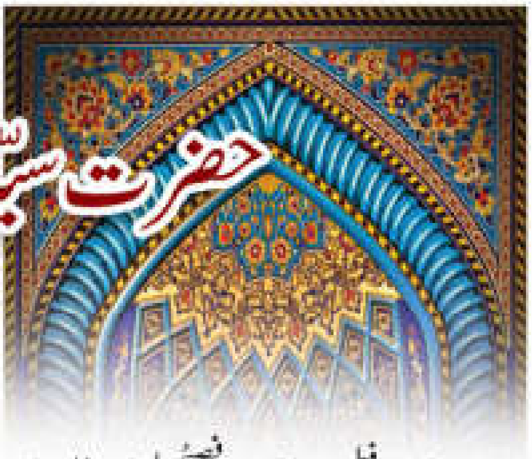

عدنان احمد عطاری مدنی*

حضرت سیّدنا مُغِیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ذہین فطین، باہمّت، فصیحُ البیان، بُلندپایہ حاکم، تجربہ کار جرنیل، نظم و نَسق کے ماہر، عشقِ رسول میں بے قرار رہنے والے، "مُغِیرۃُ الرَّأی" کا لقب پانے والے صحابیِ رسول حضرت سیّدنامُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کُنیت ابو عیسٰی ہے جبکہ بعض روایتوں میں ابو محمد اور ابوعبداللہ بھی لکھی ہے آپ کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/13، 15)

پیدائش و قبولِ اسلام آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیدائش شہر طائف میں ہوئی۔ 5 ہجری میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ (اعلام للزرکلی، 7/277)

عظمتِ رسول کا پاس اسلام لاتے ہی محبتِ رسول کے دریا میں ایسے غوطہ زن ہوئے کہ عظمتِ رسول کے سامنے کسی کو خاطر میں نہ لاتے چنانچہ سن 6 ہجری صلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر قریش کی جانب سے آنے والے نمائندے عُروہ بن مسعود ثقفی نے (ایمان لانے سے پہلے) دورانِ گفتگو بار بار اپنا ہاتھ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی داڑھی مبارک تک بڑھایا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: اپنے ہاتھ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی داڑھی اقدس سے دور رکھ۔ (بخاری، 2/225، حدیث: 2731)

صُحبتِ رسول آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سفر و حَضَر میں پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ رہتے اور سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وُضو کا برتن ساتھ رکھتے تھے۔ (معرفۃ الصحابہ، 4/273) نیز بارگاہِ رسالت میں گزارے ہوئے لمحات کو خوب یاد رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں: ایک موقع پر میری مونچھیں لمبی تھیں، نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسواک رکھ کر میری مونچھوں کو تراش دیا۔ (ابوداود، 1/96، حدیث: 188)

نرالی محبت جب پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسدِ اَطہر کو لَحَد مبارک میں رکھ کر حضرت سیّدنا علی کرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم قبرِ مُنوّر سے باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرا دی پھر حضرت علی کرَّمَ اللہ تعالٰی وجہَہُ الکریم سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: اندر اُتر کر اسے اٹھالو، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اَدَب و احترام کے ساتھ قبر انور میں اُترے اور عشقِ رسول میں ڈوب کر محبت بھرے انداز میں اپنا ہاتھ لحد مبارک پر رکھا دوسری روایت میں ہے کہ پاکیزہ کفن پر اپنا ہاتھ پھیرا جبکہ تیسری کے مطابق اینٹ مبارک ہٹا کر اپنی انگوٹھی اٹھائی اور دونوں مُقدّس آنکھوں کے درمیان بوسہ لے کر باہر آگئے۔

(تاریخ ابن عساکر، 60/29، سیر اعلام النبلاء، 4/220، المبسوط، 1/118، 2:2)

ذہانت تابعی بزرگ حضرت قَبیصہ بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر فرماتے ہیں کہ میں حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس کچھ عرصہ رہا ہوں اگر کسی شہر کے 8 دروازے ہوں اور کوئی ترکیب لڑائے بغیر ان سے نکلنا ممکن نہ ہو تو حضرت مغیرہ بن شعبہ اپنی خُداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آٹھوں دروازوں سے باری باری نکل جائیں گے۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/50)

شکریہ ادا کیا کرو! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرامین اُمّتِ مُسلِمہ کے لئے کسی انمول خزانے سے کم نہیں، حُصولِ بَرَکت کے لئے ایک

*مُدرّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

فرمان مُلاحظہ کیجئے: تمہیں کوئی تحفہ دے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور جو تمہارا شکریہ ادا کرے اسے بھی کوئی تحفہ دو کیونکہ ناشکری کی وجہ سے نعمت زائل ہو جاتی ہے اور شکر ادا کرنے کی وجہ سے نعمت باقی رہتی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/53)

مجاہدانہ کارنامے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ 5ہجری کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ شریک ہوئے، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانۂ خلافت میں فتنۂ اِرْتِداد نے سر اٹھایا تو لشکرِ اسلام کے ساتھ مل کر جنگِ یمامہ میں مُسَیلِمہ کذّاب کی فوج کے دانت کھٹے کئے، دورِ فاروقی میں فُتوحاتِ شام کا سلسلہ پھیلا تو اسلامی لشکر کا حصہ بن کر تاریخ میں اپنا نام سنہری حروف سے لکھوایا، جنگِ یَرموک میں دشمنوں کے سامنے پہاڑ بن کر کھڑے ہوئے۔ اسی دوران آنکھ میں ایک تیر لگا جس کی وجہ سے اس آنکھ کی بینائی جاتی رہی، مقامِ قادِسیّہ میں لڑائی کا میدان گرم ہوا تو سر ہتھیلی پہ رکھ کر میدانِ جنگ میں کُود پڑے۔ معرکۂ نَہاوَنْد میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جانب سے یہ حکم تھا کہ مَیْسَرہ (بائیں حصے) کے سپہ سالار حضرت نعمان بن مُقَرِّن ہوں گے اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت حُذیفہ اور ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ لشکرِ اسلام کی قیادت سنبھالیں گے۔

سیاسی بصیرت و کارنامے جنگِ قادسیہ میں حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا تو حقِ سِفارت خوب خوب ادا کیا اور ایرانی سپہ سالار رُستم کے سامنے عَلَی الْاِعْلان دعوتِ اسلام پیش کی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ میں ایک دفتر قائم کرکے اس میں لوگوں کے اَحوال جمع کئے تاکہ اس کے مطابق اہلِ بصرہ میں وظائف تقسیم ہو سکیں۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو یمن کے علاقے نُجَیْر کی جانب روانہ فرمایا، (تاریخ ابن عساکر، 60/16، 15) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو پہلے بحرین کا پھر 15 سے 17 ہجری تک بصرہ کی مَسندِ گورنری کا اِعزاز بخشا (تاریخ ابن عساکر، 60/31) اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کُوفہ کا حاکم مقرر کردیا، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانۂ خلافت میں آپ کچھ عرصے تک اسی عہدے پر برقرار رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ملکی مُعاملات سے علیحدہ ہوگئے۔ 41ہجری میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام ممالکِ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالی تو آپ کی خدمات لئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کو دوبارہ کُوفہ کی گورنری پر فائز کردیا۔ آپ مسلسل نو سال تک اس عہدے پر رونق افروز رہے۔ (الاصابۃ، 6/157)

وفات و مزار مبارک آخر کار 70 سال کی عمر پاکر شعبانُ المعظم سن 50 ہجری میں پیامِ اَجَل پر لبیک کہا، آپ کے مزار مبارک کا اِعزاز بھی سرزمینِ کُوفہ کو حاصل ہے۔

(تاریخ ابن عساکر، 60/62)

روایات کی تعداد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی سربلندی اور ترویج و اشاعت میں گزاری آپ سے 136 احادیث مروی ہیں، 9احادیث مُتَّفَق علیہ (یعنی بخاری و مسلم دونوں میں) ہیں جبکہ ایک حدیث بخاری میں اور 2 حدیثیں مسلم میں اِنفرادی طور پر ہیں۔ (تہذیب الاسماء، 2/412) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مَرْوِیّات میں مَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْن اور وضو میں چوتھائی سر کے مسح کی احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔

اللہ عزَّوجلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم

سب صَحابہ سے ہمیں تو پیار ہے
اِن شاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

www.dawateislami.net

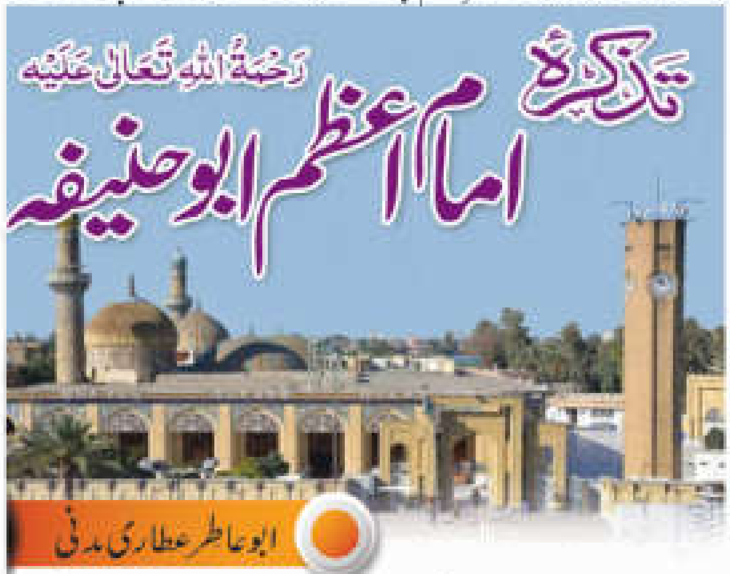

کوفہ (عراق) وہ مبارک شہر ہے جسے ستر اصحابِ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک تین سو صحابۂ کرام نے شرفِ قیام بخشا۔ (طبقات کبریٰ، 6/89) آسمانِ ہدایت کے ان چمکتے دمکتے ستاروں نے کوفہ کو علم و عرفان کا عظیم مرکز بنایا۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اسے کنزُ الایمان (ایمان کا خزانہ) اور قبّۃُ الاسلام (اسلام کی نشانی) جیسے عظیم الشان القابات سے نوازا گیا۔ جب 80 ہجری میں امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت ہوئی تو اس وقت شہرِ کوفہ میں ایسی ایسی ہستیاں موجود تھیں جن میں ہر ایک آسمانِ علم پر آفتاب بن کر ایک عالَم کو منوّر کر رہا تھا۔ (طبقات کبریٰ، 6/86، اخبار ابی حنیفہ، ص17) امام اعظم کا نام نُعمان اور کُنیت ابوحنیفہ ہے۔ آپ نے ابتداء میں قراٰن پاک حفظ کیا پھر 4000 علما و محدّثین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام سے علمِ دین حاصل کرتے کرتے ایسے جلیل القدر فقیہ و محدّث بن گئے کہ ہر طرف آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چرچے ہو گئے۔ (تہذیب الاسماء، 2/501، المناقب للکردری، 1/37تا53، عقود الجمان، ص187)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل فرمایا، جن میں سے حضرت سیّدنا انس بن مالک، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن اوفیٰ، حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی اور حضرت سیّدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا نام سرِ فہرست ہے۔ یوں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تابعی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ (شرح مسند ابی حنیفہ لملا علی قاری، ص581 ملخصاً) **حکایت** امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: 96 ہجری کو 16 سال کی عمر میں والد گرامی (حضرت ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے ساتھ حج کیا، اس دوران میں نے ایک شیخ کو دیکھا جن کے ارد گرد لوگ جمع تھے، میں نے والدِ محترم سے عرض کی: یہ ہستی کون ہے؟ انھوں نے بتایا: یہ صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میں نے عرض کی: ان کے پاس کون سی چیز ہے؟ فرمایا: ان کے پاس نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہوئی احادیثِ مبارکہ ہیں۔ یہ سُن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آگے بڑھے اور صحابیِ رسول سے براہِ راست ایک حدیث پاک سننے کا شرف حاصل کیا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص18) **قابلِ رشک اوصاف** اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کو ظاہری و باطنی حسن و جمال سے نوازا تھا۔ آپ کا قد درمیانہ اور چہرہ نہایت حسین تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عمدہ لباس اور جوتے استعمال فرماتے، کثرت سے خوشبو استعمال فرماتے اور یہی خوشبو آپ کی تشریف آوری کا پتہ دیتی۔ آپ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والے کلمات پھول کی پتیوں سے زیادہ نرم ہوتے اور لفظوں کی مٹھاس کانوں میں رَس گھول دیتی، آپ کو کبھی غیبت کرتے نہیں سنا گیا۔ **حکایت** ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیّدنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے آپ کے اِس وصف کا تذکرہ یوں کیا: امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دُشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سُنا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رضائے الٰہی کو ہر شے پر ترجیح دیتے۔ (تہذیب الاسماء، 2/503، 506، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ علما و مشائخ کی اعانت پر زرِ کثیر خرچ فرماتے۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42)

آپ کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ 20 سال تک میری اور میرے اہل و عیال کی کفالت فرماتے رہے۔ (الخیرات الحسان، ص57) آپ کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا تو اس سے فرماتے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کرو کیونکہ یہ رزق اللہ

www.dawateislami.net

عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ (الخیرات الحسان، ص57) امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زہد و تقویٰ کے جامع، والدہ کے فرمانبردار، امانت و دیانت میں یکتا، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک میں بے مثال تھے، بے نظیر سخاوت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی جیسے کئی اوصاف نے آپ کی ذات کو نمایاں کر دیا تھا۔ (اخبار الامام الاعظم ابی حنیفہ، ص41تا49،63، تبییض الصحیفہ، ص131) آپ کے حُسنِ اَخلاق سے متعلق حضرت بُکَیر بن مَعْرُوف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اُمّتِ مصطفےٰ میں امام ابو حنیفہ سے زیادہ حُسنِ اَخلاق والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان، ص56)

حکایت حضرت سیّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص آپ کو دیکھ کر چھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے پکارا، وہ آیا تو پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے عرض کی: میں آپ کا مقروض ہوں، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے شرماتا ہوں۔ امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے، جاؤ! میں نے سارا قرض تمہیں معاف کر دیا۔ (الخیرات الحسان، ص57)

عبادت و ریاضت امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم دن بھر علمِ دین کی اِشاعت، ساری رات عبادت و ریاضت میں بسر فرماتے۔ آپ نے مسلسل تیس سال روزے رکھے، تیس سال تک ایک رَکعت میں قراٰنِ پاک ختم کرتے رہے، چالیس سال تک عشا کے وُضو سے فجر کی نماز ادا کی، ہر دن اور رات میں قراٰنِ پاک ختم فرماتے، رمضان المبارک میں 62 قراٰن ختم فرماتے اور جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اُس مقام پر آپ نے سات ہزار بار قراٰنِ پاک ختم کئے۔ (الخیرات الحسان، ص50) آپ نے 1500 درہم خرچ کرکے ایک قیمتی لباس سلوا رکھا تھا جسے آپ روزانہ رات کے وقت زیبِ تن فرماتے اور اس کی حکمت یہ ارشاد فرماتے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے زینت اختیار کرنا، لوگوں کے لئے زینت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ (تفسیر روح البیان، 3/154) رات میں ادا کی جانے والی ان نمازوں میں خوب اشک باری فرماتے، اس گریہ و زاری کا اثر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چہرۂ مبارکہ پر واضح نظر آتا۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص47، الخیرات الحسان، ص54)

ذریعۂ معاش آپ نے حُصولِ رزقِ حلال کے لئے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور لوگوں سے بھلائی اور شرعی اُصولوں کی پاسداری کا عملی مظاہرہ کرکے قیامت تک کے تاجروں کے لئے ایک روشن مثال قائم فرمائی۔ (تاریخ بغداد، 13/356) علمِ فقہ کی تدوین، ابوابِ فقہ کی ترتیب اور دنیا بھر میں فقہ حنفی کی پذیرائی آپ کی امتیازی خصوصیات میں شامل ہے۔ (الخیرات الحسان، ص43)

وصال و مدفن 150 ہجری کو عہدۂ قضا قبول نہ کرنے کی پاداش میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں تقریباً پچاس ہزار افراد نے شرکت کی۔

لاکھوں شافعیوں کے امام حضرت سیّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بغداد میں قیام کے دوران ایک معمول کا ذکر یوں فرمایا: میں امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے برکت حاصل کرتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رَکعت پڑھ کر ان کی قبر مبارک کے پاس آتا ہوں اور اُس کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ آج بھی بغداد شریف میں آپ کا مزار فائضُ الانوار مَرجعِ خلائق ہے۔

(مناقب الامام الاعظم، 2/216، سیر اعلام النبلاء، 6/537، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص94، الخیرات الحسان، ص94)

امام اعظم کی مبارک سیرت کے متعلق مزید جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "اشکوں کی برسات" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔

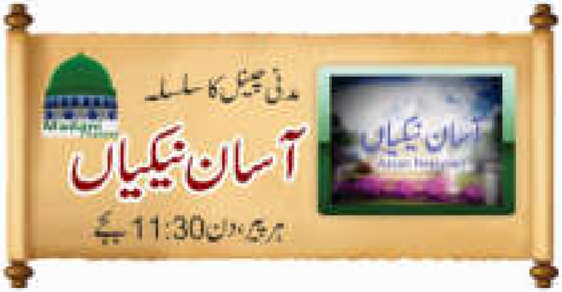

www.dawateislami.net

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

”احادیثِ مبارکہ“ قراٰنِ پاک کی ایک اعلیٰ تفسیر اور ہدایت و راہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت سے آج تک احادیثِ مبارکہ یاد کرنے، سمجھنے اور اِس کی ترویج و اِشاعت کاسلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔

عالَمِ اسلام میں یوں تو کئی علمی مَراکز (Knowledge Centers) قائم ہوئے لیکن عراق کا شہر ”کُوفہ“ اُن تمام مراکز میں امتیازی مقام حاصل ہونے کی وجہ سے شائقینِ علم کی توجہ کا مرکز رہا۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کُوفہ میں آنکھ کھولی اور نشوونما پائی، آپ کی فکری اور ذہنی سطح بہت بلند تھی جس کی ایک وجہ کُوفہ کی علمی فضا ہے۔ بالخصوص علمِ حدیث کے سلسلے میں آپ کو اپنے وقت کے 4000 ماہرین سے استفادہ کرنے کا موقع ملا اور آپ نے اپنے ذوق شوق کے سبب امتیازی مقام حاصل کیا۔(1)

اپنے وقت کے عظیم محدِّث امام اَعمش سلیمان بن مہران رحمۃ اللہ علیہ (وفات:148ھ) کا شمار امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے جو نہ صرف شہرِ کوفہ بلکہ پورے عراق میں علمِ حدیث کے حوالے سے مشہور تھے۔ ایک دن حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ سوالات کئے، جس پر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جوابات ارشاد فرمائے کہ استادِ محترم حیران رہ گئے، حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس لائق شاگرد سے پوچھا: آپ نے یہ جوابات کہاں سے سیکھے اور سمجھے؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے جو ہمیں فلاں فلاں روایات بیان کی تھیں ان ہی کی بنیاد پر میں نے یہ جوابات دیئے ہیں۔ حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ پکار اُٹھے: آپ تو طبیب ہیں اور ہم آپ کی تجویز کردہ دواؤں کو فروخت کرنے والے (یعنی آپ حدیث سے شرعی مسائل نکالنے والے ہیں اور ہم لوگوں کو بیان کرنے والے)۔(2)

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ اولیاو علما، المدینۃ العلمیہ، کراچی

www.dawateislami.net

حدیث کی صحت جانچنے اور اُس سے مضمون اخذ کرنے کے بارے میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت سے متعلق حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:161ھ) فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ وہی احادیث لیتے جو اُن کے نزدیک صحیح ہوتیں اور جن کو ثقہ (Authentic) راویوں نے روایت کیا ہوتا۔(3)

امام اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نعمان (امام اعظم ابو حنیفہ) وہ بہترین آدمی ہیں کہ جنہوں نے فقہی مضمون پر مشتمل ہر حدیث یاد کی۔ آپ حدیث میں بہت غور کرنے والے اور اُس میں موجود فقہی مضمون کو زیادہ جاننے والے تھے۔(4)

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حفظِ حدیث سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ کیجئے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں حضرت عبدُ اللہ بن فَرُّوْخ فارسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:176ھ) آئے ہوئے تھے، چھت کے ایک حصے کا کونا ٹوٹ کر حضرت عبدُ اللہ کے سر پر گرا جس کی وجہ سے خون نکلنے لگا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر فرمایا: آپ دِیَت (یعنی اس چوٹ کے بدلے میں مخصوص مال) لے لیجئے یا تین سو (ایک نسخے کے مطابق تین ہزار) حدیثیں سُن لیجئے۔ حضرت عبدُ اللہ بن فروخ فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثیں سُننے کی پیشکش قبول کی۔(5)

شرحِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت کے بارے میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر حدیث کی شرح جاننے والا نہیں پایا۔(6)

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے قدر دان اور جوہر شناس تھے، آپ کی اِس قدر دانی سے متعلق امام سُفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات:198ھ) فرماتے ہیں: حدیث بیان کرنے کے لئے مجھے کوفہ میں بٹھانے والے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، آپ نے مجھے جامع مسجد کوفہ میں بٹھا کر فرمایا: یہ "عَمرو بن دینار" کی مرویات کو سب سے زیادہ ضبط (یاد) کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی۔(7)

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں مہارت اور خدمت کی چند جھلکیاں ہم نے ملاحظہ کیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ فقہ کے ساتھ حدیث میں بھی "امام" کے مرتبے پر فائز تھے۔ علم و فضل کا یہ آفتاب 150ھ میں اس دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوا، آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔(8)

اللہ پاک ہمیں بھی امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو ہر بار سے حصہ عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جو بے مثال آپ کا ہے تقویٰ، تو بے مثال آپکا ہے فتویٰ
ہیں علم و تقویٰ کے آپ سنگم، امامِ اعظم ابو حنیفہ

(وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص573)

---

(1) الخیرات الحسان، ص68، عقود الجمان، ص183 (2) الثقات لابن حبان، 5/334 (3) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص142 (4) مناقب ابی حنیفۃ، ص23 (5) ترتیب المدارک، 3/109 (6) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص139 (7) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص128 (8) نزھۃ القاری، 1/169، 219۔

جامعاتُ المدینہ کے نصاب میں داخل امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقائد کے موضوع پر لکھی گئی ایک نہایت جامع اور مختصر کتاب "فقہ اکبر" جسے مکتبۃ المدینہ نے شرح منح الروض الازہر کے ساتھ شائع کیا ہے۔

www.dawateislami.net

فقاہتِ امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم

فرمان علی عطاری مدنی*

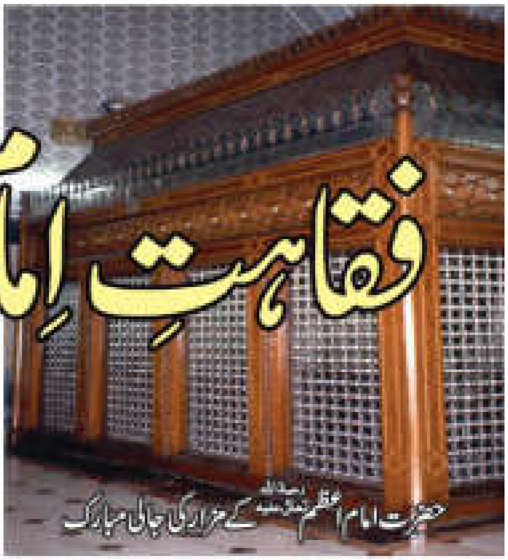

حضرت امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ کے مزار کی جالی مبارک

حضور نبیِّ کریم، رءوفٌ رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ پاک ہے: اللہ کریم جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دِین کی سمجھ بُوجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری، 1/43، حدیث:71) اللہ پاک نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایسی زبردست فقہی صلاحیت سے نوازا کہ کروڑوں مسلمان آپ کی تقلید کرتے ہیں۔

آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف

امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم مُحَدِّث و فقیہ ہی نہیں بلکہ مُحَدِّثین و فقہائے کرام کثّرھم اللہ السلام کے امام بھی تھے۔ آپ کے ہم زمانہ جلیلُ القدر علما و مفتیانِ کرام نے آپ کی فقہی مہارت اور پیچیدہ مسائل کو لمحوں میں حل کرنے کی خُداداد صلاحیت دیکھ کر اپنے اپنے انداز میں کلماتِ تحسین ارشاد فرمائے جنہیں تاریخ نے اپنے سنہری گوشوں میں قیمتی موتیوں کی طرح محفوظ کر رکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی فقہی مہارت کے متعلق ایسے کئی مسائل کا ذِکر ملتا ہے جنہیں بڑے بڑے فقہا حل نہ کرسکے لیکن آپ نے فوراً حل فرمالیا۔ آیئے! آپ کی ذہانت اور علمی صلاحیت سے متعلق 2 دلچسپ حکایات ملاحظہ کیجئے:

مہارتِ فتویٰ

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ تم سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو، ورنہ تمہیں طلاق۔ جواباً بیوی نے بھی یہی قسم کھالی۔ امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس یہ مسئلہ پہنچا تو آپ نے اس شخص سے فرمایا: جاؤ! اپنی بیوی سے گفتگو کرو، کچھ نہیں ہوگا۔ جب حضرت سیِّدنا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو آپ کے فتوے کا علم ہوا تو (حیرت سے) کہنے لگے: کیا آپ حرام کو حلال کرتے ہیں؟ امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے اپنے فتوے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے گفتگو نہیں کرے گا، یہ سن کر بیوی نے بھی یہی قسم کھائی اور جب قسم کھائی تو اُس نے شوہر سے بات کرلی، اب جب شوہر اُس سے بات کرے گا تو یہ کلام بیوی کی گفتگو کے بعد ہوگا، اس طرح کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یہ وضاحت سن کر حضرت سیِّدنا سفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! اللہ پاک نے آپ کیلئے علم کے وہ راستے کُشادہ فرمائے ہیں جو ہماری پہنچ سے دُور ہیں۔ (الخیرات الحسان، ص71)

چور کا نام بتانے پر تین طلاق

ایک شخص کے پاس رات میں چور آگئے اور اس کے کپڑے لے گئے اور اس سے یہ قسم بھی لی کہ اگر تم نے ہمارے بارے میں کسی کو بتایا تو تمہاری بیوی کو تین طلاق، جب صبح ہوئی تو اس شخص نے دیکھا کہ اس کے کپڑے بازار میں بک رہے ہیں لیکن وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا، چنانچہ وہ اپنے مسئلے کے حل کیلئے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، امام صاحب نے فرمایا: تمہارے محلے کے چوروں کو ایک جگہ جمع کیا جائے پھر ایک ایک کرکے وہ نکلتے جائیں اور ہر ایک بارے میں تم سے پوچھا جائے: کیا یہ تمہارا چور ہے؟ اگر وہ چور نہ ہو تو تم کہہ دینا کہ نہیں اور اگر ہو تو خاموش ہوجانا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور یوں چوروں کو پہچان لیا گیا اور چوروں نے اس شخص کا سارا مال لوٹا دیا اور اس کی قسم بھی سچی ہوگئی کیونکہ اس نے ان کے متعلق کسی کو بتایا نہیں۔ (الخیرات الحسان، ص72)

آپ کی مُرَتَّب کردہ فقہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ علامہ ابنِ حجر مکّی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: آپ کا مذہب ان علاقوں تک بھی پھیلا جن میں اور کسی امام کا مذہب نہیں ہے جیسا کہ ہند، (باب الاسلام) سندھ، رُوم اور مَاوَرَاءُ النَّہر وغیرہ۔ (الخیرات الحسان، ص43)

* ذمہ دار شعبہ بیانات دعوت اسلامی، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

ابرار اختر قادری عطاری

حضرتِ سیّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فقہی کارنامے

دوسری صدی ہجری تک اسلامی حکومت بابُ الاسلام سندھ سے اُندلس تک اور شمالی افریقہ سے ایشیائے کُوچک تک پھیل چکی تھی، علمِ دین سے وابستہ رہنے اور مسائل و احکامات سیکھنے کا شوق لاتعداد مسلمانوں کو دور دراز علاقوں سے کھینچ کر علمی مراکز مکہ مکرمہ، مدینۂ منورہ، کوفہ اور بصرہ کی فضاؤں میں لے آتا تھا۔ علمی مرکز کوفہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایسا فیض جاری ہوا کہ ہر دور کے مسلمان اس سے سیراب ہوتے رہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بے پناہ فِراست وذَکاوت سے نوازا تھا، بلاشبہ آپ علمِ نبوت کے وارث تھے۔(تبییض الصحیفہ، ص32) آپ مشکل سے مشکل مسئلے کو اتنی آسانی سے حل فرماتے کہ بڑے بڑے عُلَما بھی حیران رہ جاتے اور آپ کی ذِہانت اور حاضر جوابی کا اعتراف کرتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کس قدر عقلمند تھے اس کا اندازہ امام شافعی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے اسی فرمان سے لگائیے: عورتوں نے امام اعظم ابو حنیفہ سے زیادہ عقلمند پیدا نہیں کیا۔(الخیرات الحسان، ص62)

یہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چند انقلابی کارنامے پیش کئے جاتے ہیں: • الخیرات الحسان میں ہے: امام ابو حنیفہ نے سب سے پہلے علمِ فقہ مُدَوَّن کیا اور اسے اَبواب اور کُتُب کی ترتیب پر مُرَتَّب کیا۔ امام مالک نے اپنی کتاب مُؤَطّا میں امام اعظم کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے۔ (الخیرات الحسان، ص43) • آپ نے مسلمانوں کو پیش آمدہ اور مُمکِنہ مسائل کے حل کے لئے ایک مجلس قائم فرمائی جس کے اَراکین کی تعداد ایک روایت کے مُطابِق ایک ہزار عُلَما پر مشتمل تھی جن میں 40 افراد مرتبۂ اِجْتِہاد پر فائز تھے۔(جامع المسانید للخوارزمی، 1/33) • اپنی رائے سے آپ کوئی بھی مسئلہ نہ لکھواتے، نہ ہی کسی کو اپنی انفرادی رائے کا پابند کرتے بلکہ خوب غور و فکر اور بحث ومباحثہ کے بعد جب آخری رائے قائم ہو جاتی تو اسے دَرج کرواتے اور اگر مجلسِ اِفتا کا کوئی خاص رُکن موجود نہ ہوتا تو حتمی رائے کو اس کے آنے تک مَوقُوف فرما دیتے۔(تاریخ بغداد، 12/308) حتّٰی کہ اگر کسی کا مجلس کے عمومی موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو اس رائے کو الگ طور پر اسکے نام کے ساتھ درج کر لیا جاتا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اصحاب حدیث وفقہ اور لُغت و تصوُّف کے کیسے ماہر تھے اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔ **حکایت** مشہور مُحَدِّث امام وَکیع بن جَرّاح کے سامنے کسی نے کہا: امام اعظم نے خطا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: امام اعظم سے غلطی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ان کے ساتھ امام ابو یوسف اور امام زُفَر جیسے قیاس و اجتہاد کے ماہرین تھے، یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حِبان اور مَندَل جیسے حافِظینِ حدیث تھے، لغت و عَرَبیت کے ماہرین میں سے قاسم (یعنی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود) اور داؤد طائی و فُضَیل بن عِیاض جیسی زہد و تقویٰ کی پیکر عظیم ہستیاں موجود تھیں۔ لہٰذا جسکے رُفَقا اور ہم نشین ایسے ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا، اگر کرے تو یہ لوگ اُسے رجوع کروا دیں گے۔(تاریخ بغداد، 14/250) • آپ نے سب سے پہلے دلائلِ اَربَعہ کا تعین کیا اور زمانۂ تابعین میں اِجْتِہاد و فتویٰ دینا شروع کر دیا۔(جامع المسانید للخوارزمی، 1/27) • کتابُ الفرائض اور کتابُ الشُّروط کو وضع فرمایا۔ (ایضاً، ص34) • علمِ احکام مُسْتَنبَط فرمایا اور اجتہاد کے اصول وضوابط کی بنیاد رکھی۔(ایضاً، ص35)

www.dawateislami.net

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تجارت

ابو صفوان عطاری مدنی*

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا سیّدُنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی نعمان، والدِ گرامی کا نام ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آپ 70ھ میں عراق کے مشہور شہر کُوفہ میں پیدا ہوئے اور 80 سال کی عمر میں 2 شعبان المعظم 150ھ میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری، 1/169، 219) بغداد شریف میں آپ کا اعظمیہ کے علاقے میں مزار فائض الانوار مرجعِ خلائق ہے۔ **ذریعۂ آمدن** امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے استاذِ محترم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ریشمی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن آپ سے کسی نے کپڑا خریدنا چاہا تو اپنے بیٹے حمّاد سے فرمایا: بیٹا! انہیں کپڑا دکھاؤ۔ حمّاد نے کپڑا نکال کر اس گاہک کے سامنے پھیلایا پھر پڑھا: صلّی اللہ علی محمّد۔ امام صاحب نے بیٹے سے فرمایا: اب یہ کپڑا مت بیچنا کیونکہ تم (درود شریف پڑھ کر) اس کی تعریف کر چکے ہو۔ وہ شخص چلا گیا، سارا بازار گھوما مگر اسے اس جیسا کپڑا کہیں نہ ملا۔ وہ دوبارہ آیا مگر امام صاحب نے اسے کپڑا دینے سے انکار کردیا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج1، ص198) **تجارتی اُمور میں شرعی اعتبار سے باریک بینی** حضرت سیّدُنا سفیان بن زیاد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت متقی و پرہیزگار تھے اور خرید و فروخت کے معاملے میں سخت چھان بین اور باریک بینی سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینۂ منورہ سے ایک شخص اپنی ضرورت کا سامان لینے کے لئے کُوفہ آیا، اسے ایک خاص قسم کا کپڑا چاہئے تھا، اسے بتایا گیا کہ اس طرح کا کپڑا صرف امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ہی ملے گا اور لوگوں نے اسے بتایا کہ جب تم امام صاحب کی دکان پر جاؤ تو جس قیمت میں وہ کپڑا دیں لے لینا کیونکہ ان کے ساتھ تمہیں بھاؤ تاؤ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ شخص آپ کی دکان پر پہنچا تو امام صاحب کے ایک شاگرد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے خیال کیا شاید یہی امام ابو حنیفہ ہیں۔ اس نے کپڑا مانگا، شاگرد نے کپڑا سامنے لا رکھا۔ اس نے قیمت پوچھی، شاگرد نے ایک ہزار درہم بتائی۔ اس شخص نے ایک ہزار درہم دیئے اور اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر مدینۂ منورہ واپس آگیا۔ کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے وہی کپڑا طلب فرمایا تو شاگرد نے بتایا: میں نے تو اسے فروخت کردیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کتنے میں بیچا؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم میں۔ آپ نے شاگرد سے فرمایا: میری دکان میں میرے ساتھ رہتے ہوئے لوگوں کو دھوکا دیتے ہو! چنانچہ آپ نے اسے اپنی دکان سے الگ کردیا اور خود ایک ہزار درہم لے کر مدینۂ منورہ پہنچ گئے اور اس شخص کو تلاش کرنے پر اسے اُسی کپڑے کی چادر اوڑھے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے بھی نوافل پڑھنے شروع کردیئے وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کپڑا جو تم نے اوڑھ رکھا ہے وہ میرا ہے، اس نے کہا: وہ کیسے؟ میں تو اسے کُوفہ میں امام ابو حنیفہ کی دکان سے ایک ہزار درہم میں خرید کر لایا ہوں۔ آپ نے پوچھا: تم ابو حنیفہ کو دیکھو گے تو پہچان لوگے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: میں ہی ابو حنیفہ ہوں، کیا تم نے مجھ سے کپڑا خریدا تھا؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: تم اپنے پیسے لے لو اور میرا یہ کپڑا مجھے دے دو اور اسے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس نے کہا: میں تو اس کپڑے کو کئی مرتبہ پہن چکا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ کپڑا واپس کروں۔ اگر آپ چاہیں تو مزید اور پیسے لے لیں۔ آپ نے اس سے فرمایا: میں زیادہ لینا نہیں چاہتا۔ کپڑے کی قیمت چار سو درہم ہے۔ اگر تم

* ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

چاہو تو چھ سو درہم واپس لے لو اور یہ کپڑا تمہارا رہے گا یا پھر تم اپنے ہزار لے لو اور کپڑا مجھے واپس کردو اور جو تم نے اسے استعمال کیا تو تمہیں اس کی اجازت تھی مگر اس شخص نے کپڑا دینے سے انکار کردیا اور کہنے لگا: میں اس کپڑے کو ہزار درہم میں لینے پر راضی ہوں۔ لیکن اب آپ نے انکار کردیا، بالآخر اس شخص نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو آپ 600 درہم مجھے دے دیجئے، چنانچہ آپ نے اسے 600 درہم دیئے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر کوفہ واپس تشریف لے آئے۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج1، ص198)

بزنس پارٹنر کے تاثرات

آپ کے کاروباری شریک (Business Partner) حضرت سیّدنا حفص بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ جو 30 سال تک آپ کی صحبت میں رہے، فرماتے ہیں: میں نے ایک طویل عرصہ امام صاحب کی صحبت میں گزارا، آپ کے ساتھ ملنا جلنا رہا، جیسے آپ سب کے سامنے ہوتے تھے ویسے ہی تنہائی میں بھی ہوتے تھے، جن معاملات میں (شرعی نقطۂ نظر سے) کوئی خطرہ نہیں ہوتا ان سے بھی ایسے ہی بچتے تھے جیسے خطرے والے معاملات سے بچتے تھے، اگر آپ کو کسی مال میں شُبہ ہوجاتا تو اسے (صدقہ و خیرات کرکے) اپنے سے دُور کردیتے اگرچہ سارا ہی مال کیوں نہ نکالنا پڑے۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج1، ص201)

دل میں شبہ پیدا ہونے پر سارا نفع صدقہ کردیا

امام صاحب کا ایک غلام آپ کے لئے تجارت کرتا تھا، آپ نے تجارت کے لئے اسے بہت سامال دیا ہوا تھا، ایک مرتبہ 30 ہزار درہم کا نفع ہوا، چنانچہ غلام نے نفع کو الگ کیا اور اسے لے کر امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا، آپ نے اس سے ساری تفصیلات پوچھیں کہ تم نے کس کس طرح تجارت کی۔ اس نے تجارت کے مختلف طور طریقے بیان کئے، دورانِ گفتگو اس نے ایک ایسی صورت بتائی جو آپ کو ناگوار گزری اور آپ کے دل میں شُبہ داخل ہوگیا، آپ نے اسے خوب ڈانٹا اور بہت ناراض ہوئے اور اس سے پوچھ گچھ کی کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس صورت کا نفع بھی دیگر نفعوں کے ساتھ ملا دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا: تم نے سارا نفع خراب کردیا اور پھر فقرا کو بُلوا کر 30 ہزار کا سارا نفع ان میں تقسیم کردیا اور اپنے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج1، ص202)

تجارت کے نفع میں ضرورت مند کا حصہ

ایک مرتبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور عرض کی: حضور! مجھے کپڑے کے ایک (خوبصورت) جوڑے کی ضرورت ہے، آپ مجھ پر احسان فرمائیے، میں ان کپڑوں سے زینت اختیار کرکے سسرالی رشتے دار کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دو ہفتے صبر کرو۔ وہ دو ہفتوں کے بعد پھر آیا۔ آپ نے فرمایا: کل آنا، وہ دوسرے دن آیا تو آپ نے اسے ایک قیمتی جوڑا دیا جس کی قیمت 20 دینار (یعنی 20 سونے کی اشرفیوں) سے بھی زیادہ تھی اور ساتھ ایک دینار بھی اس کے حوالے کیا، اس نے پوچھا: حضور! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تمہاری نیت سے بغداد میں کچھ سامان بھیجا تھا، چنانچہ وہ سامان بِک گیا اور میں نے اس کے نفع سے جوڑا خرید کر تمہارے لئے رکھ لیا لیکن جب اصل سرمایہ میرے پاس آیا تو اس میں ایک دینار زائد تھا (یعنی وہ بھی نفع میں شامل تھا اس لئے یہ تمہارا ہے) اگر تم اسے قبول کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس جوڑے کو بیچ کر اس کی قیمت اور دینار کو تمہاری طرف سے صدقہ کردوں گا۔ جب اس نے امام صاحب کی یہ بات سُنی تو وہ دینار بھی رکھ لیا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، ج1، ص262)

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی تجارت میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تقویٰ اختیار کرنے، دیانت داری سے کام لینے اور اسلامی اصولوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ضرورت مندوں کی مدد اور ائمۂ کرام، عُلَما و مشائخ کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب کرے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

www.dawateislami.net

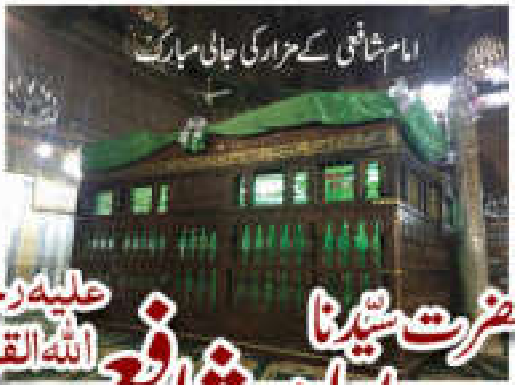

حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

آصف جہانزیب عطاری مدنی

بحیثیتِ مسلمان یہ بات قابلِ افتخار ہے کہ ہماری تاریخ ایسی جلیل القدر شخصیات سے مُزَیَّن ہے جن کی علمی وَجاہت کا شہرہ اَطرافِ عالَم میں پھیلا ہوا ہے۔ ان ہی روشن و تابندہ شخصیات میں سے ایک دَرَخشاں نام عالمُ العَصْر، ناصرُ الحدیث، فَقِیہُ المِلَّۃ، حضرت سیّدنا امام ابوعبدُ اللہ محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الخالق کا بھی ہے، جو مجتہد، فقہِ شافعی کے بانی اور عظیم رُوحانی شخصیت کے مالک ہیں۔ **حالاتِ زندگی** 150ھ میں جس دن حضرت سیّدنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا وِصال ہوا اسی دن غَزَّہ (فلسطین) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ (وفیات الاعیان، 4/23) آپ کے دادا کے دادا حضرت سیّدنا شافع رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابیِ رسول تھے، انہی کی نسبت سے آپ شافعی کہلاتے ہیں۔ (المنتظم، 10/134، سیر اعلام النبلاء، 8/378 ملتقطاً) کم عُمری میں ہی آپ یتیم ہوگئے تھے، اس لئے آپ کی پَرْوَرِش اور تربیت آپ کی والدہ نے فرمائی۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/377) بچپن میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو تحصیلِ علم اور تیر اَندازی کا بے حد شوق تھا، تیر اندازی میں مہارت کا یہ عالَم تھا کہ آپ کے دس میں سے دس نشانے دُرُست لگتے تھے۔ (تاریخ بغداد، 2/57) **حصولِ علم میں مشقتیں** معاشی اعتبار سے آپ کے ابتدائی حالات نہایت دُشوار گزار تھے، آپ کی والدہ کے پاس استاد صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا اور کاغذ نہ ہونے کی وجہ سے کبھی ہڈیوں پر اور کبھی صفحات مانگ کر ان پر احادیث مبارکہ لکھا کرتے۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/379 ملتقطاً) شدید تنگ دَستی کے باعث تین بار آپ کو اپنا تمام مال حصولِ علم کے لئے فروخت کرنا پڑا۔ (تاریخ دمشق، 51/397 ملتقطاً) اتنے سخت حالات کے باجود آپ طلبِ علم میں لگے رہے، حصولِ علم کے لئے عرب کے دیہاتوں میں آپ نے 20 سال گزارے اور وہاں کی زبانوں اور اَشعار پر عبور حاصل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/379 ماخوذاً) **زبردست قوتِ حافظہ** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت ذہین تھے، 7 سال کی عمر میں کلام مجید اور 10 سال کی عمر میں حدیث شریف کی کتاب "مؤطا امام مالک" صرف 9 راتوں میں حفظ کرلی تھی۔ (تاریخ بغداد، 2/60، الدیباج المذہب، 2/157) 15 سال کی عمر میں آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی (المنتظم، 10/136) لیکن احتیاط کے پیشِ نظر آپ نے اس وقت تک فتویٰ دینا شروع نہ کیا جب تک دس ہزار حدیثیں یاد نہ کرلیں۔ (المنتظم، 10/135) **اساتذہ و تلامذہ** آپ نے اپنے دور کے عظیمُ المَرْتَبَت علمائے کرام و بزرگانِ دین سے علم حاصل کیا، ان میں حضرت سیّدنا امام مالک، حضرت سیّدنا مُسلم بن خالد، حضرت سیّدنا سفیان بن عُیَیْنَہ اور حضرت سیّدنا فُضَیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں، جبکہ آپ کے تلامذہ میں حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل، حضرت سیّدنا امام عبداللہ حُمَیدی اور حضرت سیّدنا امام حسن زعفرانی علیہم الرحمۃ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں۔ (الدیباج المذہب، 2/157) آپ کی جلالتِ علمی کو دیکھتے ہوئے آپ کو یمن میں نَجْران کا قاضی مقرر کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ، 7/255) دیگر اکابرین کے علاوہ آپ نے حضرت سیّدنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے جلیل القدر شاگرد حضرت سیّدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ (البدایہ والنہایہ، 7/255 ماخوذاً)

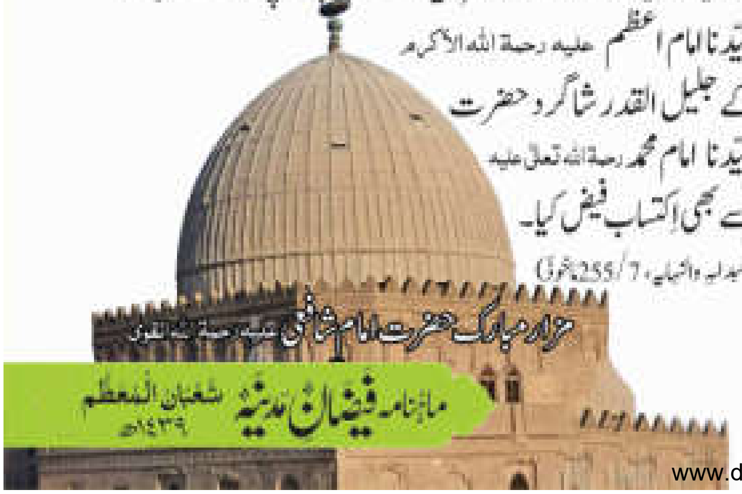
مزار مبارک حضرت امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

www.dawateislami.net

علومِ مُرَوَّجہ کی تکمیل کے دوران عراق ہی سے آپ نے اپنی فقہ (یعنی فقہ شافعی) کی ترویج و تدوین کا آغاز فرمایا۔ (ترتیب المدارک، 3/179 ملخصاً) آپ نے ہی سب سے پہلے اصولِ فقہ کے موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی نیز ابوابِ فقہ اور اس کے مسائل کی دَرَجہ بندی فرمائی۔ (مرآۃ الجنان، 2/14 ملخصاً)

تصانیف حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے دَرْس وتدریس اور تصانیف کے ذریعے علمِ دین کی خوب اشاعت فرمائی جس کا فیضان آج تک جاری ہے، آپ کی تصانیف میں کتاب "اَلْاُمّ"، "اَلرِّسَالَۃ"، "اِخْتِلَافُ الْحَدِیْث"، "اَدَبُ الْقَاضِی" اور "اَلسَّبَق وَالرَّمْی" وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ (اعلام للزرکلی، 6/26)

عبادات اور زُہد و قناعت مُجْتَہِدِ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہایت عبادت گزار اور قراٰنِ پاک کی کثرت سے تلاوت کرنے والے تھے، آپ روزانہ ایک قراٰنِ پاک اور رمضانُ المبارک میں ساٹھ قراٰنِ مجید کا ختم فرماتے۔ آپ نہایت خوش آواز قاریِ قراٰن تھے، آپ کی تلاوت سن کر لوگوں پر رِقّت طاری ہو جاتی تھی۔ (المنتظم، 10/135 ماخوذاً) زُہد و قناعت میں بھی آپ کا اعلیٰ مقام تھا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: میں نے سولہ سال سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ (لباب الاحیاء، 32)

بزرگوں کا آپ کی عظمت کا اعتراف آپ کی شرافت و عظمت کا شہرہ زبانِ زدِ عام تھا یہاں تک کہ اُس دور کے صاحبانِ کمال نے بھی آپ کے فضائل و مَناقِب بیان فرمائے، چنانچہ حضرت سیّدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی (علیہ رحمۃ اللہ الکافی) اپنے زمانے کے اَفراد میں سب سے اَفضل ہیں۔ (الانتقاء، ص120) حضرت سیّدنا امام احمد بن حَنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی دنیا کے لئے سورج اور لوگوں کے لئے خیر و عافیت کی طرح ہیں جس طرح ان دونوں کا کوئی مُتبادِل نہیں اسی طرح ان کا بھی کوئی مُتبادِل نہیں۔ (الانتقاء، ص125 ماخوذاً)

وِصال زندگی کی 55 بہاریں دیکھنے کے بعد علم و فضل کا یہ چمکتا سورج شعبان المعظم 204ھ کی چاندرات کو مصر میں غروب ہوا۔ (الدیباج المذہب، 2/160، الانتقاء، ص160) مزارِ مبارک جبلِ مُقطّم کے قریب قَرافہ صُغریٰ (قاہرہ مصر) میں مَرجعِ عوام و خواص ہے۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

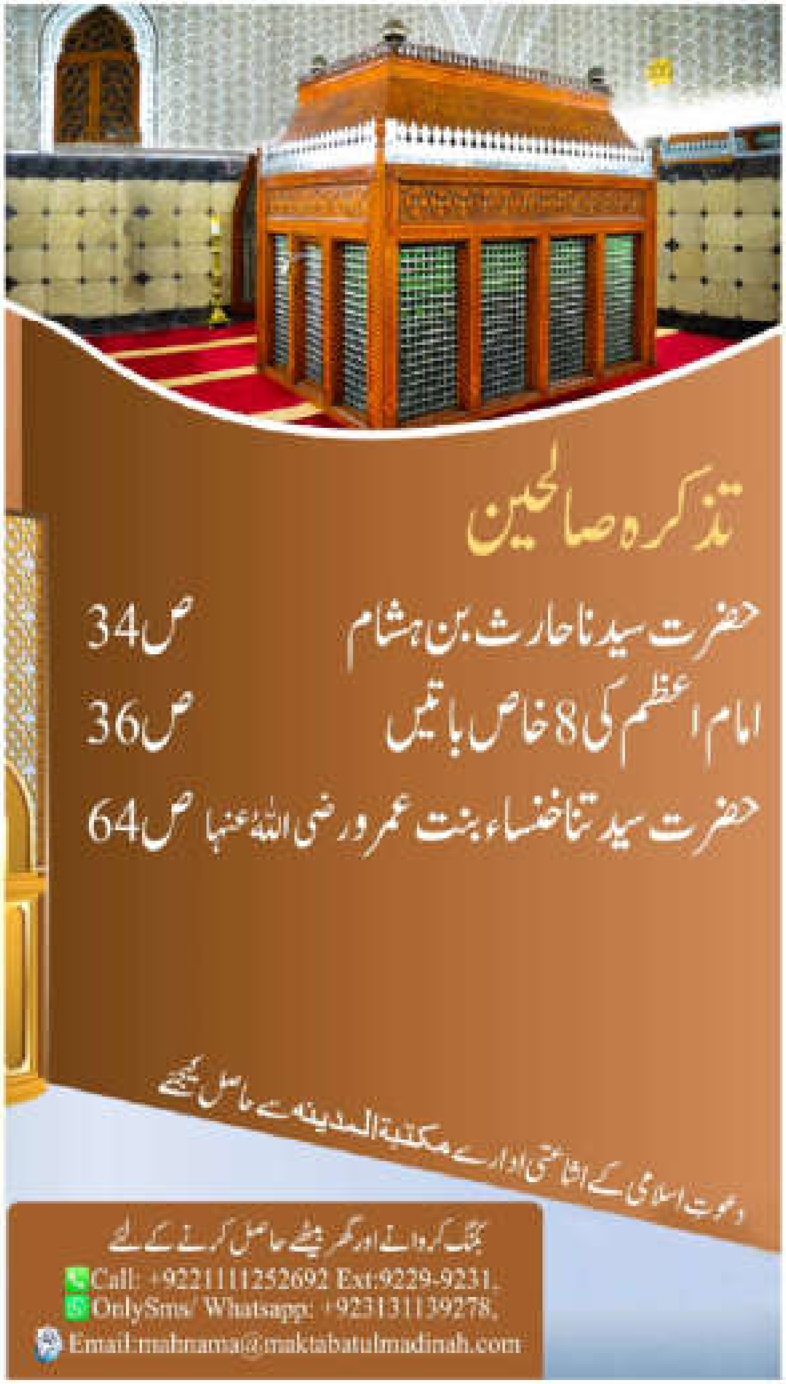

حضرتِ سیّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی

محمد رفیق عطاری مدنی*

حضرت سیّدُنا ابو عبد اللہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوی علمِ حدیث و فقہ کے بہت بڑے عالم اور صاحبِ زُہد و تقویٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہم زمانہ ہیں۔ **ولادت** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 97 ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/175) **تحصیلِ علم** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدا میں اپنے والد اور "کوفہ" کے مشہور شیوخِ حدیث بالخصوص امام اَعْمش اور ابواسحٰق سَبِیْعی رحمہم اللہ تعالٰی سے حدیث و فقہ کا درس لیا۔ اس کے علاوہ طلبِ علم کے لئے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا۔ (محدثین عظام حیات وخدمات، ص105 ملخصاً) ایک بار والدہ ماجدہ نے آپ کا علمی شوق دیکھ کر فرمایا: بیٹا! علم حاصل کرتے رہو! میں چرخہ کات کر تمہارے اخراجات پورے کروں گی۔ (صفۃ الصفوۃ، ج2،3، 125، رقم: 468) **شیوخ و تلامذہ** ایک قول کے مطابق آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ نے 600 اساتذہ سے کسبِ علم کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/177) آپ سے روایات لینے والوں میں سفیان بن عُیَیْنہ، ابوداؤد طیالسی اور عبد اللہ بن مبارک جیسے بڑے محدثین بھی شامل ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/175، 178) **حکایت** امام ابوالمُثَنّٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے "مَرو" شہر میں لوگوں کا شور و غل سنا: ثوری آرہے ہیں، ثوری آرہے ہیں۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک لڑکا ہے جس کی داڑھی کے ابھی چند بال نکلے ہیں۔ امام ذہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: لوگ بلند آواز سے اس لئے کہہ رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہایت ذہین اور مضبوط حافظے کے مالک تھے، نیز نوجوانی ہی میں حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/179 مفہوماً) **حلقۂ درس** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو علومِ اسلامیہ میں کمال کی مہارت حاصل تھی، آپ کا باقاعدہ حلقۂ درس 18 سال کی عمر میں بخارا میں قائم ہوا جہاں عاشقانِ علم کا ہُجوم رہتا۔ (محدثین عظام حیات وخدمات، ص111) **علمی مقام** حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے گیارہ سو (1100) شُیوخ سے حدیث کا علم حاصل کیا، ان میں سب سے افضل آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو پایا۔ (تاریخ بغداد، 9/158) حضرتِ سیّدُنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق فرماتے ہیں: پہلے عراق سے ہمارے پاس دراہم اور کپڑے آتے تھے جب سے سفیان آئے ہیں ہمارے پاس علم آنے لگا ہے۔ (تہذیب التہذیب، 3/400، رقم: 2519) حضرات امام شُعْبہ، ابنِ عُیَیْنہ اور یحییٰ بن مَعِین رحمہم اللہ تعالٰی نے آپ کو "اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث" کا مقدس لقب دیا۔ (تاریخ بغداد، 9/165، ملتقطاً) **مبارک فرمان** جو شخص قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے (تو امید ہے کہ) وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا (تو اندیشہ ہے کہ) وہ اپنی قبر کو جہنّم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء علوم الدین، 5/238) **وِصال** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شعبانُ المعظم 161ھ میں بصرہ کے مقام پر دنیا سے پردہ فرماگئے۔ (طبقات ابن سعد، 6/350) مزار مبارک بصرہ ہی میں بنی کُلَیب نامی قبرستان میں ہے۔

(الثقات لابن حبان، 3/411)

اللہ پاک کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

محمد ناصر جمال عطاری مدنی

جن اولیائے کرام کی برکت سے صوبۂ سندھ کفر و شرک کے اندھیروں سے پاک ہوا، مظلوموں کو ظلم سے نجات نصیب ہوئی اور سندھ کو "بابُ الاسلام" کہا گیا ان ہستیوں میں سے ایک حضرت سیّد محمد عثمان مَرْوَندی کاظمی حنفی قادری لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔ **نام و نسب** آپ کی ولادت باسعادت ساداتِ کرام کے مذہبی گھرانے میں 538ھ بمطابق 1143ء کو ہوئی۔ چہرۂ انور سے مشہور پتھر "لعل" کی طرح سرخ کرنیں نکلتی محسوس ہوتی تھیں جس کی وجہ سے "لعل" کے لقب سے شہرت پائی، "شہباز" کا لقب بارگاہِ امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عطا ہوا جبکہ سلسلۂ قلندریہ کی نسبت سے "قلندر" مشہور ہوئے۔ آذربائیجان کے قصبہ "مَرْوَنْد" میں پیدا ہوئے اس لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مَرْوَندی کہا جاتا ہے۔ (فیضانِ عثمان مروندی، ص5، 7، 8، 9 ملخصاً) آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا سیّد کبیر الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے وقت کے مشہور عالمِ دین اور سنّتوں کے زبردست عامل تھے جبکہ والدہ ماجدہ حاکمِ مروند کی صاحبزادی ہونے کے باوجود بہت نیک، عبادت گزار اور قناعت و سخاوت جیسی کئی عمدہ صفات کی حامل تھیں۔ والدین کے اِن قابلِ رشک اَوصاف کا نتیجہ تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت میں بچپن ہی سے شوقِ علم اور ذوقِ عبادت جیسے عمدہ خصائل رچ بس گئے تھے۔ (شانِ قلندر، ص262، 268، اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص524 ماخوذاً)

تعلیم و تربیت آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدِ گرامی کے زیرِ سایہ ہوئی، سات سال کی عمر میں قراٰن مجید حفظ کیا اور جلد ہی مُرَوَّجہ عُلُوم و فُنُون میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ حصولِ علم کے سفر کے دوران امام علی رضا، امامِ اعظم ابو حنیفہ، داتا علی ہجویری اور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کے مزارات پر بھی حاضری دی۔ بیتُ اللہ شریف پہنچ کر حج کرنے اور مدینۂ منورہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص525، 526، 529) **بیعت و خلافت** حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیّد ابو اسحاق ابراہیم قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ (فیضان عثمان مروندی، ص14) **دینی خدمات** آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زبردست مُبلّغ، بہترین مدرس اور بلند پایہ مُصَنِّف تھے، آپ کی تمام عمر نیکی کی دعوت عام کرنے اور علمِ دین کی اشاعت میں گزری۔ ایک مدت تک مدرسہ بہاؤ الدین (مدینۃ الاولیاء ملتان) اور سیہون شریف میں قائم مدرسہ "فقۂ الاسلام" میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کی نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی تصانیف "صرفِ صغیر" اور "میزانُ الصرف" درسی نصاب میں بھی شامل رہیں۔ (اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص522، 531) **وصال و مدفن** آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال 21 شعبان المعظم 673ھ میں ہوا۔ (تذکرۂ صوفیائے سندھ، ص205) آپ کا مزار پُر انوار سیہون شریف (ضلع دادو، باب الاسلام، سندھ) میں آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

www.dawateislami.net

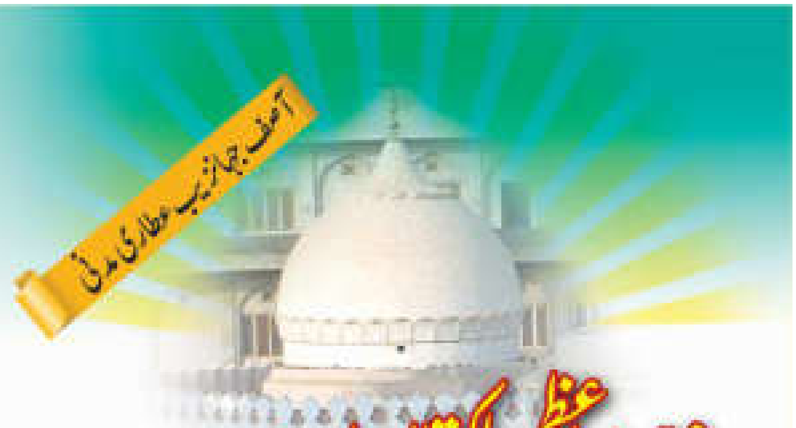

آصف جہانزیب عطاری مدنی

مُحدّثِ اعظم پاکستان اور خدمتِ حدیث

دنیا میں کچھ ایسے باکمال لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے اور ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے جاتے ہیں کہ ظاہری زندگی میں ان کے فیضان کا سورج آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے اور وصال کے بعد بھی لوگ ان کا فیض پاتے ہیں۔ مُحدّثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کا شمار بھی ایسی باکمال شخصیات میں ہوتا ہے۔ 1323ھ/ 1905ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔[1] ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایف۔اے کرنے مرکز الاولیا لاہور گئے اور وہاں سے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُجّۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ حصولِ علمِ دین کے لئے بریلی شریف (یوپی، ہند) روانہ ہوگئے۔[2] حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد ذکی (ذہین) و مُحدّثِ باکمال تھے۔[3] تمام عُلوم وفُنونِ مُرَوّجہ میں آپ کو مہارت حاصل تھی لیکن حدیثِ رسول سے محبت آپ کا خاص وصف تھا، آپ خود فرماتے ہیں: لوگ جب بیمار ہوتے ہیں تو دوائی کھاتے ہیں اور میں حدیثِ مصطفےٰ پڑھاتا ہوں تو مجھے آرام ہوجاتا ہے۔[4] حدیثِ پاک سے محبت ہی کے باعث آپ نے زندگی کا اکثر حصّہ درسِ حدیث میں گزارا۔ دس سال تک دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف (ہند) میں[5] اور قیامِ پاکستان کے بعد تادمِ حیات جامعہ رَضَویہ مظہرِ اسلام سردار آباد (فیصل آباد) میں درسِ حدیث کی خدمات سرانجام دیں[6] اس عرصے میں سینکڑوں فُضلا نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ سے حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔[7] حدیثِ رسول کی خدمت کی وجہ سے آپ کو مُحدّثِ اعظم پاکستان کہا گیا[8] آپ کی حدیثِ رسول سے محبت کا یہ عالَم تھا کہ دورانِ درس جیسی حدیث ہوتی ویسی ہی آپ کی کیفیت ہوتی، اگر حدیث میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تبسّم کا ذکر ہوتا تو آپ بھی مسکراتے، اگر گریہ وعلالت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بھی روتے۔[9] دورانِ درس بارہا ایسا نور ظاہر ہوتا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی بھی مدھم پڑ جاتی۔[10]

حکایت ایک مرتبہ ایک عقیدت مند نے آپ کی دعوت کی، آپ نے دعوت قبول فرمائی، کھانے کے بعد خُدّام حاضرین جو کھانا کھا چکے تھے ان سے فرمایا: مولانا خوب کھائیں، خوب کھائیں، خُدّام نے آپ کے ارشاد پر دوبارہ کھانا کھایا، پھر فرمایا: آج میں نے نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سرکار ابوہریرہ والی سنت ادا کی ہے۔[11] اِس حکایت میں مُحدّثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اشارہ بخاری شریف کی اس حدیث پاک کی طرف ہے جس میں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ کے ایک پیالے سے ستر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سیراب فرمایا اور آخر میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: پیو! انہوں نے سیر ہو کر پیا، پھر فرمایا: پیو! آپ نے سیر ہو کر پیا، پھر فرمایا پیو!۔۔۔ الخ[12] فنِ حدیث میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یدِ طُولیٰ (کمال) حاصل تھا[13] جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بخاری شریف کی صرف پہلی جلد سے علمِ غیب مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ثبوت پر 220، اختیار و فضائلِ رسول پر 150، معجزات و کرامات پر 50، فضائلِ صحابہ پر 40، اصولِ حدیث، اسماءُ الرِّجال اور تقلید پر 150 احادیث جمع فرمائیں۔[14] حدیث میں شہرت و کمال ہی کی وجہ سے حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جیسے شارح و مُفسّر بھی آپ سے حدیث پڑھنے کے خواہشمند تھے۔[15] عُلمائے عرب و عجم نے آپ کو حدیث کی اجازت دی، آپ کے کئی تلامذہ (شاگرد) جلیلُ القدر مُحدّث بنے، آپ نے اُمّہاتِ کُتُب (صحاح ستہ) پر تعلیقات لکھیں، آپ کے تلامذہ نے

www.dawateislami.net

کُتُبِ حدیث کی شُروحات اور قراٰنِ پاک کی تفاسیر لکھیں[16] جو اِس بات کا بَیِّن ثُبوت ہے کہ آپ حقیقتاً مُحدّثِ اعظم تھے۔[17] آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فیضان سے فیض یاب ہونے والوں میں شارِحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفسّرِ قراٰن علّامہ محمد ریاض الدّین قادری، مُصنّف و مترجم کُتُبِ کثیرہ علّامہ مفتی فیض احمد اُویسی، مُفسّرِ قراٰن علّامہ جلال الدّین قادری، شہزادۂ صدرُ الشّریعہ شیخُ الحدیث مفتی عبدالمصطفٰے ازہری، شیخُ الحدیث مفتی عبدالقیوم ہزاروی، شارحِ بخاری علّامہ غلام رسول رَضوی، مولانا محمد عبد الرّشید جھنگوی، مُصنّفِ کُتُبِ کثیرہ شیخُ الحدیث علّامہ عبدالمصطفٰے اعظمی اور مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد وقارُ الدّین قادری رَضَوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن جیسی جلیل القدر شخصیات کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[18] تمام عُمر درس و تدریس اور خدمتِ حدیث میں مشغول رہنے کے بعد یکم شعبان المعظم 1382ھ کو آپ کا وِصال ہوا۔ سُنّی رَضَوی جامع مسجد سردار آباد (فیصل آباد) سے متّصل آپ کا مزارِ مبارک مَرجعِ خلائق ہے۔[19]

---

(1) حیاتِ محدثِ اعظم، ص27 (2) حیاتِ محدثِ اعظم، ص33 ملخصاً (3) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/35 (4) حیاتِ محدثِ اعظم، ص153 (5) حیاتِ محدثِ اعظم، ص54 (6) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/11 (7) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 1/13 (8) حیاتِ محدثِ اعظم، ص65 ملخصاً (9) حیاتِ محدثِ اعظم، ص62 ملخصاً (10) حیاتِ محدثِ اعظم، ص63 ملخصاً (11) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، ص228 (12) بخاری، 4/234، حدیث: 6457 ملخصاً (13) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/36 ملخصاً (14) حیاتِ محدثِ اعظم، ص137 ملخصاً (15) حیاتِ محدثِ اعظم، ص67 ملخصاً (16) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/10 (17) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/39 (18) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 2/43 ملخصاً، حیاتِ محدثِ اعظم، ص65 ملخصاً (19) حیاتِ محدثِ اعظم، ص334، 339 ماخوذاً

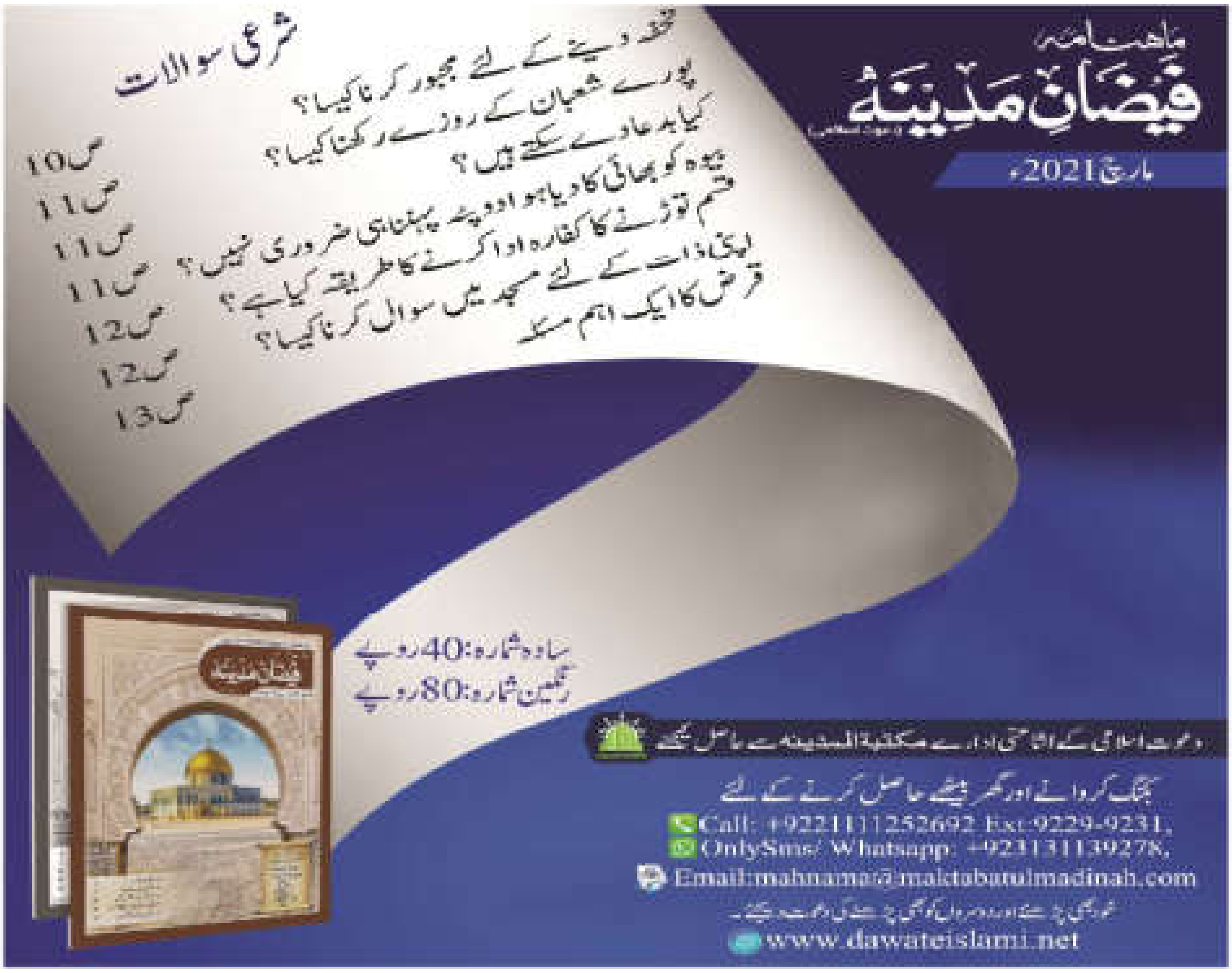

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

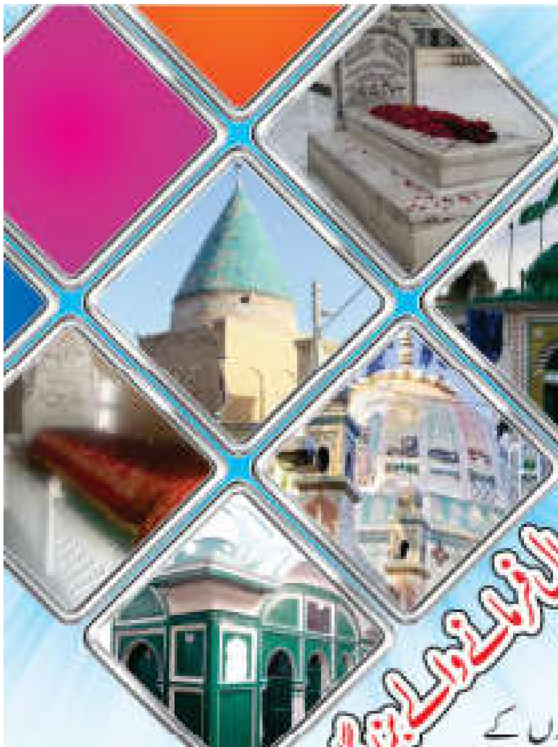

شعبانُ المعظم میں وصال فرمانے والے بزرگانِ دین

ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

شَعْبَانُ الْمُعَظَّم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابیات، علمائے اسلام اور اولیائے عظام کا وصال ہوا، ان کا مختصر ذکر 5 عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔

صحابیات: (1) شہزادیٔ رسول حضرت اُمِّ کُلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت اعلانِ نبوّت سے 6 سال قبل مکۂ مکرمہ میں ہوئی اور وصال شعبان 9ھ میں ہوا، نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا نکاح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا۔ (الاصابہ، 8/460) (2) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ذکرِ خیر صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمایئے۔ **علمائے اسلام:** (3) کروڑوں شافعیوں کے امام حضرت سیّدنا ابوعبداللہ محمد بن ادریس ہاشمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کی ولادت غزہ فلسطین میں 150ھ میں ہوئی اور یکم شعبان 204ھ مصر میں وصال فرمایا۔ مزارِ مبارک قرافۂ صُغریٰ (جبل مقطم جنوبی قاہرہ) مصر میں مرجعِ خاص وعام ہے۔ آپ عظیم فقیہ، مجتہد، مُحدِّث، مُصنِّف، فقہِ شافعی کے بانی وامام اور آفتابِ اسلام ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے "کتاب الاُمّ" اور "کتاب الرسالہ" کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/377تا411، وفیات الاعیان، 4/23، الاعلام للزرکلی، 6/26) (4) امام حسن بن محمد صَغانی حنفی لاہوری، مُحدِّث، لُغَوی، مُصنِّف اور علمائے عرب وعجم کے استاذ ہیں۔ 577ھ مرکز الاولیا لاہور میں پیدا ہوئے اور 19 شعبان 650ھ میں بغداد میں وصال فرمایا، آپ کی 56 تصانیف میں احادیث کا مجموعہ مَشَارِقُ الْاَنْوَارِ النَّبَوِیَّة کو شہرت حاصل ہوئی۔ (حدائق الحنفیہ، ص281، تاریخ الاسلام، 47/444) (5) خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ غلام رسول رضوی، استاذ العلماء، شیخ الحدیث اور بانیٔ جامعہ نظامیہ رضویہ مرکز الاولیا لاہور ہیں۔ 11 جلدوں پر مشتمل تَفْهِیْمُ الْبُخَارِی شرح صحیح البخاری آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ آپ بیئسہ (امرتسر) ہند میں 1323ھ میں پیدا ہوئے اور 27 شعبان 1422ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد سردار آباد (فیصل آباد) میں ہے۔ (تذکرہ حضور محدث کبیر پاکستان، ص23،31،98، روشن ستارے، ص155-163) (6) قاضی محمد بن سَماعہ تَیمِی حنفی فقیہ، مُحدِّث اور بہت عبادت گزار تھے، اَدَبُ القاضی اور نوادر آپ کی تصانیف سے ہیں، 130ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان 233ھ میں وصال فرمایا۔ (الجواہر المضیہ، 2/58، المنتظم، 11/198)

اولیائے کرام: (7) امام الاولیا پیر سیّد محمد راشد شاہ روضے دھنی کی پیدائش 1117ھ کو ہوئی اور یکم شعبان 1233ھ کو پیر جو گوٹھ (ضلع خیر پور میرس) بابُ الاسلام سندھ میں وصال ہوا۔ آپ سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے بانی ہیں۔ آپ کا مزار مرجعِ خاص وعام ہے۔ (تذکرہ صوفیائے سندھ، ص272-275) (8) حضرت سیّدنا ابوالفرج محمد یوسف طَرطوسی، عالم باعمل، ولیِ کامل اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت ہیں، آپ شام کے شمال مغربی ساحلی شہر طرطوس میں پیدا ہوا ہوئے اور 3 شعبان 447ھ میں یہیں وصال فرمایا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص215، شریف التواریخ، 1/628) (9) سلطان العارفین حضرت سیّدنا بایزید طیفور بسطامی، عارفین کے امام اور زمانے کے غوث تھے، 160ھ میں بسطام (صوبہ سمنان) ایران میں پیدا ہوئے اور یہیں 15 شعبان میں 261ھ وصال فرمایا۔ مزار مبارک مرجعِ خلائق ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص67-68، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص70) (10) ولیِ کامل پیر سیّد جماعت علی شاہ

www.dawateislami.net

لاثانی نقشبندی، 1276ھ میں علی پور سیّدان (ضلع نارووال، پنجاب) پاکستان میں پیدا ہوئے اور 16 شعبان 1358ھ میں یہیں وصال فرمایا مزار مبارک پر لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص118) **11** سیّد الاولیا حضرت سیّد محمد کالپوی ترمذی قادری کی ولادت 1006ھ میں ہوئی اور وصال 26 شعبان 1071ھ کو کالپی (یوپی) ہند میں ہوا۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخ طریقت، عالم باعمل، خانقاہ محمدیہ کالپویہ کے بانی اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، 314تا322)

خاندان و احبابِ اعلیٰ حضرت: **12** استاذُ العلما مفتی عبدالکریم دَرس آذری قادری، عالم، مدرّس، مناظر اور مصنف ہیں۔ پیدائش بابُ المدینہ (کراچی) میں 1277ھ کو ہوئی اور وصال 19 شعبان 1344ھ میں ہوا۔ میوہ شاہ قبرستان باب المدینہ (کراچی) میں مدفون ہیں۔ (تذکرہ و بزرگان کراچی، 86تا90) **13** برادرِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد رضا خان نوری رضوی، عالم، مفتی اور علمُ الفرائض (وراثت کے علم) کے ماہر تھے۔ 1293ھ میں پیدا ہوئے اور 21 شعبان 1358ھ میں وصال فرمایا، مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (معارف رئیس الاتقیاء، 32، تجلیات تاج الشریعہ، 89)

خلفاو تلامذۂ اعلیٰ حضرت: **14** مفسرِ قرآن حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری اشرفی 1314ھ اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر مرکزالاولیا لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سیّد علی ہجویری کے قرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعظ، مسلمانوں کے متحرک رہنما اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ تصانیف میں تفسیرُ الحسنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص442، تفسیر الحسنات، 1/46)

15 استاذُ العلما حضرت علامہ مفتی محمد رحیم بخش آروی رضوی، جید مدرّس، مناظر، واعظ، مجازِ طریقت اور بانیٔ مدرسہ فیضُ الغربا (آرہ بہار ہند) تھے۔ 8 شعبان 1344ھ میں وفات پائی مولا باغ قبرستان آرہ (ضلع شاہ آباد بہار) ہند میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص137) **16** سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا محمد عبدُالاحد محدّث پیلی بھیت، عالمِ باعمل، مجازِ طریقت، استاذُ العلما اور واعظِ خوش بیاں تھے۔ 1298ھ میں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور یہیں 13 شعبان 1352ھ میں وصال فرمایا، گنج مراد آباد (ضلع اناؤ) ہند میں دربار مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے قرب میں دفن کیے گئے۔ (تذکرہ محدث سورتی 209تا218)

17 مفتی محمد عمرُ الدّین ہزاروی، مفتیٔ اسلام، مصنّف، نامور علمائے اسلام میں سے ہیں۔ طویل عرصہ بمبئی میں خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ وصال 14 شعبان 1349ھ میں فرمایا، مزار شریف کوٹ نجیبُ اللہ (ضلع مدنی صحرا، مانسہرہ) خیبر پختون خواہ پاکستان میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 622تا627) **18** حضرت مولانا سیّد حسین علی رضوی اجمیری عالمِ باعمل، کتاب "دربارِ چشت اجمیر" کے مصنف، انجمن تبلیغ محبِّ خواجہ مشن ہند اجمیر کے بانی اور روضۂ خواجہ غریب نواز کے مجاور تھے۔ وصال 22 شعبان 1387ھ میں ہوا اور اناساگر گھاٹی اجمیر (راجستھان) ہند میں دفن کیے گئے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 448تا462) **19** مفتیٔ مالکیہ شیخ محمد علی مالکی مکی، عالم، مدرّسِ حرم، مصنّفِ کتب کثیرہ اور امام النحو ہیں۔ 1287ھ میں مکہ شریف میں پیدا ہوئے اور طائف میں 28 شعبان 1367ھ کو وصال فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار کے قریب دفن ہونے کی سعادت پائی۔

(مختصر نشر النور والزھر، ص181، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص136-149)

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

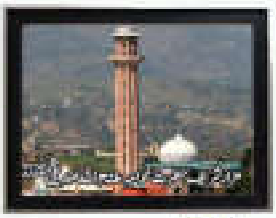

(وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال / عرس شعبان المعظم میں ہے)

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 19 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا مزید کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابیات 1 اُمُّ المؤمنین حضرت **سیّدتنا حفصہ** بنت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ولادت اعلانِ نبوت سے 5 سال قبل مکہ شریف میں ہوئی اور وصال شعبان 45ھ میں مدینۂ منورہ میں فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی۔ آپ کثرت سے روزے رکھنے والی، بہت عبادت کرنے والی، علمِ حدیث و فقہ سے شغف رکھنے والی، بلند ہمت اور حق گو خاتون تھیں۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد 60 ہے۔ (طبقات ابن سعد، 8/65تا69، فیضان امہات المؤمنین، ص94تا115)

2 حضرت **سیّدتنا اُمِّ ایمن** برکۃ بنت ثعلبہ حبشیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا، نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضاعی والدہ، آپ علیہ السَّلام سے بہت محبت کرنے اور آپ کی خدمت کی سعادت پانے والی، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زوجہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدۂ محترمہ اور قدیم الاسلام تھیں، حبشہ و مدینہ دونوں جانب ہجرت فرمائی، وصال شعبان یا رمضان 10ھ یا محرم 23ھ کو ہوا۔ (زرقانی علی المواھب، 1/308)

علمائے اسلام رحمھم اللہ السَّلام

3 حضرت **سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 70ھ یا 80ھ کو کوفہ (عراق) میں ہوئی اور وصال بغداد میں 2 شعبان 150ھ کو ہوا۔ مزار مبارک بغداد (عراق) میں مرجعِ خلائق ہے۔ آپ تابعی بزرگ، مجتہد، محدث، عالَمِ اسلام کی مؤثر شخصیت، فقہِ حنفی کے بانی اور کروڑوں حنفیوں کے امام ہیں۔ (نزہۃ القاری، مقدمہ، 1/110، 164، خیرات الحسان، ص31، 92)

4 شیخُ الاسلام حضرت **سیّدنا امام لیث بن سعد مصری** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 94ھ قَرقَشَنْدَہ (ضلع صوبہ قلیوبیہ) مصر میں ہوئی۔ آپ محدثِ زمانہ اور مفتیِ مصر تھے۔ 15 شعبان 175ھ کو مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک قرافہ صُغریٰ (شارع امام لیث، قاہرہ) مصر میں ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص140، تاریخ ابن عساکر، 50/347، 349)

5 امام الحنفیہ، حضرت **سیّدنا ابوالحسن عُبَیْدُ اللہ کرخی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 260ھ میں کرخ جدان (عراق) میں ہوئی اور وصال 15 شعبان 340ھ کو فرمایا، تدفین بغداد (عراق) میں ہوئی۔ آپ مجتہد فی المسائل، مفتیِ عراق، شیخ الحنفیہ اور زُہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ "اصولِ کرخی" قواعدِ فقہ میں آپ کی یادگارِ زمانہ کتاب ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 25/48، اصول الکرخی، ص366)

6 ابن الکتاب حضرت **علامہ جمالُ الدّین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 630ھ کو مصر میں ہوئی اور وفات شعبان 711ھ کو قاہرہ (مصر) میں ہوئی۔ آپ عظیم ادیب، مؤرخ، استاذُ العلماء اور قاضی طرابلس تھے۔ کئی جلدوں پر مشتمل عربی لغت "**لِسانُ العَرَب**" آپ کی عالمگیر شہرت کا باعث ہے۔ (لسان العرب، 1/5، الدرر الکامنہ، 4/262، 265)

7 استاذِ صاحبِ دُرِّ مختار حضرت **سیّدنا محمد محاسنی آفندی** دمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی

* رکن شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

ولادت 1012ھ دمشق شام میں ہوئی اور وصال شعبان 1072ھ کو فرمایا، بابِ فرادیس شام میں دفن کیا گیا۔ آپ ممتاز عالمِ دین، مدرسِ جامعِ اُموی، خطیبِ جامعِ دمشق تھے، مسلم شریف پر تعلیقات یادگار ہیں۔ (خلاصۃ الاثر، 3/408، 411، حدائق الحنفیہ، ص438)

8 قطبِ شام **حضرت امام عبدالغنی نابلسی** حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1050ھ دِمشق شام میں ہوئی۔ آپ عالمِ کبیر، شاعر و ادیب، استاذُ العلماء، عارف باللہ اور 250 سے زائد کتب و رسائل کے مصنف ہیں۔ 24شعبان 1143ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک صالحیہ دمشق شام میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ آپ کی کتاب "اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ" کا ترجمہ بنام "اصلاحِ اعمال" کر رہی ہے جس کی جلد اوّل شائع ہوچکی ہے۔ (اصلاح اعمال مترجم، 1/56تا70)

9 محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ **مولانا محمد سردار احمد قادری** چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1323ھ میں ضلع گورداسپور (موضع دیال گڑھ مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یکم شعبان 1382ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک سردار آباد (فیصل آباد پنجاب) پاکستان میں ہے۔ آپ استاذالعلماء، محدثِ جلیل، شیخِ طریقت، بانیِ سنّی رضوی جامع مسجد و جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام سردارآباد اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ (حیات محدث اعظم، ص27، 334)

10 شرفِ ملت حضرت **علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1363ھ مزار پور (ضلع ہوشیار پور پنجاب) ہند میں ہوئی۔ آپ استاذالعلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مصنف و مترجم کتب، پیرِ طریقت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 18شعبان 1428ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جوڈیشل کالونی لالہ زار فیز-2 مرکزالاولیاء لاہور پاکستان میں ہے۔ (شرف ملت نمبر لاہور، ص 126)

11 شیخ المشائخ حضرت **حافظ ابوعبدالرحمٰن محمد سلمی** محدث نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 325ھ نیشاپور (صوبہ خراسان) ایران میں ہوئی۔ آپ عالم دین، حافظ الحدیث، مفسر قرآن، استاذالعلماء، کئی کتب کے مصنف اور ولیِ کامل تھے۔ طَبَقَاتُ الصُّوْفِیَہ آپ کی تصنیف ہے۔ وصال 3شعبان 412ھ کو ہوا اور تدفین نیشاپور میں ہوئی۔ (المنتظم، 15/151، 150، طبقات الصوفیہ، مقدمۃ المحقق، ص15)

12 ولیِ شہیر حضرت **لعل شہباز قلندر** حافظ سیّد محمد عثمان مَرْوَندی سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 573ھ مَرْوَند (ضلع ہرات) افغانستان یا مَرَند آذربائیجان میں ہوئی اور 21 شعبان 673ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک سہون شریف (ضلع جامشورو باب الاسلام سندھ) پاکستان میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ آپ علم و فضل، زہد و تقویٰ میں کامل اور روحانیت کے تاجدار ہیں۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1/144تا159)

13 قادری بزرگ حضرت **سید ابوالحسن موسیٰ پاک شہید** ملتانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 952ھ میں اوچ شریف (ضلع بہاولپور جنوبی پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 23 شعبان 1001ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مدینۃ الاولیاء ملتان میں ہے۔ آپ خاندانِ غوث الاعظم کے چشم و چراغ، سلسلہ قادریہ کے نامور شیخِ طریقت اور مشہور محدث شیخ عبدالحق دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُرشد ہیں۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 2/403-406)

14 حضرتِ ایشاں، پیر **سیّد خاوند محمود بخاری** نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 971ھ بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور 12 شعبان 1052ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظ القرآن، عالمِ دین، مصنف اور نقشبندی سلسلے کے بزرگ تھے۔ آپ کا عالیشان مزار محلہ بیگم پورہ (نزد انجینئرنگ یونیورسٹی باغبانپورہ) مرکزالاولیاء لاہور میں واقع ہے۔ (تذکرہ خاوند حضرت ایشاں، ص54تا109)

15 قاضی کشمیر حضرت **خواجہ فتح اللہ صدیقی** شطاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کی ولادت غالباً ضلع روہتک (ریاست ہریانہ) ہند میں ہوئی۔ آپ عالم دین، شیخ طریقت، قاضی القضاۃ کشمیر اور مصنف کتب ہیں۔ 8شعبان 1088ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک گلبار شریف (مضافات کوٹلی) کشمیر میں ہے۔ (قاضی فتح اللہ شطاری، ص59تا207)

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا وصال/عرس شعبانُ المعظم میں ہے۔

مزار شریف سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ

مزار شریف سید میران حسین زنجانی

مزار شریف سید عبداللہ شاہ اصحابی بغدادی قادری

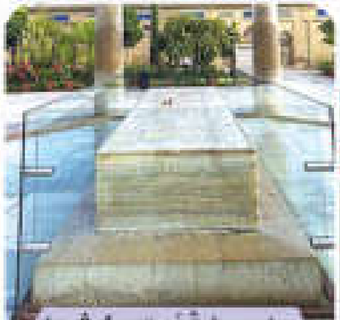

مزار شریف حافظ شمس الدین محمد شیرازی

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عُظّام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 34 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ اور 1439ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 15 کا تعارف ملاحظہ فرمایئے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

(1) زُہد و تقویٰ کے جامع صحابی حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رضاعی بھائی، قدیمُ الاسلام، حبشہ و مدینہ دونوں جانب ہجرت کرنے والے، سادہ و نیک طبیعت کے مالک، کثرت سے عبادت کرنے اور روزے رکھنے والے، اصحابِ صُفّہ اور بدری صحابہ میں سے تھے۔ شعبانُ المعظم 3ھ میں فوت ہوئے اور مُہاجرین میں سب سے پہلے جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/147تا151، جامع الاصول، 13/313، 314)

(2) جلیلُ القدر صحابی حضرت سیّدنا مغیرہ بن شُعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ کی ولادت طائف میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 50ھ میں کُوفہ میں وفات پائی، آپ پانچویں (5) سن ہجری میں اسلام قبول کرنے والے، عاشقِ رسول، مجاہدِ اسلام، کئی احادیث کے راوی، سحرُ البیان خطیب، صاحبِ رائے، بہترین منتظم، متعدد شہروں کے گورنر اور ذہانت میں ضربُ المثل تھے۔ (اعلام للزرکلی، 7/277، تاریخ ابن عساکر، 60/13تا62)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

(3) فخرِ دین و ملّت حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 347ھ کو زنجان شہر (صوبہ زنجان) ایران میں ہوئی اور 19 شعبانُ المعظم 431ھ کو وصال فرمایا، آپ ولیِ کامل، سلسلہ جنیدیہ کے شیخ اور اکابر اولیائے کرام سے ہیں۔ مزار مبارک چاہ میراں مرکزُ الاولیاء لاہور میں ہے۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1/43، 60)

(4) فاتحِ بلگرام حضرت سید محمد صاحبُ الدعوۃ الصغریٰ چشتی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 564ھ ہند میں ہوئی۔ آپ ولیِ کامل، مجاہدِ اسلام، خلیفۂ قطبُ الدّین بختیار کاکی، ساداتِ بلگرام، مارہرہ اور مسولی شریف کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ 14 شعبانُ المعظم 645ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جانبِ شمال محلہ میدان پور بلگرام (ضلع ہردوئی، یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ نوری، ص37)

(5) لسانُ الغیب حضرت خواجہ حافظ شمسُ الدّین محمد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 720ھ میں شیراز (صوبہ فارس) ایران میں ہوئی اور یہیں 8 شعبانُ المعظم 792ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فارسی زبان کے بے مثل صوفی شاعر، فخرُ العلماء اور ناظمُ الاولیاء ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ "دیوانِ حافظ" اہلِ علم میں معروف ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 7/794، 797، نفحات الانس مترجم، ص635، وفیات الاخیار، ص48)

(6) سیّدُ الاولیاء حضرت سید عبدُ اللہ شاہ اصحابی بغدادی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت غالباً بغداد میں ہوئی۔ آپ خاندانِ غوثِ اعظم کے فرزند، شیخِ طریقت اور ولیِ کامل ہیں۔ 1093ھ کو وصال فرمایا، مزار ٹھٹھہ شہر کے قریب مکلی قبرستان (بابُ الاسلام سندھ) میں مرجعِ خلائق ہے۔ ان کا عرس ہر سال 13 تا 15 شعبان ہوتا ہے۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1/469)

*رکن شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

7 ڈنگری والی سرکار حضرت میاں پیر اشاہ غازی قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1076ھ کو موضع چک بہرام ضلع گجرات (پنجاب) میں ہوئی اور 14 شعبانُ المعظم 1163ھ کو کھڑی شریف (ضلع میرپور) کشمیر میں وصال فرمایا، آپ صاحبِ مجاہدہ و کرامات اور کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرنے والے بزرگ تھے۔ (تذکرہ اولیائے جہلم، ص159، 162) 8 قطبِ زماں حضرت حاجی محمد عثمان خان دامانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ خیبر پختونخواہ KPK) میں ہوئی اور وصال 22 شعبانُ المعظم 1314ھ کو خانقاہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوا۔ آپ جامعِ کمالاتِ ظاہری و باطنی، متبعِ سنّت اور عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔ (فیوضاتِ حسینیہ، ص395) 9 امامُ الائمہ حضرت سیّدُنا زُفر تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 110ھ کو کوفہ عراق میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 158ھ کو وصال فرمایا، تدفین بصرہ (عراق) میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، محدّثِ زمانہ، مجتہد فی المذہب، قاضیِ بصرہ اور امامِ اعظم کے جلیلُ القدر شاگرد تھے۔ (وفیات الاعیان، 1/342، اخبار ابی حنیفۃ، ص74، 109تا113) 10 امیرُ المؤمنین فی الحدیث حضرت سیّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 98ھ میں کوفہ (عراق) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 161ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بنی کُلیب قبرستان بصرہ میں ہے۔ آپ عظیم فقیہ، محدث، زاہد، ولیِ کامل اور استاذِ محدثین و فقہا تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/229، 279، طبقات ابن سعد، 6/350) 11 شمسُ الائمہ حضرت سیّدُنا عبدالعزیز حلوائی بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چوتھی صدی ہجری میں بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 448ھ کو شہر کش میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان کلاباذ بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم، حافظُ الحدیث، مجتہد فی المسائل، استاذُ الفقہاء اور فقہ حنفی کی بنیادی کتاب "المبسوط" کے شارح ہیں۔ (اعلام للزرکلی، 4/13، حدائق الحنفیہ، ص221، فقہ اسلامی، ص47) 12 تلمیذِ علامہ سیوطی مخدومُ الکبیر زینُ الدّین بن علی ملیباری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 873ھ میں کوچین (Cochin) ملیبار کیرالہ ہند میں ہوئی اور 17 شعبانُ المعظم 928ھ کو پونانی (Ponnani) میں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ حافظِ قراٰن، محقق، شافعی عالم، شاعرِ اسلام، سلسلہ چشتیہ کے پیرِ طریقت، زہد و تقویٰ سے متصف، مبلغ اسلام، چوبیس (24) سے زائد کتب کے مصنف اور صاحبِ فتح المعین شیخ زینُ الدّین احمد مخدومُ الصغیر کے جدِّ امجد ہیں۔ (تراجم علماء الشافعیۃ فی الدیار الہندیۃ، ص69تا77) 13 صاحبِ مولود برزنجی، حضرت سیّد جعفر بن حسن برزنجی مدنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1128ھ مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ مفتیِ شافعیہ مدینۂ منورہ وامام وخطیب مسجدِ نبوی، استاذُ العلماء اور سلسلہ خلوتیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ 3 شعبانُ المعظم 1177ھ کو وصال فرمایا اور تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی۔ آپ کی 12 تصانیف میں سے "مولود برزنجی" (عقد الجوهر في مولد النبي الازهر) مشہور ہے۔ (سلک الدرر، ج1، 2/11، مولود برزنجی، ص12، 13) 14 امامِ شریعت وطریقت حضرت امام سیّد محمد مرتضیٰ حسینی بلگرامی زبیدی مصری قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1145ھ بلگرام (ضلع ہردوئی، یوپی) ہند میں ہوئی اور 17 شعبانُ المعظم 1205ھ قاہرہ مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک مشہدِ سیّدہ رقیہ میں ہے۔ آپ حافظُ الحدیث، صوفیِ کامل، جامعُ العلوم، فقیہ حنفی، کثیرُ التصانیف اور تیرھویں صدی کے مجدّد تھے۔ آپ کی سو (100) کے قریب تصانیف میں سے تاجُ العروس (40 جلدیں) اور اتحاف السادۃ المتقین (احیاء العلوم کی شرح) کو بینُ الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ (حلیۃ البشر، ج3، 1/1492، حدائق الحنفیہ، ص477) 15 شیدائے اعلیٰ حضرت، عالمِ باعمل حضرت مولانا تاجُ الدّین قادری رحمۃ اللہ علیہ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدّین (پنجاب، پاکستان) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ مرکزُ الاولیاء لاہور میں علمِ دین حاصل کیا اور یہیں کئی مساجد میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ جیّد عالمِ دین اور شیخِ طریقت تھے۔ آپ کا وصال 25 شعبانُ المعظم 1327ھ کو ہوا اور اپنی تعمیر کردہ مسجد تاجُ الدّین (محلہ چوبچہ مصطفےٰ آباد مرکزُ الاولیاء لاہور) سے متصل دفن کئے گئے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، ص111)

www.dawateislami.net

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مزار شریف ابو سلیمان عبد الرحمٰن دارانی

مزار شریف حضرت شیخ صلاح الدین غازی چشتی

مزار شریف مفتی امام الدین رتوی

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 49 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ تا 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:** (1) بدری صحابی حضرت سیّدُنا سَلیط بن قیس خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بنوعدی بن نجار کے چشم و چراغ، بدر سمیت تمام غزوات اور جنگوں میں شرکت کرنے والے، نڈر اور شجاعت کے پیکر تھے، آپ سے ایک حدیث بھی مروی ہے، آپ نے جنگ جسرِ ابوعبید (جسے جنگ قُسُّ النّاطِف اور جنگ مروحہ بھی کہتے ہیں، یہ مقام کوفہ کے قریب دریائے فرات کے پاس ہے) میں شعبان 13ھ میں شہادت پائی۔[1] (2) حضرت سیّدُنا ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں، امیرُ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے خلافت میں جب جنگ عراق کے لئے مسلمانوں کو اُبھارا تو یہ فوراً تیار ہوگئے، بہادری اور شجاعت کی وجہ سے انہیں امیرِ لشکر بنایا گیا، اس لشکر نے جنگ نمارق اور جنگ کسکر میں فتح حاصل کی اور جنگ جسرِ ابوعبید میں شعبان 13ھ میں شہید ہوئے۔[2] **اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام:** (3) قُدوۃُ المشائخ حضرت ابوسلیمان عبدالرحمٰن دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 140ھ میں دارَیّا (ریف، دمشق) شام میں ہوئی اور یہیں 27 شعبان 215ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مشہور ہے۔ آپ محدّثِ جلیل، زاہدِ زمانہ، عابدِ شام، امامُ الصوفیہ اور محبوبُ الاولیاء تھے۔[3] (4) غوثِ اعظم کے شہزادۂ اصغر حضرت سیّد ابوزکریا یحییٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 550ھ میں بغداد شریف میں ہوئی اور شعبان 600ھ میں بغداد شریف میں وصال فرمایا، مزار مبارک حَلبہ میں ہے۔ آپ گیارہ سال تک حضور غوثِ پاک اور پھر دیگر عُلَما و فُقَہا سے مستفیض ہوئے، تکمیلِ علم و معرفت کے بعد مصر تشریف لے گئے، زندگی کا ایک حصہ وہاں گزارا۔ کثیر لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا، زندگی کے آخری ایام میں بغداد شریف آگئے۔ آپ بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔[4] (5) شیخ سیلان حضرت شیخ صلاحُ الدّین غازی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولیِ کامل، خلیفۂ خواجہ نظامُ الدین اولیا اور جذبۂ تبلیغ اسلام سے سرشار تھے۔ پونے (مہاراشٹر) ہند میں رہائش اختیار فرمائی اور یہیں شعبان 759ھ میں وصال فرمایا، روضۂ مبارکہ معروف ہے۔[5]

* رکن شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، کراچی

www.dawateislami.net

(6) جدِّ امجد آلِ سقاف، مقدمِ ثانی حضرت امام سید عبدالرحمٰن سقاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 739ھ میں تریم (حضرموت) یمن میں ہوئی اور یہیں 23 شعبان 819ھ کو وصال فرمایا، مزار زنبل قبرستان میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، استاذُ العلماء، بانیِ مسجدِ سقاف، مشہور شیخِ طریقت، صاحبِ کرامات اور مرجعِ عوام و خاص تھے۔[6] (7) امام سید احمد بن زین حبشی حضرمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1069ھ میں غُرفہ (حضرموت) یمن میں ہوئی اور وصال خوطہ احمد بن زین (حضرموت) یمن میں 19 شعبان 1144ھ کو فرمایا، مزار یہیں مرجعِ عوام وخواص ہے۔ آپ امامِ وقت، فقیہِ شافعی، مشہور شیخِ طریقت، دو درجن کے قریب مساجد و مدارس کے بانی، 18 کتب کے مصنف اور کئی جید عُلَما کے استاذ و شیخ ہیں۔ آپ کی کتاب "اَلرِّسَالَةُ الْجَامِعَةُ وَالتَّذْكِرَةُ النَّافِعَةُ" مشہور ہے۔[7] (8) خورشیدِ مَکلی، حضرت نقشبندی حضرت مخدوم ابوالقاسم نورُ الحق ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ دین، مرید و خلیفہ خواجہ سیفُ الدین سرہندی اور مُسْتَجابُ الدّعوات تھے، آپ کا وصال 7 شعبان 1138ھ کو ہوا، مزار مبارک مکلی قبرستان میں ہے۔[8]

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام: (9) صاحبِ طبقاتِ صوفیہ حضرت امام ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلَمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 325ھ میں ایک نَجیبُ الطَّرَفَین (نیک خاندان) میں ایران کے شہر نیشاپور میں ہوئی اور یہیں 3 شعبان 412ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظُ الحدیث، محدثِ وقت، صُوفیِ کبیر، علومِ شریعت و طریقت کے جامع اور کثیرُ التّصانیف ہیں۔[9] (10) صاحبِ اسدالغابہ حضرت علّامہ عزُّالدّین علی بن محمد ابنِ اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 555ھ میں جزیرہ ابنِ عمر (صوبہ شیرناک) ترکی میں ہوئی اور وصال شعبان 630ھ کو مَوصل (عراق) میں فرمایا، تدفین محلہ باب سنجار میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، علومِ جدیدہ وقدیمہ میں ماہر، عظیم محدث، ماہرِ انساب اور بہترین تاریخ دان تھے، آپ کی تصانیف میں سے "اُسْدُ الْغَابَة" اور "اَلْكَامِلُ فِي التَّارِيخ" کو عالمی شہرت ملی۔[10] (11) حُجَّةُ العرب علامہ جمالُ الدین ابن مالک محمد بن عبداللہ طائی جَیّانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 600ھ میں جَیّان (اندلوسیا) اسپین میں ہوئی اور وصال دمشق میں 12 شعبان 672ھ کو ہوا، آپ علومِ اسلامیہ بالخصوص نحو میں امام، عابدوزاہد، خوفِ خدا و عشقِ رسول کے پیکر اور رقیقُ القلب (نرم دل) تھے، زندگی بھر علمِ عربی کے ادب، شعر اور نظم کی تعلیم و تدریس اور تصنیف میں مصروف رہے، 16 کتب میں سے "اَلْفِيه ابن مالك" کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔[11] (12) امامُ العلوم حضرت شیخ عمر بن عبدالوہاب عرضی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 950ھ میں حلب شام میں ہوئی اور یہیں 15 شعبان 1024ھ کو وصال فرمایا، آپ علوم وفنون کے جامع، فقیہِ شوافع، محدثِ کبیر، واعظِ دلپذیر، مصنفِ کتبِ کثیرہ اور استاذُالعلماء تھے۔ تین جلدوں پر مشتمل شِفا شریف کی شرح بنام "فَتْحُ الْغَفَّارِ بِمَا اَكْرَمَ اللهُ بِهٖ نَبِيَّهُ الْمُخْتَار" آپ ہی کی تصنیف ہے۔[12] (13) فقیہِ ملّت حضرت علامہ مفتی امام الدین رتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رتہ شریف (تحصیل کلرکہار، ضلع چکوال) پنجاب میں ہوئی اور یہیں 29 شعبان 1337ھ کو وصال فرمایا، جامع مسجد رتہ شریف کے پہلو میں مزار شریف زیارت گاہِ خلائق ہے۔ آپ جیدعالمِ دین، مفتیِ علاقہ، علومِ معقول ومنقول کے جامع، استاذُ العلماء، شیخِ طریقت اور بانیِ آستانہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ رتہ شریف ہیں۔[13]

---

(1) الاصابۃ، 3/136، تاریخ طبری، 3/146تا155، معجم البلدان، 7/50 (2) تاریخ طبری، 3/146تا155، اسد الغابہ، 6/217، الکامل فی التاریخ، 2/282 (3) سیر اعلام النبلاء، 8/472، 474، وفیات الاعیان، 3/109، وفیات الاخیار، ص14، مرآۃ الاسرار، ص313 (4) اتحاف الاکابر، ص375 (5) تذکرۃ الانساب، ص66، 67 (6) الامام الشیخ عبدالرحمٰن السقاف، ص14تا45 (7) تبصرۃ اولی الطریق السادۃ آل ابی علوی، ص7تا23 (8) تذکرۂ اولیاء سندھ، ص79 (9) طبقات الصوفیہ، ص14، 15 (10) اسد الغابہ، 1/12، 11، الفوائد البہیہ، ص19 (11) شذرات الذھب، 5/483، طبقات شافعیۃ الکبریٰ، 8/67، الفیہ ابن مالک، ص3، 6 (12) خلاصۃ الاثر، 3/215تا218 (13) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص59۔

www.dawateislami.net

رجب المرجب/شعبان المعظم 1442ھ

مارچ 2021ء کا

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

لارہا ہے آپ کے لئے

بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

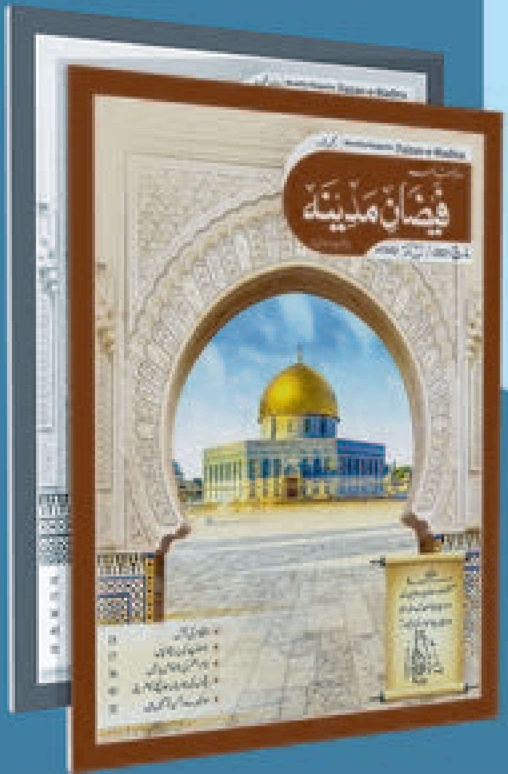

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروائیے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:

Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0

0125764

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net